سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء پر مشتمل دروس

دروس القرآن

تالیف الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

جلد اوّل
سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ پر مشتمل دروس
دروس القرآن
الشیخ محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ
www.KitaboSunnat.com
مکتبہ اسلامیہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب

دروس القرآن

تالیف

الشیخ محمد عظیم حاصلپوری

ناشر ---------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------------- 2016ء
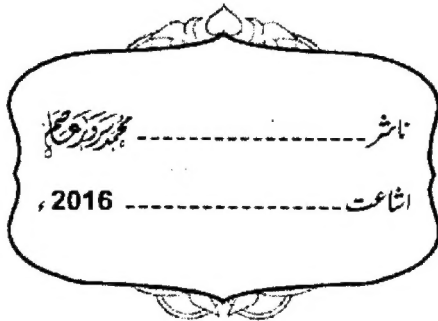
ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763 ، 0321-8661763
www.facebook.com/maktabaislamia1
maktabaislamiapk@gmail.com
www.maktabaislamiapk.com
www.maktabaislamiapk.blogspot.com

فہرست

عرض مؤلف

دروس القرآن (جلد اول)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم امابعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم من همزه و نفثه و نفخه بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم.

قرآن مجید اللہ عزوجل کی سچی اور لاریب کتاب ہے جو بے مثل اور بے نظیر ہونے کے ساتھ ساتھ سراپا ہدایت اور حکمت و دانائی سے بھری پڑی ہے اس کی تلاوت باعث ثواب بھی ہے اور قاری کو ایسی لذت بھی دیتی ہے جس سے وہ کبھی بھی اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

یہ اللہ عزوجل کی طرف سے انسانیت کے لیے اتارا ہوا دستور حیات ہے جو اس کو ٹھکرا کر خواہش نفس کو اپنا خدا بنالے وہ ظالم و فاسق دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو کر تڑپے گا اور جو شخص قرآنی احکامات کے مطابق عمل کرے وہ جنت کے راستے پر گامزن ہو کر اپنی منزل تک یقیناً پہنچ جائے گا۔

﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى۝ ﴾ (۲۰/ طه: ۱۲۴_۱۲۶)

”تو جو ہمارے ذکر (قرآن) سے روگردانی کرے گا تو اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور ہم اسے روز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے گا، اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا جبکہ میں دنیا میں دیکھا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ایسا ہی ہونا تھا دنیا میں تیرے پاس ہماری آیات آئیں تو نے انہیں بھلا دیا۔ آج تو بھلا دیا گیا۔“

قرآن مجید کے نزول سے لے کراب تلک مختلف اہل علم نے قرآن کی خدمت مختلف اسلوب سے کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ کتاب علم وفن کا ایک ایسا گہرا سمندر ہے جو بھی اس میں غوطہ زن ہوتا ہے وہ ہیرے جواہرات سے اپنی جھولی بھر کر ہی سطح آب پر نمودار ہوتا ہے۔

ایک عرصہ سے ربّ جلیل کے حضور دعا گو تھے کہ کچھ نہ کچھ ہمیں بھی قرآنی خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہو جائے اسی موقع کی تلاش میں تھے کہ ہماری کتاب ''دروس المساجد'' جو کہ درس حدیث پر مشتمل ہے مارکیٹ میں آئی دوستوں نے خواہش ظاہر کی کہ اسی طرح درس قرآن پر بھی دروس تیار کریں تا کہ دعوت وتبلیغ کے میدان میں ہر شہری کو فائدہ ہو سکے سو ہم نے اسے غنیمت جانتے ہوئے فوراً قبول کر لیا اور اساتذہ، والدین اور احباب کی دعائیں لے کر کام شروع کر دیا۔ الحمد للہ اب یہ کتاب ''دروس القرآن'' کی پہلی جلد جو سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرۃ کی چیدہ چیدہ آیات کی تفہیم وتفسیر پر مشتمل ہے آپ کے ہاتھوں میں ہے جلد ہی ان شاء اللہ اسکی دوسری جلد بھی آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔

قرآن مجید کی تفہیم وتفسیر کرتے وقت ہم نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ اس میں تفسیر بالقرآن اور تفسیر بالحدیث ہی ہو اور صحیح یا حسن درجہ کی احادیث لائی جائیں اور اگر بنی اسرائیلی روایات لائی گئیں ہیں تو ہم نے ان کے ساتھ ان کی بھی وضاحت کر دی ہے۔ تاہم قارئین اگر کہیں کوئی قابل اصلاح چیز پائیں تو ضرور مطلع کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کر دی جائے گی۔

آخر میں میں دعا گو ہوں اپنے پیارے محسن اور دوست مکتبہ اسلامیہ کے سربراہ محترم محمد سرور عاصم صاحب کا جنھوں نے لحہ بہ لحہ مفید مشوروں سے بھی نوازا اور اس کی پرنٹنگ میں حد درجہ محنت کر کے اسے جاذب نظر بنایا۔ اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے، میرے والدین، اساتذہ اور ناشرین وقارئین کے لیے ذریعہ نجات بنائے آمین۔

اخوکم فی الدین

محمد عظیم بن غلام مصطفیٰ حاصلپوری

01-02-2011

آداب تلاوت

آداب تلاوت کا خیال کر کے پڑھنا مومنین کی نشانی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ﴾ ❶

''جنہیں ہم نے کتاب دی ہے اور وہ اسے پڑھنے کے حق کے ساتھ پڑھتے ہیں اور وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے ساتھ کفر کرے وہ نقصان والا ہے۔''

☆ قرآن پڑھنے سے پہلے طہارت حاصل کریں

جب تو مجھے پڑھے تو سب سے پہلے پاک صاف اور طہارت حاصل کر کے پڑھا کر

﴿ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ ﴾ ❷

''اسے صرف پاک صاف لوگ ہی چھوتے ہیں۔''

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ ﴾ ❸

''اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔''

☆ قرآن پڑھنے سے پہلے تعوذ سے ابتدا

﴿ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ ﴾ ❹

''جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کرو۔'' (یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لے)

☆ ٹھہر ٹھہر کر پڑھو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ ۲/ البقرة:۱۲۱۔ ❷ ٥٦/ الواقعه:۷۹۔

❸ ۷٤/ المدثر:٤۔ ❹ ١٦/ النحل:۹۸۔

① ﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴾ ❶

''اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔''

② ﴿ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴾ ❷

''اور ہم نے اس قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر ہی نازل کیا ہے۔''

③ ﴿ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴾ ❸

''اور قرآن کریم کو ہم نے صاف صاف واضح انداز میں ترتیل کے ساتھ اتارا ہے تاکہ آپ اسے لوگوں کے سامنے ترتیل کے ساتھ پڑھ کر سنائیں۔''

یہ آیات اس بات کی دلیل ہیں کہ قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر اور صاف، واضح کر کے پڑھا جائے۔

④ حضرت یعلی بن مملک بیان کرتے ہیں:

اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے فرمایا:

"فَاِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا" ❹

آپ کی تلاوت واضح ہوتی تھی، ایک ایک حرف الگ الگ کر کے تلاوت فرماتے تھے۔

☆ تیز تیز قرآن مت پڑھو

تیز پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ بعض اوقات تیز پڑھنے سے حروف رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تیز پڑھنے سے منع فرمایا تھا۔

﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴾ ❺

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ قرآن پڑھنے کے لیے اپنی زبان کو تیز تیز حرکت نہ دیا کریں۔'' (یعنی بہت زیادہ تیز نہ پڑھا کریں)

❶ ۷۳/ المزمل:٤۔ ❷ ۲۵/ الفرقان:۳۲۔ ❸ ۱۷/ بنی اسرائیل:۱۰٦۔

❹ ابوداود، الصلاۃ، الوتر، باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ:١٤٦٦؛ والحاکم:١/ ٣١٠؛ احمد:٦/ ٢٩٤؛ الترمذی:٣٠٩١؛ قال الحاکم علی شرط مسلم ووافقه الذهبی۔

❺ ۷۵/ القیامۃ:١٦۔

☆ قرآن کو اچھی آواز سے پڑھو

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ)) ❶

''قرآن کو اچھی آواز کے ساتھ زینت دو۔''

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَمْ يَاْذَنِ اللّٰهُ لِنَبِيٍّ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ)) ❷

''اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اس نے نبی کریم کا بہترین آواز کے ساتھ قرآن (پڑھنا) سنا ہے۔''

☆ تلاوت کرو تو سمجھ کر غور وفکر کے ساتھ پڑھو

﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ ﴾ ❸

''یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر اتارا، بابرکت کتاب تاکہ لوگ اس کی آیات پر تدبر کریں۔''

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴾ ❹

''کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔''

☆ قرآن پڑھا جارہا ہو تو خاموشی سے سنا کرو

﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ ❺

''اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔''

☆ قرآن کا مذاق نہ اڑایا جائے اور نہ سنا جائے

اور اگر لوگ قرآن کو طنز وتشنیع کر رہے ہوں تو ان کے پاس نہ بیٹھا کرو ورنہ تو بھی ویسا ہی

---

❶ ابو داود، الوتر، باب کیف یستحب الترتیل فی القراءة:١٤٦٨۔ ❸ ٣٨/ ص:٢٩۔
❷ صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب من لم یتغن بالقرآن:٥٠٢٣۔
❹ ٤٧/ محمد:٢٤۔ ❺ ٧/ الاعراف:٢٠٤۔

ہو جائے گا۔

﴿ إِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ ﴾ ❶

''تم جب کسی مجلس والوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں (قرآن) کے ساتھ کفر کرتے اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو! جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں، (ورنہ) تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو۔''

☆ تین دن سے پہلے قرآن مکمل نہ کیا جائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے پہلے کبھی قرآن مکمل نہیں کیا۔ ❷

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''اس شخص نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں جس نے اسے تین دن سے پہلے پڑھا۔'' ❸

---

❶ ٤/ النساء: ١٤٠۔

❷ صحيح الجامع الصغير للالبانی: ٤٧٤٢۔

❸ صحيح الجامع الصغير للالبانی: ١١٦٧۔

تعارف قرآن بہ زبان قرآن

قرآن مجید کے نام

قرآن مجید کے کئی ایک نام ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

- قرآن: ﴿ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ ﴾ ❶
  ”بہت بڑی شان والے قرآن کی قسم ہے۔“
- فرقان: ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ ﴾ ❷
  ”بہت بابرکت ہے وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا۔“
- قرآن کریم: ﴿ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ ﴾ ❸
  ”بلاشبہ یہ قرآن کریم (بہت بڑی عزت والا) ہے۔“
- نور: ﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ ﴾ ❹
  ”اور ہم نے تمہاری جانب واضح اور صاف نور اتار دیا ہے۔“
- شفا: ﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ ﴾ ❺
  ”یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں (مومنوں کے لیے) تو سراسر شفا ہے۔“
- حکیم: ﴿ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ ﴾ ❻
  ”یہ کتاب حکیم کی آیات ہیں۔“
- ذکر مبارک: ﴿ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ﴾ ❼
  ”اور یہ ذکر مبارک ہم نے نازل فرمایا ہے۔“
- برھان: ﴿ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ ❽

---

❶ ٥٠/ ق:١۔ ❷ ٢٥/ الفرقان:١۔ ❸ ٥٦/ الواقعة:٧٧۔ ❹ ٤/ النساء:١٧٤۔
❺ ١٧/ اسراء:٨٢۔ ❻ ١٠/ یونس:١۔ ❼ ٢١/ الانبیاء:٥٠۔ ❽ ٤/ النسآء:١٧٤۔

''(اے لوگو!) تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے برھان آ پہنچی۔''

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے ۵۵ صفاتی اور دو ذاتی نام ذکر کیے ہیں۔

قرآن مجید منزل من اللہ ہے

﴿ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ﴾ ❶

''تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور (قرآن) آ چکا ہے۔''

اسے جبریل لے کر آئے ہیں

﴿ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۝ ﴾ ❷

''(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجیے کہ جو جبریل کا دشمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے (یعنی قرآن) جو پیغام ان کے پاس کتاب کی تصدیق کرنے والا اور مومنوں کو ہدایت اور خوشخبری دینے والا ہے۔''

قرآن محمد پر نازل ہوا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل فرمایا ہے۔

﴿ نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﴾ ❸

''(جو) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمایا گیا۔''

قرآن ماہ رمضان میں نازل ہوا ہے

جب قرآن نازل ہوا تو اس وقت رمضان کا مہینہ تھا۔

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ﴾ ❹

''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔''

قرآن لیلۃ القدر میں نازل ہوا

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ

---

❶ ٥/ المائدۃ: ١٥۔ ❷ ٢/ البقرۃ: ٩٧۔

❸ ٤٧/ محمد: ٢۔ ❹ ٢/ البقرۃ: ١٨٥۔

خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝﴾ ❶

''یقیناً ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں نازل فرمایا، تو کیا سمجھے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس (میں ہر کام) کے سر انجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبریل) اترتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک (رہتی ہے)۔''

قرآن کی زبان عربی ہے

﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝﴾ ❷

''صاف عربی زبان میں ہے۔''

﴿وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝﴾ ❸

''یہ قرآن تو صاف عربی زبان میں ہے۔''

عربی زبان میں نازل ہونے کا سبب

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ ❹

''یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔''

﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۖ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۗ﴾ ❺

''اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بناتے تو (کافر) کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ کیا کہ عجمی کتاب اور (آپ ﷺ) عربی رسول؟''

سب سے پہلی اور آخری نازل ہونے والی آیت

سب سے پہلے قرآن کا وہ حصہ جسے رسول اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کیا گیا

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ

❶ ۹۷/ القدر:۱۔۵۔ ❷ ۲۶/ الشعراء:۱۹۵۔ ❸ ۱۶/ النحل:۱۰۳۔
❹ ۱۲/ یوسف:۲۔ ❺ ۴۱/ حم سجدہ:۴۴۔

الْأَكْرَمُ ۙ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴾ ❶

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا، جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔''

سب سے آخر میں۔

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ ﴾ ❷

''آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسلام دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔''

---

❶ ٩٦/ العلق:١، ٥۔ ❷ ٥/ المآئدة:٣۔

فضائل قرآن بہ زبان قرآن

قرآن اللہ کی کتاب ہے

قرآن کو اللہ نے نازل کیا ہے اور اللہ کے مقابلے میں کوئی نہیں ہے جو اس جیسی کتاب بنا لائے۔

﴿ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ ❶

''اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ (کی وحی) کے بغیر (اپنے ہی سے) گھڑ لیا گیا ہو۔''

شک سے پاک کتاب قرآن

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾ ❷

''الم، یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں ہے (کہ یہ کلامِ باری تعالیٰ ہے۔اللہ سے) ڈرنے والوں کی راہنما ہے۔''

قرآن جیسی کوئی کتاب تو بنا کر دیکھاؤ

اگر پوری کائنات بھی چاہے کہ قرآن جیسی کتاب بنا لے تو نہیں بنا سکتی۔جن وانس اگر آپس میں مل بھی جائیں اور اپنی ساری صلاحتیں صرف کر دیں تب بھی ایسی کتاب پیش کرنے سے قاصر رہیں گے۔

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ ﴾ ❸

''اگر تمام جنات اور انسان جمع ہو کر اور ہر ایک دوسرے کی مدد کے ساتھ یہ چاہیں کہ اس جیسا قرآن بنائیں تو بھی ان کے امکان میں نہیں۔''

---

❶ ۱۰/ یونس:۳۷۔ ❷ ۲/ البقرۃ:۱، ۲۔ ❸ ۱۷/ بنی اسرائیل:۸۸۔

بلکہ اللہ نے چیلنج دے رکھا ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی ہم مثل ایک سورت ہی لکھ لائے۔

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ ۖ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ ❶

''ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم شک میں ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ، تمہیں اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔''

اگر یہ ایک سورت بھی نہیں لا سکتے تو چلو پھر اس جیسی ایک بات ہی بنا لائیں۔

﴿فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ﴾ ❷

''اچھا اگر یہ سچے ہیں تو بھلا اس جیسی ایک (ہی) بات یہ (بھی) تو آئیں۔''

نہیں یہ ایسا نہیں کر سکتے بلکہ ایسا نہ تو کوئی اب تلک کر سکا ہے اور نہ ہی قیامت تک کر سکے گا۔

﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾ ❸

''پس اگر تم نہیں کیا (اب) اور تم ہرگز نہیں کر سکے (قیامت تک) تو (اسے سچا مان کر) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

قرآن آسان کتاب ہے

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ﴾ ❹

''اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے۔''

قرآن میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی

﴿لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ﴾ ❺

---

❶ ٢/ البقرة:٢٣۔ ❷ ٥٢/ الطور:٣٤۔ ❸ ٢/ البقرة:٢٤۔
❹ ٥٤/ القمر:٢٢۔ ❺ ١٠/ يونس:٦٤۔

”اللہ کی باتوں میں کچھ تبدیلی ہوا نہیں کرتی۔“

محمد ﷺ کو بھی اجازت نہیں کہ اس میں ردو بدل کر سکیں

﴿ قُلْ مَا يَكُونُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآءِ نَفْسِيْ ۚ ﴾ ❶

”آپ کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ردو بدل کر دوں۔“

قرآن حکیم بھی ہے

قرآن ہر روحانی اور جسمانی بیماری کا علاج ہے جس سے وہ لوگوں کو شفا دیتا ہے مگر اس کے لیے عقل وشعور کی ضرورت ہے۔

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ ﴾ ❷

”یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے۔“

﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۭ ﴾ ❸

”آپ کہہ دیجئے! کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت وشفا ہے۔“

لیکن خصوصاً قرآن دل کی بیماریوں کا علاج کرتا ہے کیونکہ دل ہی سے ہر بیماری کی ابتدا ہوتی ہے۔

﴿ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ﴾ ❹

”اور دلوں کی (بیماریوں) کے لیے شفا ہے۔“

اللہ کا شکوہ

﴿ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝ ﴾ ❺

”پس تم کہاں جارہے ہو؟ یہ تو تمام جہان والوں کے لیے نصیحت نامہ

---

❶ ۱۰/ یونس:۱۵۔ ❷ ۱۷/ بنی اسرآئیل: ۸۲۔ ❸ ۴۱/ حٰم السجدۃ:۴۴۔
❹ ۱۰/ یونس: ۵۷۔ ❺ ۸۱/ التکویر:۲۶، ۲۸۔

ہے (بالخصوص) اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے۔"

انسان نے اللہ رب العالمین کے مقام اور اس کی ذات کو نہ سمجھا۔

﴿ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴾ ❶

"(لوگو!) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تمہاری نظروں میں اللہ کا کوئی وقار ہی نہیں۔"

﴿ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ﴾ ❷

"لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسے اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔"

قرآن کا محافظ خود خدا

قرآن میں کبھی بھی رد و بدل نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لے رکھا ہے۔

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ ❸

"ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

قرآن کی تعلیم پر نہ چلنے والے کا حکم

جو انسان اپنی زندگی میں روز مرہ پیش آنے والے مسائل کے فیصلے اس مطابق نہیں کرتا۔ بس وہ ظالم، فاسق اور کافر ہے۔

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ ❹

"جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی (قرآن) کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہ (پورے اور پختہ) کافر ہیں۔"

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ ❺

"اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے (قرآن) کے مطابق حکم نہ کریں، وہی لوگ ظالم ہیں۔"

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾ ❻

"جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی (کتاب قرآن) کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہ (بدکار) فاسق ہیں۔"

---

❶ ۷۱/ نوح:۱۳۔ ❷ ۲۲/ الحج:۷٤۔ ❸ ۱۵/ الحجر:۹۔
❹ ۵/ المآئدۃ:٤٤۔ ❺ ۵/ المآئدۃ:٤۵۔ ❻ ۵/ المآئدۃ:٤۷۔

قرآن کو پس پشت ڈالنے والے کا انجام

ایسے انسان کی دنیوی زندگی اور معیشت تنگ کردی جاتی ہے اور آخرت میں یہ اندھا کر کے اٹھایا جائے گا پھر جہنم چلا جائے گا۔

﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ ﴾ [1]

''اور (ہاں) جو میرے ذکر (قرآن) سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے روز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے، وہ کہے گا کہ الٰہی مجھے تو نے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو (دنیا) میں دیکھتا تھا۔ (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہیے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے۔''

گناہوں سے بخشش کے لیے دعا

﴿ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ ﴾ [2]

''اے میرے پروردگار! (مجھے) بخش دے اور رحم فرما، تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''

بیماری سے شفا کے لیے دعا

﴿ رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ ﴾ [3]

''(اے میرے پروردگار) مجھے بیماری پہنچی ہے اور تو سب سے زیادہ رحیم و مہربان ہے۔''

مشکلات سے نجات کے لیے دعا

﴿ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ [4]

---

[1] ٢٠/ طٰهٰ: ١٢٤، ١٢٦۔ [2] ٢٣/ المومنون: ١١٨۔

[3] ٢١/ الانبياء: ٨٣۔ [4] ٢١/ الانبياء: ٨٧۔

”نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر تو، تو پاک ہے، یقیناً میں ظالموں میں سے تھا۔“

دماغی قوت اور شرح صدر کے لیے دعا

﴿ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ ﴾ ❶

”اے میرے پروردگار! میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ بھی کھول دے، تا کہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ سکیں۔“

طلب علم کے لیے دعا

﴿ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝ ﴾ ❷

”اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما۔“

طلبِ رزق کے لیے دعا

﴿ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ۝ ﴾ ❸

”اے میرے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔“

صالح اولاد کی طلب کے لیے دعا

﴿ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ ﴾ ❹

”اے میرے پروردگار! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔“

﴿ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ ﴾ ❺

”اے میرے ربّ! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔“

بیوی بچوں کے لیے بہتری کی دعا

﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝ ﴾ ❻

---

❶ ۲۰/ طٰہٰ: ۲۵، ۲۸۔ ❷ ۲۰/ طٰہٰ: ۱۱۴۔ ❸ ۲۸/ القصص: ۲۴۔

❹ ۳۷/ الصافات: ۱۰۰۔ ❺ ۳/ آل عمران: ۳۸۔ ❻ ۲۵/ الفرقان: ۷۴۔

''اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔''

والدین کی مغفرت کے لیے دعا

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾ ❶

''اے ہمارے پروردگار! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش اور دیگر مومنوں کو بھی بخش، جس دن حساب ہونے لگے۔''

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ﴾ ❷

''اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے۔''

﴿رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ ❸

''اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھ پر بچپن میں رحم کیا۔''

سواری پر سوار ہونے کے لیے دعا

﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ ❹

''پاک ذات ہے اس کی جس نے اسے ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہمیں اسے قابو کرنے کی طاقت نہ تھی اور بالیقین ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

شیطانی وساوس سے بچاؤ کے لیے دعا

﴿رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ﴾ ❺

''اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں۔''

---

❶ ١٤/ ابراھیم: ٤١۔ ❷ ٧١/ نوح: ٢٨۔ ❸ ١٧/ بنی اسرائیل: ٢٤۔
❹ ٤٣/ الزخرف: ١٣، ١٤۔ ❺ ٢٣/ المؤمنون: ٩٧، ٩٨۔

عذاب جہنم سے پناہ مانگنے کے لیے دعا

﴿ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴾ ❶

"اے میرے پروردگار! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔"

حسن خاتمہ طلب کرنے کے لیے دعا

﴿ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِينَ ﴾ ❷

"اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی میرا دنیا و آخرت میں ولی ہے۔ مجھے اس حال میں فوت کرنا کہ میں مسلمان ہوں اور مجھے صالحین کے ساتھ ملا دے۔"

❶ ۲۵/ الفرقان:٦٥۔

❷ ۱۲/ یوسف: ۱۰۱۔

فضائل قرآن بہ زبان حدیث

قرآن پڑھنے کا اجر وثواب

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الٓمٓ حَرْفٌ وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ)) ❶

''جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا تو اس کے لیے ہر حرف کے عوض ایک نیکی جو دس نیکیوں کے برابر ہے (یعنی قرآن کے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں) میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (یعنی الم کہنے میں تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں)۔''

قرآن سے خالی دل کی مثال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ)) ❷

''جس شخص کا دل قرآن سے خالی ہو تو وہ (یا اس کا دل) ویران گھر کی طرح ہے۔''

---

❶ ترمذی، ثواب القرآن، باب ماجاء فیمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الاجر: ۲۹۱۰؛ دارمی: ۳۳۰۸؛ اور امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن صحیح غریب ہے۔ والصحیحة: ٦٦٠۔

❷ ترمذی، ثواب القرآن، باب: ۲۹۱۳؛ دارمی: ۳۳۰٦، امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

باآواز بلند اور آہستہ قرآن پڑھنے والے کی مثال

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ)) [1]

''باآواز بلند قرآن کریم پڑھنے والا شخص ظاہری صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور آہستہ قرآن پڑھنے والا شخص چھپا کر صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔''

قرآن پڑھنے والے اور نہ پڑھنے والے کی مثال

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ))

''اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ ترنجبین (نارنگی) جیسی ہے کہ اس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور اس کا ذائقہ بھی اچھا ہے۔''

((وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ))

''اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ہے۔ کھجور جیسی ہے اس کی خوشبو نہیں لیکن اس کا ذائقہ میٹھا ہے۔''

((وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ))

''اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ خوشبودار پودے (جیسے گلاب وغیرہ) کی طرح ہے کہ جس کی خوشبو اچھی ہے اور ذائقہ تلخ ہے۔''

((وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ)) [2]

---

[1] ابوداود، الصلاۃ، باب فی رفع الصوت بالقراءۃ فی صلاۃ اللیل: ۱۳۳۳؛ الترمذی: ۲۹۱۹؛ النسائی: ۲۵۶۱۔ [2] صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب فضل القرآن علی سائر الکلام: ۵۰۲۰، صحیح۔

''اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ہے۔ اندرائن (تمہ) جیسی ہے جس میں خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے۔''

قاری قرآن کی مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی۔ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَاقْرَءُوهُ فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَهُ فَقَرَأَهُ وَقَامَ بِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا يَفُوحُ رِيحُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَيَرْقُدُ وَهُوَ فِي جَوْفِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ وُكِيَ عَلَى مِسْكٍ)) [1]

''قرآن سیکھو اور پھر اسے پڑھو اور یہ یاد رکھو کہ اس شخص کی مثال جو قرآن سیکھتا ہے پھر اسے ہمیشہ پڑھتا رہتا ہے اس پر عمل کرتا ہے اور اس میں مشغولیت یعنی تلاوت وغیرہ کے شب بیداری کرتا ہے اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہو جس کی خوشبو تمام مکان میں پھیلتی ہے اور اس شخص کی مثال جس نے قرآن سیکھا اور سو رہا یعنی وہ قرآن کی تلاوت قراءت شب بیدار سے غافل رہا یا اس پر عمل نہ کیا اس تھیلی کی سی ہے جسے مشک پر باندھ دیا گیا ہو۔''

وہ تو روشنی مثل بادل تھی......

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں روایت کرتے تھے کہ ایک دن جب کہ وہ (یعنی اسید) رات میں سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے ان کا گھوڑا جو ان کے قریب ہی بندھا تھا اچانک اچھلنے کودنے لگا چنانچہ انہوں نے پڑھنا بند کر دیا (تاکہ دیکھیں کیوں اچھل کود رہا ہے) گھوڑے نے بھی اچھل کود بند کر دی۔ (اسید نے یہ سوچ کر کہ یونہی اچھل کود رہا ہوگا) پھر پڑھنا شروع کر دیا گھوڑا بھی پھر اچھلنے کودنے لگا وہ پھر رک گئے تو گھوڑا بھی رک گیا، پھر جب انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑے نے اچھل کود شروع کی (اب انہیں احساس ہوا کہ گھوڑے کی اچھل کود یوں ہی نہیں ہے بلکہ اس کی خاص وجہ ہے) چنانچہ

---

[1] ترمذی، ثواب القرآن، باب ماجاء فی فضل سورة البقرة و آية الكرسی: ٢٨٧٦؛ ابن ماجه: ٢١٧۔

انہوں نے پڑھنا موقوف کر دیا (اتفاق سے) ان کا بچہ جس کا نام یحییٰ تھا گھوڑے کے قریب ہی تھا انہیں خوف ہوا کہ کہیں گھوڑا (اس اچھل کود میں) اس بچے کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دے اس لیے وہ اٹھ کر گھوڑے کے پاس گئے تا کہ بچے کو وہاں سے ہٹا دیں جب انہوں نے بچے کو وہاں سے ہٹایا اور ان کی نظر آسمان کی طرف اٹھی تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ بادل کی مانند کوئی چیز ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اسید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن حضیر تم پڑھتے رہتے۔'' اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو کچل نہ ڈالے کیونکہ یحییٰ گھوڑے کے قریب ہی تھا۔

فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ إِلَی السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِیهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰی لَا أَرَاهَا قَالَ: ((وَتَدْرِی مَا ذَاكَ)) قَالَ لَا قَالَ: ((تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ یَنْظُرُ النَّاسُ إِلَیْهَا لَا تَتَوَارٰی مِنْهُمْ)) [1]

چنانچہ جب میں یحییٰ کی طرف پھرا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی چیز بادل کی مانند ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں پھر میں تحقیق حال کے لیے اپنے گھر سے باہر نکلا مگر وہ چراغاں مجھے پھر نظر نہیں آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جانتے ہو وہ کیا تھا؟'' انہوں نے کہا کہ نہیں! فرمایا: ''وہ فرشتے تھے جو تمہاری قراءت کی آواز سننے کے لیے قریب آ گئے تھے اگر تم اسی طرح پڑھتے رہتے تو اسی طرح صبح ہو جاتی اور لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور وہ فرشتے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہوتے۔''

قرآن روز قیامت اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی ہوگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن پڑھا کرو کیونکہ قرآن قیامت کے روز ان لوگوں

---

[1] صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب نزول السکینة والملائکة عند قراءة القرآن:۵۰۱۸؛ صحیح مسلم:۱۸۵۹۔

کی سفارش کرے گا جو اس کی تلاوت کرتے رہے۔'' ❶

قرآن سیکھنے اور سکھانے والا بہترین انسان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں وہ شخص سب سے بہتر ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔'' ❷

حافظ قرآن معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید کا ماہر شخص معزز لکھنے والے، اطاعت گزار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو شخص قرآن مجید اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس پر تلاوت کرنا مشکل ہوتا ہے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے: ''اس شخص کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور وہ اس کا حافظ ہے.......... (وہ معزز فرشتوں کی صف میں ہوگا)۔'' ❸

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

① سورۂ فاتحہ قرآن کی سب سے عظیم (بڑی) سورت ہے۔ ❹

② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جناب جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے دروازہ کھلنے کی زوردار آواز سنی اپنا سر اٹھایا اور نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ یہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا، اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ﷺ کو دو نور مبارک ہوں۔ آپ ﷺ سے پہلے یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے (وہ یہ ہیں):

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ — سورۂ فاتحہ۔

وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ — سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات۔

---

❶ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب فضل قراءۃ القرآن: ۸۰۴۔

❷ صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب خیر کم من تعلم القرآن و علمہ: ۵۰۲۷۔

❸ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب فضل الماھر فی القرآن والذی یتتعتع فیہ: ۷۹۸؛ صحیح بخاری: ۴۹۳۷۔ ❹ صحیح بخاری، تفسیر القرآن، باب و سمیت ام الکتاب: ۴۴۷۴۔

مزید فرمایا: ''جو شخص یہ دو آیات پڑھے گا اسے اس کی مانگی ہوئی چیز ضرور دی جائے گی۔'' ❶

سورۂ بقرہ کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورۂ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا باعث برکت اور چھوڑنا باعث حسرت ہے۔'' ❷

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے شیطان اس گھر سے دور بھاگ جاتا ہے۔'' ❸

سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)) ❹

''جس نے رات کے وقت (یعنی سوتے وقت) سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لیں وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔''

صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضور ﷺ کو معراج کرائی گئی اور آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جو ساتویں آسمان میں ہے، جو چیز آسمان کی طرف چڑھتی ہے وہ یہیں تک ہی پہنچتی ہے اور یہاں سے ہی لے جائی جاتی ہے اور جو چیز اوپر سے نازل ہوتی ہے وہ بھی یہیں تک پہنچتی ہے، پھر یہاں سے آگے لے جائی جاتی ہے اور اسے سونے کی ٹڈیاں ڈھکے ہوئے تھیں۔

فَأُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ ❺

وہاں حضور ﷺ کو تین چیزیں دی گئیں، پانچ وقت کی نمازیں، سورہ بقرہ کے

---

❶ صحیح مسلم ، فضائل القرآن ، باب فضل الفاتحۃ و خواتیم سورۃ البقرۃ:۱۸۷۷، ۸۰۶۔

❷ صحیح مسلم ، صلاۃ المسافرین و قصرھا ، باب فضل قراءۃ القرآن..... الخ:۸۰۴۔

❸ صحیح مسلم ، صلاۃ المسافرین و قصرھا ، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی..... الخ:۷۸۰۔

❹ صحیح بخاری ، فضائل القرآن ، باب سورۃ البقرۃ:۵۰۰۹۔

❺ صحیح مسلم ، الإیمان ، باب فی ذکر سدرۃ المنتھی(۱۷۳)

خاتمہ کی آیتیں اور توحید والوں کے تمام گناہوں کی بخشش۔

④ مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورہ بقرہ کی آخری آیتیں عرش تلے کے خزانہ سے دیا گیا ہوں مجھ سے پہلے کسی نبی کو یہ نہیں دی گئیں۔“ ❶

سورۂ آل عمران کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ)) ❷

”دو روشن سورتوں (سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران) کی تلاوت کیا کرو۔ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن سایہ دار بادلوں یا ہلکے بادلوں یا پرندوں کی دو ٹولیوں کی شکل میں ہوں گی جنہوں نے اپنے پروں کو پھیلایا ہوا ہوگا، یہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے (اللہ تعالیٰ سے) جھگڑا کریں گی (اور انہیں جنت میں داخل کرائیں گی سورۂ بقرہ کو پڑھا کرو یقیناً اسے پکڑنا باعث برکت اور چھوڑنا باعث حسرت ہے اور جادوگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے)۔

آیت الکرسی کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اسے جنت میں داخل ہونے سے موت کے علاوہ کوئی روک نہیں سکتا۔“ ❸

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک محافظ فرشتہ ساری رات اس کی حفاظت کرتا ہے اور وہ ساری رات شیطان کے حملے سے محفوظ رہتا ہے۔“ ❹

---

❶ مسند الإمام احمد(٥/ ١٥١) صحیح۔ ❷ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین و قصرها، باب فضل قراءة القرآن......الخ:٨٠٤۔ ❸ النسائی:٦/ ٣٠، ٩٩٢٨؛ الصحیحة:٩٧٢۔
❹ صحیح بخاری، بدء الخلق، باب صفة ابلیس و جنوده:٣٢٧٥، ٢٣١١۔

سورۂ کہف کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرتا ہے تو اس کی روشنی دو جمعوں تک باقی رہتی ہے۔'' [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کرے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔'' [2]

سورۃ الفتح کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ مجھ پر رات ایک ایسی سورت نازل کی گئی ہے جو مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے سورۃ الفتح کی تلاوت فرمائی۔ [3]

سورۃ الملک کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سورۃ الملک کی تلاوت کرتا رہا تو یہ سورت اس کے حق میں سفارش کرے گی حتیٰ کہ اسے بخش دیا جائے گا۔'' [4]

سورۃ الکافرون کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورۃ الکافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے (یعنی چار مرتبہ پڑھنے سے ایک قرآن کا ثواب ملتا ہے)۔'' [5]

سورۃ الاخلاص کی فضیلت

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورۃ الاخلاص اجر و ثواب میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔'' [6]

---

[1] صحیح الترغیب والترھیب:٨٣٦؛ صحیح الجامع الصغیر:٦٤٧٠۔

[2] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب فضل سورۃ الکھف ...... الخ:٨٠٩۔

[3] صحیح بخاری، المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ:٤١٧٧۔

[4] ابوداود، الصلاۃ:١٤٠٠، حسن؛ ھدایۃ الرواۃ:٢/ ٣٨٠۔

[5] ترمذی، فضائل القرآن باب ماجاء فی اذا زلزلت:٢٧٩٤؛ صحیح الترغیب والترھیب:٥٨٣۔

[6] صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب فضل قراءۃ قل ھو اللہ ٨١١، تعلیقا۔

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی فضیلت

☆ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(شیطان سے پناہ مانگنے کے لیے) سورۃ الفلق اور سورۃ الناس جیسی قرآن میں اور کوئی آیات نہیں۔'' ❶

☆ نبی ﷺ (جنات) اور نظر بد سے بچاؤ کے لیے ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرتے تھے۔ ❷

❶ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب فضل قراءۃ المعوذتین: ۸۱٤۔

❷ ترمذی، الطب، باب ماجاء فی الرقیۃ بالمعوذتین: ۲۰۵۸، صحیح عند الالبانی۔

تعوّذ

((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ)) ❶

''میں اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں، شیطان مردود سے، اس کی پھونک، اس کے تھوک اور اس کے چوکے سے۔''

فوائد:

❶ تعوذ کے لیے یہ الفاظ بھی ثابت ہیں مثلاً: ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) اور ((اَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) ❷

❷ تلاوت قرآن مجید کے قبل تعوذ پڑھنا حکم خداوندی ہے ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ ﴾ ❸

''پس جب تم قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو۔''

❸ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر شیطان مردود سے پناہ طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ ❹

---

❶ سنن ابی داود، الصلاۃ، باب من رأی الاستفتاح بسبحانك اللهم: ۷۷۵؛ الترمذی: ۲۴۲؛ ابن ماجه: ۸۰۴؛ صحيح ابی داود: ۷۰۱؛ احمد: ۳/ ۵۰: ۱۱۴۷۹، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

❷ حجة الله البالغة: ۲/ ۸؛ الروضة الندية: ۱/ ۲٦۹۔

❸ ۱٦/ النحل: ۹۸۔ ❹ ۷/ الاعراف: ۱۹۹، ۲۰۰۔

''لوگوں سے درگزر کیجئے اور انہیں نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے روگردانی کرو اور اگر شیطان کی طرف سے تمہیں کوئی چوکا لگے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔''

﴿ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ ﴾ ❶

''اور دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آ جائیں۔''

﴿ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ﴾ ❷

''نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، برائی کو بھلائی سے دور کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیب والوں کے کوئی نہیں پا سکتا اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی چوکا (وسوسہ) آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو۔ یقیناً وہ بہت ہی سننے والا جاننے والا ہے۔''

④ زمانہ جاہلیت میں لوگ جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے یعنی کسی ویرانے یا جنگل میں رات بسر کرنی ہوتی تو وہاں ٹھہر کر بآواز بلند کہتے کہ ہم اس مکان پر جنات کے سردار کی پناہ میں آتے ہیں جس سے جنات سرکش ہو گئے جیسا کہ سورۂ جن میں اللہ تعالیٰ نے تذکرہ فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ

---

❶ ۲۳/ المؤمنون: ۹۷، ۹۸۔ ❷ ۴۱/ حم السجدۃ: ۳۴، ۳۶۔

رَهَقًا ﴾ ❶

''اور بلا شبہ بعض انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔''

❺ رسول اللہ ﷺ نے کئی ایک مقامات پر پناہ طلب کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے وقت

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ کلمات کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے وقت کہے گا تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔''

((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) ❷

''میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ساتھ اس کی ہر پیدا کردہ چیز کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں۔''

بیت الخلاء میں داخلے کے وقت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) ❸

''اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیث چڑیلوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

نماز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے تعوذ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو دعائے استفتاح پڑھتے پھر کہتے:

((أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ)) ❹

---

❶ ۷۲/ الجن: ٦۔ ❷ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغیرہ: ٦٨٨، ٢٧٠٨۔ ❸ صحیح بخاری، الصلوٰۃ، باب ما یقول عند الخلاء: ١٤٢؛ صحیح مسلم: ٣٧٥؛ ابو داود: ٤؛ ترمذی: ٥، ٦؛ دارمی: ١/ ١٧١؛ ابن حبان: ١٤٠٤۔
❹ سنن ابی داود، الصلاۃ، باب من رأی الاستفتاح بسبحانك اللھم: ٧٧٥؛ ابن ماجه: ٨٠٤۔

نیز تعوذ صرف پہلی رکعت میں پڑھا جائے گا کیونکہ دوسری رکعت کی ابتدا آپ ﷺ الحمد للہ رب العالمین سے فرماتے تھے۔ ❶

غصہ سے بچاؤ کے لیے پناہ

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور گلے کی رگیں پھول گئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ کلمہ کہہ دے تو اس کی یہ حالت ختم ہو جائے گی: ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) ''میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ کی اس شیطان مردود سے۔'' ❷

بچوں کے لیے پناہ کے کلمات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو ان الفاظ کے ساتھ اللہ کی پناہ میں دیا کرتے تھے:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ)) ❸

''میں تمہیں ہر شیطان، ہر زہریلے جانور اور ہر لگ جانے والی نظر سے اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل کو اسی طرح اللہ کی پناہ میں دیا کرتے تھے۔''

نیند میں گھبراہٹ (خواب میں ڈر) ہو تو......!

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ مجھے نیند میں گھبراہٹ ہوتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ کلمات پڑھنے کی وصیت فرمائی:

---

❶ صحیح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة، باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقراءة: ۹٤۱؛ ابن ماجه: ۸۰٦۔ ❷ صحیح بخاری، بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده: ۳۲۸۲؛ صحیح مسلم: ۲٦۱۰۔ ❸ صحیح بخاری، احادیث الانبیاء، باب قول الله تعالیٰ: ﴿واتخذ الله ابراهیم خلیلاً﴾: ۳۳۷۱؛ ترمذی: ۲۰٦۰؛ ابو داود: ٤۷۳۷۔

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ)) ❶

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کے ذریعے سے اس کی ناراضگی اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وسوسہ ڈالنے، گناہوں پر ابھارنے اور اکسانے سے اور اس بات سے کہ وہ (شیطان) میرے پاس آئیں (اور مجھے بہکائیں)۔''

برص، کوڑ اور پاگل پن سے تعوذ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ)) ❷

''اے اللہ! برص (پھلبہری)، پاگل پن، کوڑ اور دوسری بدترین بیماریوں سے میں تیری پناہ پکڑتا ہوں۔''

زوال نعمت سے تعوذ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ)) ❸

''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیری نعمت کے زائل ہو جانے، تیری عافیت کے پھر جانے، تیرے اچانک عذاب اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔''

نماز میں شیطان سے تعوذ

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

❶ سنن ابی داود، الطب، باب کیف الرقی: ۳۸۹۳؛ احمد: ۲/ ۱۸۱؛ السلسلة الاحادیث الصحیحة: ۲۶٤؛ ابن ابی شیبة: ۸/ ۶۰۔ ❷ سنن ابی داود، الصلاة، باب فی الاستعاذة: ۱۵۵٤؛ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے، هدایة الرواة: ۳/ ۲۲، ۲٤۰٤۔

❸ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب اکثر اهل الجنة الفقراء: ۲۷۳۹؛ ابو داود: ۱۵٤۵۔

عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے اور میری نماز اور میری قراءت کے درمیان شیطان حائل ہو جاتا ہے وہ مجھ پر قراءت کو خلط ملط کرتا ہے تو آپ نے فرمایا: ''یہ شیطان ہے جسے خنزب کہا جاتا ہے جب تم اس کے حائل ہونے کو محسوس کرو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو (یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ لیا کرو) اور تین بار اپنی بائیں جانب تھتکارو۔''
عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ عزوجل نے اس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔ ❶

سخت مصیبت اور بری تقدیر سے تعوّذ ❷ ، غیر نافع علم اور خوف الٰہی سے خالی دل سے تعوّذ ❸ ، غیر نفع مند نماز سے تعوّذ ❸ ، گمراہی سے تعوّذ ❺ ، برے اعمال اور بیماریوں سے تعوّذ ❻ ، اعضائے بدن کے شر سے تعوّذ ❼ ، برے ساتھی اور برے ہمسائے کے شر سے تعوّذ ❽ ، فکر وغم، کاہلی، قرض اور لوگوں کے غلبے سے تعوّذ ❾ ، شرک سے تعوّذ ❿ ، جادو ٹونے سے تعوّذ، آخر قرآن سے چاروں قل کا وظیفہ۔

---

❶ صحیح مسلم، السلام، باب التعوذ من شيطان الوسوسة فى الصلاة: ٢٢٠٣؛ واحمد: ١٧٩١٨۔
❷ صحیح مسلم، الذكر والدعاء، باب فى التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء: ٢٧٠٧؛ صحيح بخارى: ٦٦١٦۔ ❸ صحیح مسلم، الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومالم يعمل: ٢٧٢٢؛ نسائى: ٥٤٧٣۔ ❸ سنن ابى داود، الصلوة، باب فى الاستعاذة: ١٥٤٩ ، صحيح۔
❺ صحیح مسلم، الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل وما لم يعمل: ٢٧١٧؛ صحيح بخارى: ٧٣٨٣۔ ❻ جامع ترمذى، الدعوات، باب دعاء أم سلمة: ٣٥٩١؛ صحيح الجامع الصغير: ١٢٩٨۔ ❼ سنن ابى داود، الصلاة، باب فى الاستعاذة: ١٥٥١؛ الترمذى: ٣٤٩٢، صحيح۔
❽ صحيح الجامع الصغير: ١٢٩٩۔ ❾ صحيح بخارى، الدعوات، باب الاستعاذة من الجبن والكسل كسالى واحد: ٦٣٦٩؛ صحيح مسلم: ٢٧٠٦۔ ❿ صحيح الجامع الصغير: ٣٧٣١۔

فضائل سورۃ الفاتحہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَۙ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِۙ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِؕ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُؕ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَۙ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۝ ﴾ ❶

”سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو تمام مخلوقات کا رب ہے، بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، انصاف کے دن کا حاکم ہے، اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے رستے پر چلا، ان لوگوں کے رستے پر جن پر تو اپنا فضل اور کرم کرتا ہے، نہ ان کے جن پر غصے ہوتا رہا ہے اور نہ گمراہوں کے۔“

فوائد:

❶ فاتحہ کے معنی آغاز اور ابتدا کے ہیں۔ اس لیے اسے الفاتحہ یعنی فاتحۃ الکتاب کہا جاتا ہے۔

❷ سورۃ الفاتحہ مکی سورت ہے اور نازل ہونے کے اعتبار سے اس کا پانچواں نمبر ہے اور اس کی سات (۷) آیات، پچیس (۲۵) کلمات اور ایک سو تیرا (۱۱۳) حروف ہیں۔ ❷

شاعر کا شعر ہے:

أُمُّ الْقُرْآنِ وَفِيْ أُمِّ الْقُرىٰ نَزَلَتْ
مَا كَانَ لِلْخَمْسِ قَبْلَ الْحَمْدِ مِنْ أَثَرِ

ام القرآن (سورہ فاتحہ) ام القریٰ مکہ میں نازل ہوئی تو سورہ فاتحہ سے پہلے پانچ سورتوں کا نام ونشان نہ تھا (یعنی پہلے چار سورتیں تھیں)۔

---

❶ ١/ الفاتحة: ١-٧۔ ❷ تفسير ابن كثير: ١/ ٣٢۔

اس سے پہلے جو چار سورتیں تھیں وہ یہ ہیں سورۂ علق کی ابتدائی آیات، دوسری سورۂ مدثر تیسری سورۂ مزمل اور چوتھی ن۔ والقلم۔

③ کثرت اسماء چیز کی بڑھائی پر دلالت کرتے ہیں اور سورہ فاتحہ کے بھی بہت زیادہ نام ہیں، چندایک یہ ہیں۔

① أم القرآن۔ ② السبع المثانی۔ ③ قرآن العظیم۔ ④ سورۃ الشفاء۔ ⑤ سورۃ الصلوٰۃ۔ ⑥ ام الکتاب۔ ⑦ الرقیۃ۔ ⑧ الکافیۃ۔ ⑨ الکنز۔ ⑩ الحمد۔ [1]

④ سورۂ فاتحہ کی فضیلت میں چندایک روایات ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا، غَيْرُ تَمَامٍ))

''جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے (آپ نے تین بار فرمایا) نامکمل ہے۔''

راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ! کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو کیا کروں؟ انہوں نے فرمایا:

اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ) قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: حَمِدَنِي عَبْدِي وَإِذَا قَالَ: (الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ) قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي وَإِذَا قَالَ: (مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) قَالَ: مَجَّدَنِي عَبْدِي، وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي، فَإِذَا قَالَ: (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) قَالَ هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ: (اهْدِنَا

[1] تفسیر ابن کثیر، ۱/ ۳۱۔

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) قَالَ هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ)) ❶

(اے فارسی کے بیٹے) دل میں پڑھا کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کی نماز کو دو حصوں میں تقسیم کردیا ہے۔ ایک حصہ اپنے لیے اور ایک اس بندے کے لیے۔ پھر میرا بندہ جو مانگے وہ اس کے لیے ہے۔ چنانچہ جب بندہ کھڑا ہوکر (الحمد للّٰہ رب العالمین) کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔ جب (الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثنا بیان کی جب (مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ) پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعظیم کی۔ یہ خالصتاً میرے لیے ہے اور میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے۔ پھر (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) سے آخر تک میرے بندے کے لیے ہے اور اس کے لیے وہی ہے جو وہ یہ کہتے ہوئے مانگے (اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ)۔''

5. آپ ﷺ نے فرمایا: ''امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھو سوائے سورہ فاتحہ کے کیونکہ:

((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) ❷

اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا۔''

6. قرآن کی سب سے عظیم سورت سورہ فاتحہ ہے۔

حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا:

كُنْتُ أُصَلِّي فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ أُجِبْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي قَالَ: ((أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ: اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ

❶ صحيح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة...... : ٣٩٥؛ ترمذی: ٢٩٥٣۔ ❷ صحيح ابن حبان: ١٨٤٤؛ احمد: ٢٣٠٤٧ صحيح۔

مِنَ الْمَسْجِدِ)) فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ قُلْتَ لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِنَ (فِي) الْقُرْآنِ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهُ)) [1]

میں نماز پڑھ رہا تھا کہ حضور نے مجھے بلایا، میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ فارغ ہوں، میں نے کہا یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب بھی اللہ ورسول تمہیں پکاریں تو جواب جلد دو، فرمایا: میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے ایک سورت بتلاؤں گا، جو قرآن مجید کی تمام سورتوں سے افضل ہے۔'' پھر حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، جب ہم باہر نکلنے لگے، تو میں نے درخواست کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تھا میں تمہیں قرآن کی سب سے زیادہ افضل سورت بتلاؤں گا، آپ نے فرمایا: ''وہ سورت الحمد للہ رب العالمین ہے اسی کا نام سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے، جو مجھے دی گئی ہے۔''

7 سورۂ فاتحہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایک خاص تحفہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جناب جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے دروازہ کھلنے کی زوردار آواز سنی اپنا سر اٹھایا اور نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ یہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا، اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ﷺ کو دو نور مبارک ہوں۔ آپ ﷺ سے پہلے یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کئے گئے (وہ یہ ہیں)

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ	سورۂ فاتحہ
وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ	سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات

---

[1] صحیح بخاری، تفسیر القرآن، باب وسمیت ام الکتاب: ٤٤٧٤۔

مزید فرمایا: ''جوشخص دو آیات پڑھے گا اسے اس کی مانگی ہوئی چیز ضروری دی جائے گی۔'' ❶

❽ اس سورت کی مثل نہ تورات میں ہے نہ انجیل میں۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''نماز میں تم کس طرح یعنی کیا پڑھتے ہو؟'' انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی، آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا اُنْزِلَتْ فِی التَّوْرَاةِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الْفُرْقَانِ مِثْلُهَا وَاِنَّهَا سَبْعٌ مِنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْآنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُعْطِیْتُهُ)) ❷

''قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ سورت نہ تو توریت انجیل میں اتاری گئی ہے اور نہ ہی قرآن میں نازل کی گئی ہے سورہ فاتحہ سبع مثانی ہے (یعنی سات آیتیں ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں) اور یہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔''

❾ حضرت ابوسعید سے مروی ہے:

أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ انْطَلَقُوْا فِیْ سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا فَنَزَلُوْا بِحَیٍّ مِنْ أَحْیَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَأَبَوْا أَنْ یُضَیِّفُوْهُمْ، قَالَ: فَلُدِغَ سَیِّدُ ذٰلِكَ الْحَیِّ فَشَفَوْا لَهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ لَا یَنْفَعُهٗ شَیْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَیْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِیْنَ نَزَلُوْا بِكُمْ لَعَلَّ أَنْ یَكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَیْءٌ یَنْفَعُ صَاحِبَكُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ سَیِّدَنَا لُدِغَ فَشَفَیْنَا لَهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ فَلَا یَنْفَعُهٗ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَیْءٌ یَشْفِیْ صَاحِبَنَا یَعْنِیْ رُقْیَةً، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنِّیْ لَأَرْقِیْ وَلٰكِنِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَأَبَیْتُمْ أَنْ تُضَیِّفُوْنَا مَا أَنَا

---

❶ صحیح مسلم، فضائل القرآن، باب فضل الفاتحة وخواتیم سورة البقرة: ۱۸۷۷، ۸۰۶۔

❷ ترمذی، ثواب القرآن، باب ماجاء فی فضل فاتحة الکتاب: ۲۸۷۵؛ نسائی: ۹۱٤؛ دارمی: ۳۳۷۳، نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بِرَاقٍ حَتّٰی تَجْعَلُوْا لِیْ جُعْلًا فَجَعَلُوْا لَهٗ قَطِیْعًا مِّنَ الشَّاءِ ، فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَیْهِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَیَتْفِلُ حَتّٰی بَرِیَٔ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ ، فَأَوْفَاهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِیْ صَالَحُوْهُ عَلَیْهِ ، فَقَالُوا اقْتَسِمُوْا فَقَالَ الَّذِیْ رَقّٰی لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰی نَأْتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَنَسْتَأْمِرَهٗ فَغَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ أَیْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقْیَةٌ؟ أَحْسَنْتُمْ وَاضْرِبُوْا لِیْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ)) [1]

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت سفر میں جارہی تھی ایک عرب کے قبیلہ میں ان کا پڑاؤ ہوا تو انہوں نے قبیلہ والوں سے مہمان نوازی کا مطالبہ کیا لیکن اہل قبیلہ نے انکار کر دیا میزبانی سے۔ راوی کہتے ہیں کہ (اتفاقاً) اس قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا۔ انہوں نے اس کا ہر چیز سے علاج معالجہ کیا لیکن اسے کسی چیز نے نفع نہیں دیا۔ ان میں سے بعض لوگ کہنے لگے کہ کاش تم اس جماعت کے پاس جاتے جس نے تمہارے یہاں پڑاؤ ڈالا ہے شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جو تمہارے سردار کو نفع بخش دے (پس ان میں سے کچھ لوگ صحابہ کے پاس آئے) اور کہا کہ ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے پس کہا تم میں سے کسی کے پاس کوئی دم وغیرہ ہے؟ جماعت میں سے ایک شخص نے کہا میں دم کرتا ہوں لیکن ہم نے تم سے مہمان نوازی چاہی تو تم نے ہماری مہمان نوازی سے انکار کر دیا لہٰذا میں دم کروں گا حتی کہ تم کوئی اجرت وغیرہ مقرر کرو میرے لیے، انہوں نے ان کے واسطے بکریوں کا ایک ریوڑ اجرت کے طور پر مقرر کیا تو وہ ان کے سردار کے پاس آئے اور اس پر سورۂ فاتحہ پڑھی اور پڑھ کر پھونکنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس کو شفاء ہو گئی گویا کہ کسی بندش سے چھوٹ گیا، راوی کہتے ہیں پھر انہوں نے جس پر معاہدہ کیا تھا اسے پورا کیا، ان لوگوں نے کہا کہ اسے تقسیم کر لو، لیکن دم کرنے والے

[1] ابو داود، البیوع: ٢/ ٢٩١٧؛ صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب فضل فاتحة الکتاب: ٥٠٠٧، ٥٧٣٦۔

صاحب نے کہا کہ ایسا نہ کرو یہاں تک کہ ہم حضور ﷺ کے پاس پہنچ جائیں اور ان سے اس کے حکم کے بارے میں معلوم کر لیں، پس اگلی صبح ہم حضور ﷺ کے پاس آئے اور سارا واقعہ ذکر کیا حضور ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کہاں سے معلوم ہے کہ یہ سورۂ فاتحہ دم ہے تم نے اچھا کیا اپنے ساتھ میرا بھی حصہ مقرر کرو۔''

⑩ حضرت خارجہ بن صامت رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا: إِنَّكَ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ هَذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ فَارْقِ لَنَا هَذَا الرَّجُلَ فَأَتَوْهُ بِرَجُلٍ مَعْتُوْهٍ فِي الْقُيُوْدِ فَرَقَاهُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً وَكُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَ فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ: فَذَكَرَهُ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((كُلْ فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ)) [1]

وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے اس قوم کے لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ تم بیشک اس آدمی (حضور ﷺ) کے پاس سے خیر لے کر آئے ہو، پس ہمارے اس آدمی کے لیے دم کر دو، پھر وہ ایک مغلوب الحواس شخص کو جکڑ کر لائے تو انہوں نے سورۂ فاتحہ کے ذریعہ اس پر تعویذ کیا تین دن تک صبح شام اور جب بھی سورۂ فاتحہ ختم کرتے تو منہ میں تھوک جمع کر کے اس آدمی کے اوپر تھوکتے وہ ایسا ہو گیا کہ بندشوں سے چھٹکارا پایا ہو، ان لوگوں نے انہیں کوئی چیز دی، وہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا واقعہ ذکر کیا، حضور ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھا، میری عمر کی قسم کوئی تو باطل دم کر کے کھاتا ہے (تو وہ ہلاک ہو گیا) بیشک تو نے تو سچا کیا ہے (یعنی جو لوگ باطل رقیہ کرتے ہیں وہ ہلاکت میں پڑ گئے لیکن تمہارا دم تو بالکل حق ہے لہٰذا اس کے

[1] سنن ابی داود، البیوع، باب کسب الاطباء: ۳۴۲۰ صحیح۔

عوض میں ملنے والی چیز کھا سکتے ہو)۔"

11. حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَخْيَرِ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾))
"کیا میں تجھے قرآن کریم کی بہترین سورت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر فرمایا:) وہ ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ہے۔" [1]

12. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ الْقُرْآنِ؟ فَتَلَا عَلَيْهِ ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾)) [2]
"کیا میں تجھے قرآن مجید کی افضل ترین سورت نہ بتاؤں؟ پھر آپ نے اس کے سامنے ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ کی تلاوت کی۔"

13. حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
((عَوَّذَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تَفْلًا)) [3]
"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت فاتحہ کے ساتھ تھوک کر دم کیا۔"

[1] مسند احمد: ٤/ ١٧٧؛ صحيح الجامع الصغير: ٢٥٨٩۔
[2] مستدرك الحاكم: ١/ ٥٦٠؛ الصحيحة: ١٤٩٩؛ صحيح الترغيب: ١٤٥٤۔
[3] الطبراني في الكبير: ٣/ ١٨٩؛ الدر المنثور: ١/ ٤ حسن۔

بسم اللہ پڑھو

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴾ [1]

"شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

فوائد:

[1] بسم اللہ ہر سورت کے آغاز میں ایک مستقل آیت ہے سوائے سورۂ براءت کے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ پر غفلت سی طاری ہوئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کس بات سے ہنسی آ رہی تھی تو آپ نے فرمایا: "مجھ پر ابھی ایک سورۂ نازل ہوئی۔" پھر

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝ ﴾ [2]

"یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے، پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر، یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔"

پڑھا پھر فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟" ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: "وہ ایک نہر ہے مجھ سے میرے رب نے اس کا وعدہ کیا ہے اس میں بہت سی خوبیاں ہیں وہ ایک حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری امت کے لوگ پانی پینے کے لیے آئیں گے اور اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کی تعداد کے برابر ہے ایک شخص کو وہاں سے ہٹا دیا جائے گا میں عرض کروں گا یا اللہ یہ میرا امتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا آپ جانتے ہو کہ اس نے آپ کے بعد نئی باتیں گھڑی تھیں۔" [3]

---

[1] ۱/ الفاتحہ: ۱۔ [2] ۱۰۸/ الکوثر: ۱۔۳۔ [3] صحیح مسلم، الصلوٰۃ، باب حجۃ من قال، البسملۃ آیۃ من اول کل سورۃ سوی براءۃ...... : ۸۹٤، ٤۰۰؛ ابو داود: ۷۸٤؛ نسائی: ۹۰۳۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورتوں کی جدائی نہیں جانتے تھے جب تک آپ پر (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) نازل نہیں ہوتی تھی۔ ❶

توصحیح مذہب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کہیں قرآن پاک میں یہ آیت شریفہ ہے وہاں مستقل آیت ہے۔ واللہ اعلم

❷ نماز میں بسم اللہ باآواز بلند یا دبی آواز دونوں طرح سے پڑھنا درست ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور قراءت میں اونچی آواز سے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' بھی پڑھی اور فارغ ہونے کے بعد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ. ❷

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ کے ساتھ نماز میں مشابہ ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی وہ قراءت کو ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سے شروع کرتے تھے اور ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کو اول قراءت اور نہ آخر میں پڑھتے تھے اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں وَکَانُوْا یُسِرُّوْنَ وہ لوگ مخفی بسم اللہ پڑھا کرتے تھے۔ ❸

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں نماز پڑھائی اور بسم اللہ (باآواز بلند) نہ پڑھی تو جو مہاجر اصحاب وہاں موجود تھے انہوں نے ٹوکا۔ چنانچہ پھر جب نماز پڑھانے کو کھڑے ہوئے تو بسم اللہ (باآواز بلند) پڑھی۔ ❹

نماز میں بسم اللہ باآواز بلند اور آہستہ آہستہ آواز دونوں طرح سے پڑھنا درست ہے البتہ آپ زیادہ ہلکی آواز میں پڑھتے تھے (تمام احادیث میں یہی درست تحقیق ہے)۔ ❺

---

❶ ابو داود، الصلاۃ، باب من جھر بھا: ۷۸۸، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

❷ سنن نسائی، الافتتاح، باب قراءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم: ۹۰۶؛ الحاکم: ۱/ ۲۳۲ دارقطنی، خطیب اور بیہقی وغیرہ نے صحیح کہا ہے۔

❸ صحیح مسلم، الصلاۃ، باب حجۃ من قال لا یجھر بالبسملۃ: ۶۰۶؛ بلوغ المرام: ۲۶۳۔

❹ مسند الامام الشافعی: ۱/ ۸۰؛ الحاکم: ۱/ ۲۳۳۔ ❺ زاد المعاد: ۱/ ۱۹۹۔

❸ آپ بسم اللہ کیسے پڑھا کرتے تھے؟

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کس طرح تھی۔ فرمایا کہ ہر لفظ کو آپ لمبا کر کے پڑھتے تھے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سنائی، بسم اللہ پر مد کیا، الرحمٰن پر مد کیا، الرحیم پر مد کیا۔ ❶

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر آیت پر رکتے تھے اور آپ کی قراءت الگ الگ ہوتی تھی جیسے: ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)) پھر ٹھہر کر ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)) پھر ٹھہر کر ((الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)) پھر ٹھہر کر ((مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنَ)) ❷

❹ بسم اللہ پڑھنے کے مقام

① وضو کے وقت بسم اللہ پڑھ لے۔

حضرت ابو ہریرہ، سعید بن زید اور ابو سعید رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وضو میں اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں ہوتا۔'' ❸

② ہر کام سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کام کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔''

③ بیت الخلاء میں جانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لے۔

④ خطبہ کے شروع میں بھی بسم اللہ کہنی چاہیے۔

⑤ جانور کو ذبح کرتے وقت بھی اس کا پڑھنا مستحب ہے۔

⑥ بیوی سے ملنے کے وقت بھی بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے ملنے کا ارادہ کرے تو یہ پڑھے:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا)) ❹

---

❶ صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب مد القراءة: ٥٠٤٦؛ ابن حبان: ٦٣١٧۔

❷ مستدرك حاكم: ٢/ ٢٣٢؛ دارقطني: ١/ ٣١٢، اسے صحیح بتاتے ہیں۔

❸ ابو داود: ١٠١؛ احمد: ٢/ ٤١٨، یہ حدیث حسن ہے۔

❹ صحیح بخاری، الوضوء، باب التسمية على كل حال: ١٤١۔

اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! ہمیں شیطان کے چوکے سے محفوظ فرما اور جو ہمیں تو دے اسے شیطان سے بچا۔"

⑦ کھانے کھاتے وقت بھی بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "(جو آپ کی پرورش میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند سے تھے) بسم اللہ کہو اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور اپنے سامنے سے نوالہ اٹھایا کرو۔" ❶

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے اور اپنے کھانے سے قبل اللہ کا ذکر کرتا (بسم اللہ کہتا) ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے کہ یہاں تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ نہیں ہے اور نہ رات کا کھانا ہے اور جب کوئی گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے تم نے رات گزارنے کی جگہ پالی اور جب وہ کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہیں کہتا تو کہتا ہے کہ تم نے رات گزارنے کی جگہ بھی حاصل کر لی اور کھانا بھی پالیا۔" ❷

⑧ نیند سے بیدار ہونے کے وقت۔

⑨ گھر سے نکلتے وقت۔

⑩ خط لکھنے سے پہلے۔

⑪ بسم اللہ کی جگہ ۷۸۶ لکھنا درست نہیں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کھڑا ہونا، بیٹھنا ہو، کھانا ہو، پینا ہو، قرآن کا پڑھنا ہو، وضو اور نماز وغیرہ ہو ان سب کے شروع میں برکت حاصل کرنے کے لیے، امداد چاہنے کے لیے اور قبولیت کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام لینا مشروع ہے۔ واللہ اعلم ❸

❺ بسم اللہ کیا ہے؟

---

❶ صحیح بخاری، الاطعمة، باب التسمية على الطعام: ٥٣٧٦۔

❷ صحیح مسلم، الاشربة: ٢٠١٨۔ ❸ تفسیر ابن کثیر: ١/ ٤٦۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عیسیٰ کو ان کی والدہ نے معلم کے پاس بٹھایا تو اس نے کہا لکھیے بسم اللہ حضرت عیسیٰ نے کہا بسم اللہ کیا ہے؟ استاد نے جواب دیا میں نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا ''ب'' سے مراد اللہ تعالیٰ کا ''بہا'' یعنی بلندی ہے اور ''س'' سے مراد اس کی سنا یعنی نور اور روشنی ہے اور ''م'' سے مراد اس کی مملکت یعنی بادشاہی ہے اور ''اللہ'' کہتے ہیں معبودوں کے معبود اور ''رحمٰن'' کہتے ہیں دنیا اور آخرت میں رحم کرنے والے کو، ''رحیم'' کہتے ہیں آخرت میں کرم و رحم کرنے والے کو۔ [1]

6 وہ مکھی کی طرح ذلیل ہوتا ہے۔

مسند احمد میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھے ان کا بیان ہے کہ سواری پھسلی تو میں نے کہا شیطان کا ستیاناس ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ نہ کہو اس سے شیطان پھولتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا! ہاں! بسم اللہ کہنے سے وہ مکھی کی طرح ذلیل و پست ہو جاتا ہے۔'' ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بھی اسے نقل کیا ہے اور صحابی کا نام اسامہ بن عمیر بتایا ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ بسم اللہ کہہ کر بسم اللہ کی برکت سے شیطان ذلیل ہوگا۔ اسی لیے ہر کام اور ہر بات کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے۔ [2]

7 کچھ لکھنے سے پہلے بسم اللہ لکھنا باعث برکت ہے۔

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے مروی ہے کہ قریش مکہ نے عامر بن لوی قبیلے کے ایک سردار سہیل بن عمرو کو بھیجا اور اسے کہا کہ تم محمد کے پاس جاؤ اور ان سے صلح کرو لیکن یاد رہے کہ ان کے ساتھ صلح میں یہ بات بہر صورت ہو کہ وہ اس سال واپس جائیں گے، ہمارے پاس بالکل نہیں آئیں گے۔ اگر انہیں آنے دیا گیا تو اللہ کی قسم! سارے عرب میں یہی بات مشہور ہو جائے گی کہ وہ محض اپنے زور کے بل بوتے پر مکہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ صحابہ کہتے ہیں مگر ابھی اللہ کے رسول سے گفتگو کرنے ہی لگا تھا کہ سہیل بن عمرو آن پہنچا، جب وہ آ رہا تھا

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ١/ ٤٧؛ طبری: ١/ ١٤٠؛ ابن عدی: ١/ ٣٠٣ یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ کسی صحابی وغیرہ سے مروی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ بنی اسرائیل کی روایتوں میں سے ہو۔ مرفوع حدیث نہ ہو، واللہ اعلم۔ [2] ابو داود، الادب: ٤٩٨٢؛ احمد، ٥/ ٥٩، ٢٦١٦؛ نسائی فی عمل الیوم واللیلة: ٥٥٩۔ یہ روایت اپنے شواہد کی وجہ سے حسن درجہ کی ہے۔

تو اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ سے کہا:

((قَدْ سَهَّلَ اللّٰهُ أَمْرَكُمْ))

''اللہ نے تمہارا معاملہ آسان کر دیا ہے۔''

سہیل نے آتے ہی اللہ کے رسول سے کہا: آیئے! اپنے اور ہمارے درمیان تحریر لکھیے، چنانچہ اللہ کے رسول نے کاتب کو بلوایا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول اور مشرکوں کے درمیان صلح کے معاہدہ کی تحریر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھی۔ اب اللہ کے رسول نے حضرت علی سے کہا: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' لکھو اس پر سہیل اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگا: یہ جو رحمان ہے، اللہ کی قسم! میں تو نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ تم بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ لکھو، جس طرح پہلے لکھا جاتا ہے۔

مسلمان کہنے لگے: اللہ کی قسم! ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی بجائے کوئی دوسرا جملہ ہمیں نہیں لکھنا چاہیے، اس پر اللہ کے رسول حضرت علی سے کہنے لگے: ((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ)) لکھ دو۔'' پھر آپ نے فرمایا لکھو:

''یہ صلح کا جو فیصلہ ہے، اللہ کے رسول محمد کی طرف سے ہے۔''

سہیل نے پھر اعتراض کر دیا، کہنے لگا: اگر ہمیں یہ علم ہو جاتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو نہ تو بیت اللہ کی زیارت سے روکتے اور نہ آپ سے لڑائی ہی کرتے، ہاں یہ لکھو کہ یہ تحریر محمد بن عبد اللہ کی طرف سے ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تو اللہ کا رسول ہوں، تم اگرچہ مجھے جھٹلاتے پھرو، چلو! محمد بن عبد اللہ ہی لکھوا دو۔''

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے اب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''رسول اللہ'' کا لفظ مٹا دو۔'' حضرت علی نے عرض کی: میں کس طرح مٹاؤں؟ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اس لفظ کو مٹا دیا۔ [1]

امام رازی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منظر دکھایا کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے کچھ عرصہ بعد عیسیٰ علیہ السلام اپنے کام کاج

[1] صحیح بخاری: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲؛ مسند احمد، ۱۸۹۵۲؛ ابن حبان: ۴۸۷۲۔

سے فارغ ہو کر واپس پلٹے اور اسی قبر پر آئے تو رحمت کے فرشتے وہاں نور لے کر کھڑے تھے۔ عیسیٰ وہاں رکے، نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ماجرہ دریافت کیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کی اور فرمایا: اے عیسیٰ! جب یہ بندہ فوت ہوا تو گناہگار تھا اور میرے عذاب میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے اپنی بیوی جو پیچھے چھوڑی تھی وہ حاملہ تھی۔ اس نے بیٹا جنم دیا۔ جب وہ تھوڑا سا بڑا ہوا تو ماں نے بچہ معلم کے پاس بھیجا۔ معلم نے اسے پڑھایا "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"

فَاسْتَحْيَتُ مِنْ عَبْدِيْ أَنْ أُعَذِّبَهُ بِنَارِيْ فِيْ بَطْنِ الْأَرْضِ وَوَلَدُهُ يَذْكُرُ اسْمِيْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ. ❶

مجھے حیا آ گیا کہ میں اپنے بندے کو زمین کے نیچے آگ کا عذاب دوں اور اس کا بیٹا زمین کے اوپر میرا ذکر کر رہا ہے۔

❽ بِسْمِ اللّٰه کے حروف

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص قیامت کے دن جہنم کے انیس فرشتوں کی گرفت سے بچنا چاہتا ہے تو وہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کا وظیفہ پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے انیس (۱۹) فرشتوں کی پکڑ سے محفوظ فرمائے گا۔ ❷

بسم اللہ کے انیس (۱۹) حروف ہیں اور دوزخ کے بھی انیس فرشتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ سَأُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ ﴾ ❸

"عنقریب ہم اسے سقر میں ڈالیں گے تمہیں کیا معلوم کہ سقر کیا ہے، وہ (تو آگ دہکتی ہے) نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی اور جھلس کر سیاہ کر دے گی، اس پر انیس داروغے مقرر ہیں۔"

❾ بابرکت کلمات

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "جب پہلی مرتبہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

---

❶ التفسیر الکبیر للامام رازی: ۱/ ۱۵۵، یہ روایت اسرائیلیات میں سے ہے۔

❷ تفسیر قرطبی ۱/ ۹۲؛ تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۴۷۔ ❸ ۷۴/ المدثر: ۲۶، ۳۰۔

الرَّحِیْمِ" کا نزول ہوا تو:

هَرَبَ الْغَيْمُ إِلَى الْمَشْرِقِ وَسَكَنَتِ الرِّيْحُ وَهَاجَ الْبَحْرُ وَاَصْغَتِ الْبَهَائِمُ بِاٰذَانِهَا وَرُجِمَتِ الشَّيَاطِيْنُ مِنَ السَّمَاءِ وَحَلَفَ اللّٰهُ بِعِزَّتِهٖ وَجَلَالِهٖ أَنْ لَا يُسَمّٰى شَيْءٌ إِلَّا بَارَكَ فِيْهِ. ❶

بادل مشرق کی جانب چلے گئے، ہوائیں ساکن ہو گئیں، سمندر ٹھہر گئے، جانوروں نے اس طرف کان لگا دیئے اور شیطانوں پر آسمان سے آگ برسنے لگی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا: جس چیز پر "بِسْمِ اللّٰہ" پڑھی جائے گی میں اس میں ضرور برکت عطا فرماؤں گا۔ ❷

⑩ وہ زہر کا پیالہ پی گئے

ابوالسفر بیان کرتے ہیں کہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حیرہ شہر میں بنومرازبہ کے امیر کے پاس پہنچے تو انہوں نے خبردار کیا کہ مجوسیوں کی چال بازی سے دھیان سے رہنا۔ الغرض مجوسیوں نے کہا ہم اسے قبول کریں گے اور اسے سچا دین سمجھ لیں گے اگر آپ نے اس زہر کے پیالے کو پی لیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اِیْتُوْنِیْ بِسَمِّ الْقَاتِلِ میرے پاس جان لیوا زہر لاؤ، فَاَخَذَهَا بِيَدِهٖ آپ نے اسے اپنے (دائیں) ہاتھ سے پکڑا اور کہا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ پڑھ کر پورا پیالہ پی لیا۔ ان کا خیال تھا کہ آپ یہ پی کر ہلاک ہو جائیں گے اور مسلمانوں کی طرف سے راستہ صاف ہو جائے گا لیکن وَقَامَ سَالِمًا بِاِذْنِ اللّٰهِ فَقَالَ الْمَجُوْسُ هٰذَا دِيْنٌ حَقٌّ اور آپ اللہ کے حکم سے صحیح سلامت کھڑے رہے تو مجوسیوں نے کہا یقیناً یہ دین حق ہے یعنی سچا دین ہے۔ ❸

⑪ پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں

احترام بسم اللہ کے سلسلہ میں اپنی کتاب میں شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ١/ ٤٧؛ تفسیر الدر المنثور: ١/ ٩؛ فتح القدیر: ١/ ١٨۔

❷ تفسیر ابن کثیر: ١/ ٤٧؛ الدار المنثور: ١/ ٩؛ فتح القدیر: ١/ ١٨۔

❸ التفسیر الکبیر: ١/ ١٥٥؛ مجمع الزوائد، ٩/ ٣٥٠۔ یہ روایت مرسل ہے البتہ باقی تمام راوی ثقہ ہیں طبرانی کی سند کے راوی کتب صحاح کے راوی ہیں، حیاۃ الصحابۃ: ٣/ ٦٥١۔

مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَفَعَ قِرْطَاسًا مِنَ الْأَرْضِ فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ إِجْلَالًا لِلّٰهِ أَنْ يُدَاسَ كُتِبَ عِنْدَهُ مِنَ الصِّدِّيقِينَ وَخُفِّفَ عَنْ وَالِدَيْهِ)) ❶

''جو شخص بسم اللہ لکھے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے کو اٹھاتا ہے کہ کہیں کسی کے پاؤں تلے نہ آ جائے تو اللہ اس کو صدیقین میں لکھ دیتا ہے اور اس کے اس عمل کے ثواب کی وجہ سے اس کے والدین (اگر فوت ہو چکے ہیں تو) کے عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے۔''

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ اللَّوْحَ وَالْقَلَمَ فَأَوَّلُ مَا كُتِبَ عَلَى اللَّوْحِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. ❷

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لوح و قلم کو پیدا فرمایا اور لوح پر سب سے پہلے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کو لکھوایا اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے پڑھنے والے کے لیے اس کے امن و سکون کا ذریعہ بنا دیا۔

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ بسم اللہ تمام آسمانی مخلوقات کا وظیفہ ہے۔

هِيَ قِرَاءَةُ أَهْلِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ وَأَهْلِ الصَّفْحِ الْأَعْلٰى. ❸

ساتوں آسمانوں کی مخلوقات اور ذی مرتبت لوگوں کا وظیفہ ''بسم اللہ'' ہی ہے۔

نیز پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو شخص توحید والا اور صاحب ایمان ہوا اور اس کے نامہ اعمال میں آٹھ سو مرتبہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھا ہوا پایا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت جہنم سے آزاد کر کے جنت میں داخلہ عطا فرمائیں گے۔ ❹

⑫ اے بشر تو نے میرے نام کی تعظیم کی۔

---

❶ غنية الطالبين في فضل بسم الله، ص: ۲۰۱ مترجم؛ تفسير كبير للرازي: ۱/ ۱۵۵۔

❷ غنية الطالبين، ص: ۲۰۲۔ ❸ غنية الطالبين، ص: ۲۰۲۔

❹ غنية الطالبين، ص: ۲۰۳۔

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ ایک بشر نامی آدمی جو فسق وفجور اور شرابی تھا، گناہ کا دلدادہ تھا ایک دن بسم اللہ کے ٹکڑا کو زمین پر پڑے دیکھا تو اٹھا کر چوما اور خوشبو لگا کر بڑی تعظیم کے ساتھ بلند جگہ پر رکھ دیا۔ اسی رات سے خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی۔

يَا بِشْرُ طَيَّبْتَ اسْمِیْ فَبِعِزَّتِیْ لَاُطَيِّبَنَّ اسْمَكَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. ❶

اے بشر! تو نے میرے نام کو خوشبو لگا کر معطر کیا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تیرے نام کو دنیا و آخرت میں معطر کر دوں گا۔ صبح اٹھ کر اس نے توبہ کر لی اور اللہ کا ولی بن گیا۔

⑬ جبرئیل علیہ السلام کا دم کرنا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور دریافت کیا، کیا آپ بیمار ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو اس طرح دم کیا:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْعَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ)) ❷

''اللہ کے نام کے ساتھ، میں تمہارے لیے ہر اس چیز سے جو تمہیں تکلیف پہنچاتی ہے اور ہر نفس کی برائی سے یا حاسد کی نظر بد کی برائی سے شفا طلب کرتا ہوں اللہ آپ کو شفا عطا فرمائے، میں اللہ کے نام کے ساتھ آپ کے لیے شفا طلب کرتا ہوں۔''

❶ كشف المحجوب، ص: ١٥٩؛ تفسير قرطبي: ١/ ٩١۔

❷ صحيح مسلم، السلام، باب الطلب والمرض والرقي: ٦١٨٦۔

حمد وثناء

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ ❶

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔''

فوائد:

❶ ((اَلْحَمْدُ)) پر الف لام استغراقی ہے جس کا معنی ہے تمام تر تعریفات اللہ پروردگار عالم کے لیے ہیں۔

حمد: کسی ذات کے اختیاری وصف پر اس کی تعریف کرنا، خواہ یہ نعمت کے بدلے میں ہو یا نعمت کے بدلے میں نہ ہو۔

مدح: افعال حسنہ پر تعریف کرنا خواہ وہ اختیاریہ ہوں یا غیر اختیاریہ۔

شکر: شکر نعمت کے مقابلے میں کیا جاتا ہے۔ خواہ شکر قولاً ہو عملاً ہو یا اعتقاداً ہو۔

اَفَادَتْكُمُ النَّعْمَآءُ مِنِّيْ ثَلَاثَةً

لِسَانِيْ وَيَدِيْ وَالضَّمِيْرُ الْمُحَجَّبَا

تمہارے احسان کے بدلے میری تینوں چیزیں، تیری تعریف میں لگ گئی ہیں:

میری زبان، میرے ہاتھ اور میرا دل۔ ❷

❷ کلمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے قرآن مجید کی پانچ سورتوں کا آغاز ہو رہا ہے:

۱۔ سورہ فاتحہ ۲۔ سورہ انعام ۳۔ سورہ کہف ۴۔ سورہ سبا ۵۔ سورہ فاطر

❸ ساری کائنات کے مالک وخالق اور رازق کی انسان پر ان گنت نعمتیں ہیں جن کا تقاضا ہے کہ اس رب العالمین کی ہر دم حمد وثناء بیان کی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

---

❶ ۱/ الفاتحة: ۲۔ ❷ تفسير بيضاوي، ص: ۳۰۔

﴿ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ ﴾ ❶

''پس اللہ ہی کو ہر طرح کی تعریف (سزاوار) ہے جو آسمانوں کا مالک اور زمین کا مالک اور تمام جہان کا پروردگار ہے۔''

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۝ ﴾ ❷

''اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے نازل فرمایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد (کس نے) زندہ کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔ کہہ دو کہ اللہ کا شکر ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔''

﴿ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۝ ﴾ ❸

''اور کہو کہ سب تعریف اللہ ہی کو ہے جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز وناتواں ہے نہ اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو۔''

❹ نعمت کے ملنے پر نبی اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں:

﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰي كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ۝ ﴾ ❹

''اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم بخشا اور انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی۔''

❺ روز قیامت اللہ کی حمد بیان کرنے والے جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى اِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي

---

❶ ٤٥/ الجاثية: ٣٦۔ ❷ ٢٩/ العنكبوت: ٦٣۔

❸ ١٧/ بنی اسرائيل: ١١١۔ ❹ ٢٧/ النمل: ١٥۔

السَّرَّاءِ وَالضَّرَّآءِ)) ❶

''جنت کی طرف سب سے پہلے وہ لوگ بلائیں گے جو تنگی اور آسانی میں اللہ کی حمد، یعنی اللہ کا شکریہ ادا کرتے تھے۔''

نیز اہل جنت اللہ کی نعمتوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ اللہ تیری حمد وثناء اور تیرا شکر یہ ہے کہ تو نے ہمیں یہ سب کچھ عطا فرمایا:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۙ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۗ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝﴾ ❷

''اور جو کینے اُن کے دلوں میں ہوں گے ہم سب نکال ڈالیں گے، اُن کے (محلوں کے) نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں کا رستہ دکھایا اور اگر اللہ ہم کو رستہ نہ دکھاتا تو ہم رستہ نہ پا سکتے۔ بیشک ہمارے رب کے رسول حق بات لے کر آئے تھے۔ اور (اس روز) منادی کر دی جائے گی کہ تم اُن اعمال کے صلے میں جو (دنیا میں) آئے تھے اس جنت کے وارث بنا دیئے گئے ہو۔''

﴿دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝﴾ ❸

''(جب وہ) اُن میں (اُن کی نعمتوں کو دیکھیں گے تو بے ساختہ) کہیں گے سبحان اللہ! اور آپس میں ان کی دعا السلام علیکم ہوگی اور ان کا آخری قول یہ (ہو گا) کہ اللہ رب العالمین کی حمد (اور اس کا شکر) ہے۔''

❻ حمد بیان کرنے والے روز قیامت بہترین مقام ومرتبے والے ہوں گے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت مطرف سے کہا کہ آج میں تجھے ایک حدیث

❶ مستدرك حاكم، الدعاء والتكبير، باب اول من يدعى الى الجنة: ١/ ٥٠٢، قال حسن۔
❷ ٧/ الاعراف: ٤٣۔ ❸ ١٠/ يونس: ١٠۔

سناؤں گا تا کہ اللہ تجھے فائدہ دے تو جان لے:

((اِنَّ خَيْرَ عِبَادِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْحَمَّادُوْنَ)) ❶

''اللہ کی حمد بیان کرنے والے قیامت کے دن تمام بندوں سے بہتر ہوں گے۔''

❼ آپ ﷺ کو جب بھی کبھی خوشی کی خبر ملتی یا آپ کو کوئی چیز اچھی لگتی تو آپ اس پر فوراً اللہ کی حمد کرتے، اس کا شکریہ ادا کرتے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی ہے، آپ نے فرمایا:

((مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اِلَّا وَقَدْ اَدّٰى شُكْرَهَا)) ❷

''اللہ تعالیٰ نے جب کسی بندے کو کوئی نعمت دی تو اس نے الحمد للہ کہا تو اس نے اللہ کا شکریہ ادا کیا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہو گیا آپ کو پتہ چلا تو نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کو اس کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا: ''بیٹا! اسلام قبول کر لے۔''

لڑکے نے (سوالیہ نظروں سے) اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ کی رضا مندی دریافت کی تو باپ نے بیٹے کو کہا کہ ابو القاسم (حضرت محمد ﷺ) کی بات مان لے۔ لڑکے نے کلمہ شہادت پڑھا اور اسلام قبول کر لیا، تو آپ ﷺ نے اس خوشی کے موقع پر اللہ کا شکریہ ادا کیا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ)) ❸

''اللہ کا شکر ہے جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔''

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حجرہ میں کسی کام کے لیے گئیں، آپ کے پاس آنے میں دیر ہوئی تو آپ ﷺ نے وجہ پوچھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ایک قاری بڑی خوش الحانی سے تلاوت کر رہا تھا تو سننے میں دیر ہو گئی، نبی ﷺ خود چادر سنبھالے تشریف لے گئے، دیکھا تو سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، آپ ﷺ نے خوشی میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا:

---

❶ مسند احمد: ٤/٤٣٤، سنده صحيح۔

❷ مستدرك حاكم: ١/ ٥٠٨؛ معجم طبرانی كبير: ٨/ ١٩٣، ٧٧٩٤۔

❸ بخاری، كتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات هل يصلى عليه: ١٣٥٦۔

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَ هٰذَا)) ❶

''اللہ کا شکر ہے جس نے میری امت میں تجھ جیسا اچھی آواز والا بندہ بنایا۔''

❽ حمد کلمہ شکر اور افضل ترین دعا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ)) ❷

''افضل دعا، الحمدللہ کہنا ہے۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحَمْدُ رَاْسُ الشُّكْرِ مَا شَكَرَ اللّٰهَ عَبْدٌ لَا يَحْمَدُهُ)) ❸

''الحمدللہ کہنا اعلیٰ درجہ کا شکریہ ہے، جس نے کسی نعمت ملنے پر الحمدللہ نہیں کہا اس نے شکریہ ادا ہی نہیں کیا۔''

❾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی آپ کا جب کوئی کام حسن اسلوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا شکریہ ادا کرتے۔ جیسا کہ نیند سے بیدار کے بعد:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ)) ❹

''اللہ کا شکر ہے، جس نے ہمیں نیند سے بیدار کیا اسی کی طرف ہم نے اکٹھا ہونا ہے۔''

❿ کلمات حمد اللہ کے پسندیدہ کلمات ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِی الْمِيْزَانِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ)) ❺

---

❶ ابن ماجه، اقامة الصلوٰة، باب فی حسن الصوت بالقرآن: ۱۳۳۸؛ مسند احمد: ٦/ ١٦٥، اس کی سند حسن درجہ کی ہے۔ ❷ جامع الترمذی، باب ماجآء اَن دعوة المسلم مستجابة الدعوات: ۳۳۸۳، یہ روایت صحیح ہے۔ ❸ البیهقی فی شعب الایمان: ٤/ ٩٦ـ٤٣٩٥۔

❹ صحیح بخاری، الدعوات، باب ما یقول اذا نام: ٦٣١٢۔ ❺ صحیح بخاری، الدعوات، باب فضل التسبیح: ٦٤٠٦؛ صحیح مسلم: ٢٦٩٤؛ الترمذی: ٣٤٦٧۔

”دو کلمے ایسے ہیں کہ اللہ کو بہت پسند ہیں زبان پر بہت آسان ہیں ترازو میں بھاری ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔“

⑪ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی جب بھی آپ کسی اچھی، پسندیدہ چیز کو دیکھتے تو کہتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ))

”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس کی نعمت کی بدولت اچھی چیزوں کی تکمیل ہوتی ہے۔“

اور جب کبھی ایسی چیز دیکھتے جو انہیں ناپسند ہوتی تو کہتے:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ)) ❶

”ہر حال میں اللہ تیرا شکر ہے۔“

⑫ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کسی آدمی کے بچے کی فرشتے روح قبض کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دریافت کرتے ہیں، اے فرشتو! کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی ہے؟ تو فرشتے کہتے ہیں ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا تم میرے بندے کے دل کے ٹکڑے کو لے آئے؟ تو وہ کہتے ہیں ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ((مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ)) میرے بندے نے اس پر کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں ((حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ)) اس نے تیری حمد بیان کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((اُبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ)) ❷

”میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس گھر کا نام ”بیت الحمد“ (تعریف والا گھر) رکھ دو۔“

⑬ حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اندھا، کوڑھی اور

---

❶ سنن ابن ماجه، باب فضل الحامدين: ٣٨٠٣؛ الحاكم: ١/ ٤٩٩ واسناده صحيح، رجاله ثقات۔

❷ جامع الترمذي: ١٠٢١؛ احمد: ٤/ ٤١٥؛ ابن حبان فی معصية: ٢٠٣ وقال حسنٌ وحسنه السيوطي فی الجامع الصغير: ٨٥٤۔

برص (پھلبہری) کی بیماری میں مبتلا تھا اس کے باوجود وہ کہہ رہا تھا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی نِعَمِهٖ، شکر ہے اللہ کا۔ اس کی نعمتوں پر۔

وھب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک آدمی چل رہا تھا وہ ٹھہر کر پوچھنے لگا:

أَيُّ شَيْءٍ بَقِيَ عَلَيْكَ مِنَ النِّعْمَةِ تَحْمَدُ اللّٰهَ عَلَيْهَا.

کونسی چیز اللہ کی نعمتوں میں سے تجھ پر باقی ہے کہ جس پر تو اللہ کی حمد وثنا اور شکر ادا کر رہا ہے۔

تو وہ مریض کہنے لگا:

اِرْمِ بِبَصَرِكَ إِلَى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَانْظُرْ إِلٰى كَثْرَةِ أَهْلِهَا أَفَلَا أَحْمَدُ اللّٰهَ أَنَّهُ لَيْسَ فِيْهَا أَحَدٌ يَعْرِفُهُ غَيْرِيْ. ❶

اپنی نظر کو پاسبانِ مدینہ کی طرف گھما کر تو دیکھ، کہ کتنے لوگ اس میں رہتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی میرے علاوہ اللہ کی نعمتوں کو نہیں پہچانتا، پھر میں کیوں نہ اللہ کی حمد وثنا بیان کروں۔

⑭ حضرت ابوالعالیہ الریاحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِنِّيْ لَأَرْجُوْا أَنْ لَا يَهْلِكَ عَبْدٌ بَيْنَ اثْنَتَيْنِ نِعْمَةٌ يَحْمَدُ اللّٰهَ عَلَيْهَا وَذَنْبٌ يَسْتَغْفِرُ مِنْهُ. ❷

مجھے امید ہے کہ جس انسان کے پاس دو چیزیں ہوں وہ کبھی ہلاک نہیں ہو سکتا۔ (۱) نعمت کہ وہ اس پر اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ (۲) گناہ کہ وہ اس پر اللہ سے معافی طلب کرتا ہے۔

⑮ حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قلی (بوجھ اٹھانے والا) کو دیکھا وہ بوجھ اٹھائے جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اللہ تیرا شکر ہے اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔ کہتے ہیں میں انتظار کرتا رہا کہ کب وہ اپنا سامان سر سے رکھے اور میں اس سے بات کروں۔ آخر اس نے اپنا سامان نیچے رکھا تو میں نے کہا: أَمَا تُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا؟ کیا تو اس سے کوئی اچھی بات نہیں کہہ سکتا؟ تو قلی نے کہا: بَلٰى أُحْسِنُ خَيْرًا كَثِيْرًا أَقْرَأُ كِتَابَ اللّٰهِ

❶ عدة الصابرين لابن القيم: ٥٥/ ١٤٣۔ ❷ عدة الصابرين وذخيرة الشاكرين، ص: ١٣٥۔

غَيْرَ اَنَّ الْعَبْدَ بَيْنَ نِعْمَةٍ وَذَنْبٍ ، فَأَحْمَدُ اللّٰهَ عَلَى نِعْمَةِ السَّابِغَةِ وَأَسْتَغْفِرُهُ لِذُنُوْبِيْ کیوں نہیں اس سے اچھی چیز اللہ کی کتاب (قرآن کی تلاوت کرتا ہوں) لیکن آدمی ہمیشہ دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے۔ (۱) نعمت (۲) اور گناہ، پس میں اللہ کی نعمتوں پر حمد یعنی اللہ کا شکر یہ اور گناہ پر استغفار کرتا ہوں۔ تو بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ کہنے لگے:

اَلْحَمَّالُ اَفْقَهُ مِنْ بَكْرٍ. ❶

قلی تو بکر سے زیادہ فقیہہ نکلا۔

⑯ ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ (سابق اسسٹنٹ پروفیسر صدر شعبہ ترجمہ اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امریکہ میں تھا نیویارک سے کوئی پچیس، تیس کلومیٹر باہر، ستمبر کا مہینہ اور خزاں کا موسم تھا۔ خزاں کے موسم میں وہاں درختوں کے پتوں پر سات رنگ آجاتے ہیں۔ ان سات شوخ رنگوں کے متعلق باقاعدہ وہاں ٹیلی ویژن پر اعلان ہوتا رہتا ہے کہ اب چار رنگ آگئے، اب پانچ رنگ آگئے، اب چھ رنگ آگئے، جب خزاں (Fall) پورے جوبن پر ہوتی ہے تو پتے گرنے سے قبل ساتوں رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ آپ یقین جانیں کہ جب میں نے اپنے سامنے پہاڑوں کو اور پہاڑوں پر سینکڑوں میل پر پھیلے درختوں کے کینوس (Canves) کو دیکھا جس میں درخت ایک دوسرے میں گڈ مڈ تھے اور ان پر سات شوخ رنگ تھے تو مجھے میر کا وہ شعر یاد آ گیا

گلشن میں آگ لگ رہی تھی رنگِ گل سے میر
بلبل پکارا دیکھ کے صاحب پرے پرے

وہاں بھی رنگوں کی ایک آگ لگی ہوئی تھی اور مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ حسن قابل برداشت نہیں ہوتا۔ میں نے جب اس منظر کو دیکھا تو بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا......

(اور بے اختیار کہہ دیا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)۔ ❷

⑰ حمد کے موضوع پر مزید تفصیل ہماری کتاب دروس المساجد حصہ اول کے صفحہ نمبر ۳۷۱ پر دیکھیں۔

---

❶ عدة الصابرين وذخيرة الشاكرين، ص: ١٢٤۔

❷ نور الهدىٰ فى سورة الفاتحة، ص: ١٧۔

ربُّ العالمین کون......؟

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ ❶

''تمام تعریفات اللہ ہی کے لیے جو تمام جہانوں کا پروردگار (پالنہار) ہے۔''

فوائد:

❶ سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد وثنا کے بعد اپنی چار صفات کا شمار فرمایا:

① رَبُّ العالمین (تمام جہانوں کا پروردگار، پالنہار، پرورش کرنے والا)

② الرَّحمٰن (بڑا مہربان)

③ الرَّحِیم (نہایت رحم کرنے والا)

④ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن (روز جزا کا مالک)

لفظ ''رَبّ'' کئی ایک معنوں میں مستعمل ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

① رَبّ بمعنی تربیت (پرورش) کرنے والا۔

جیسا کہ ارشاد ہوا ہے:

﴿ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ ﴾ ❷

''اے میرے پروردگار! میرے والدین پر رحم فرما جس طرح انہوں نے میری بچپن میں تربیت کی۔''

② ''رَبّ'' بمعنی بادشاہ، سید۔

﴿ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ ﴾ ❸

''اے میرے قید خانے کے ساتھیو! تم دونوں میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلانے پر مقرر ہو جائے گا۔''

---

❶ ١/ الفاتحة: ١۔ ❷ ١٧/ بنی اسرائیل: ٢٤۔ ❸ ١٢/ یوسف: ٤١۔

③ "رَب" بمعنی مالک۔

جیسا کہ کہا ہے "فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ" کعبہ کے مالک کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ صحیح بخاری میں ایک واقعہ نقل ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیجئے! جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ انصار میں سے ستر قاری روانہ کر دیئے ان میں میرے خالو حرام بن ملحان بھی تھے۔ ابھی یہ لوگ منزل پر پہنچ بھی نہ پائے تھے کہ کافروں نے ان کو شہید کر دیا۔ انہوں نے کہا:

"اے اللہ! تو ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم تجھ سے مل چکے ہیں اور تجھ پر راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حرام کی طرف بڑھا اور زور سے ان کو تیر مارا جو جسم میں پیوست ہو گیا تو حرام پکار اٹھے:

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ.

کعبہ کے مالک کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلاشبہ تمہارے بھائیوں کو شہید کر دیا گیا اور انہوں نے کہا کہ اللہ تو ہماری طرف سے ہمارے نبی کو پیغام پہنچا دے کہ ہم تیرے پاس پہنچ چکے ہیں۔ تو ہم سے راضی ہو اور ہم تجھ سے راضی ہیں۔" ❶

❷ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)) تو قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر دہرایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❷

"پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

---

❶ صحیح بخاری، الجهاد، باب عمل صالح قبل القتال: ٢٨٠٨؛ صحیح مسلم: ١٩٠٠۔

❷ ٦/ الانعام: ٤٥۔

﴿ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❶

''ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی، ''سبحان اللہ'' اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا ''السلام علیکم'' اور ان کی اخیر بات یہ ہوگی: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا ربّ ہے۔''

﴿ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❷

''پاک ہے آپ کا ربّ جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے جو (مشرک) بیان کرتے ہیں پیغمبروں پر سلام ہے اور سب طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا ربّ ہے۔''

﴿ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❸

''اور تو فرشتوں کو اللہ کے عرش کے ارد گرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے دیکھے گا اور ان میں انصاف کا فیصلہ کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ساری خوبی (تعریف) اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔''

﴿ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❹

''وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔''

③ پہلے بات ہو رہی تھی لفظ ربّ کے متعلق، اب اس کے آگے لفظ عَالَمِین ہے یہ عَالَم

---

❶ ۱۰/ یونس: ۱۰۔ ❷ ۳۷/ الصافات: ۱۸۰، ۱۸۲۔

❸ ۳۹/ الزمر: ۷۵۔ ❹ ۴۰/ المومن: ۶۵۔

کی جمع ہے جس کا معنی جہان یعنی جس سے کسی چیز کے ہونے کا پتہ چلے، اللہ کے سوا جتنی بھی مخلوقات ہیں ان تمام پر لفظ عـالَـمْ بولا جاتا ہے کیونکہ ساری کائنات، ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ کی معرفت دیتی ہیں اللہ کے ہونے کا پتا بتاتی ہیں اس لیے انہیں عالم کہا جاتا ہے۔

عالَمْ جہان کو کہتے ہیں بعض نے کہا ایک ہزار عالم ہیں وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اٹھارہ ہزار عالم ہیں، دنیا بھی ان عالم میں سے ایک ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ چالیس ہزار عالم ہیں۔

زجاج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اللہ نے جو کچھ اس دنیا میں پیدا کیا وہ سب عالم ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بات بھی صحیح نص سے ثابت نہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے: ﴿ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ﴾ [1] اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عالم علامت سے ماخوذ ہے یعنی ساری کائنات اللہ رب العزت کی وحدانیت پر علامت ہے جیسا کہ ابن معتز شاعر کا قول ہے:

فَيَـا عَـجَـبًـا كَيْفَ يُـعْـصَـى الْإِلَـهُ

اَمْ كَيْفَ يَـجْـحَـدُهُ الْـجَـاحِـدُ

وَفِـيْ كُـلِّ شَـيْءٍ لَـهُ آيَةٌ

تَـدُلُّ عَـلَـى أَنَّـهُ وَاحِـدٌ

تعجب ہے کس طرح اللہ کی نافرمانی کی جاتی ہے اور کس طرح اس سے انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ہر چیز میں ایک علامت اور نشانی ہے جو اس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔ [2]

4 تعارف ربُّ العالمین۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ

---

[1] ٧٤/ المدثر: ٣١۔ [2] تفسیر ابن کثیر، ١/ ٦٠۔

الْعٰلَمِيْنَ﴾ ❶

”بے شک تمہارا اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے۔ پھر عرش پر قائم ہوا۔ وہ شب سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے، اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔“

❺ ابراہیم علیہ السلام اور قوم نمرود کے درمیان رب العالمین کے موضوع پر مکالمہ:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝﴾ ❷

”اور ان کو ابراہیم کا حال پڑھ کر سنا دو، جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم کس چیز کو پوجتے ہو؟ وہ کہنے لگے کہ بتوں کو پوجتے ہیں اور ان کی پوجا پر قائم ہیں، ابراہیم نے کہا کہ جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری آواز کو سنتے ہیں یا تمہیں کچھ فائدے دے سکتے یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے، ابراہیم نے کہا کہ تم نے دیکھا کہ جن کو تم پوجتے رہے ہو؟ تم بھی اور

---

❶ ۷/ الاعراف: ۵۴۔ ❷ ۲۶/ الشعراء: ۶۹، ۸۳۔

تمہارے اگلے باپ دادا بھی، وہ میرے دشمن ہیں لیکن اللہ رب العالمین (میرا دوست ہے)۔ جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے رستہ دکھاتا ہے اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے اور وہ جو مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا، اے اللہ! مجھے علم و دانش عطا فرما اور نیکوکاروں میں شامل کر۔"

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ [1]

"بھلا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو اس (غرور کے) سبب سے کہ اللہ نے اس کو سلطنت بخشی تھی ابراہیم سے رب کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔ وہ بولا کہ جلا اور مار تو میں بھی سکتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تم اُسے مغرب سے نکال لاؤ (یہ سن کر) کافر حیران رہ گیا اور اللہ بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔"

6. موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان رب العالمین کے موضوع پر مکالمہ:

﴿ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ قَالَ لَىِٕنِ

[1] ۲/ البقرہ: ۲۵۸۔

اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ﴾ [1]

"فرعون نے کہا کہ تمام جہان کا رب کون ہے؟ کہا کہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک بشرطیکہ تم لوگوں کو یقین ہو، فرعون نے اپنے اہالی موالی سے کہا کہ کیا تم سنتے نہیں؟ (موسیٰ نے) کہا کہ تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا مالک، (فرعون نے) کہا کہ (یہ) پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے باؤلا ہے، موسیٰ نے کہا کہ مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کا مالک بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو، (فرعون نے) کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی کو معبود بنایا تو میں تمہیں قید کردوں گا۔"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قَالَ فَمَنْ رَبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ۝ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۖ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّىٰ ۝ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ ۝ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۝﴾ [2]

"(غرض موسیٰ اور ہارون فرعون کے پاس گئے) اس نے کہا کہ موسیٰ! تمہارا رب کون ہے؟ کہا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل وصورت بخشی پھر راہ دکھائی، کہا تو پہلی جماعتوں کا کیا حال؟ کہا کہ ان کا علم میرے رب کو ہے (جو) کتاب میں (لکھا ہوا ہے) میرا رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے، وہ (وہی تو ہے) جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے لیے راستے جاری کیے اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے انواع واقسام کی مختلف روئیدگیاں پیدا کیں، (کہ خود بھی) کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چراؤ۔

[1] ۲۶/ الشعراء: ۲۳، ۲۹۔ [2] ۲۰/ طٰہٰ: ۴۹، ۵۵۔

بیشک ان (باتوں) میں عقل والوں کے لیے (بہت سی) نشانیاں ہیں، اسی (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے۔"

آخر کار اس خدائی دعوی کرنے والے فرعون کو، جو کہتا تھا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى میں ہی سب سے بڑا رب ہوں۔ حقیقی رب العالمین نے عبرت ناک انجام سے دوچار کر دیا۔

﴿ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝﴾ [1]

"جب انہوں نے ہم کو خفا کیا تو ہم نے ان سے انتقام لے کر اور ان سب کو ڈبو کر چھوڑا اور ان کو گئے گزرے کر دیا اور پچھلوں کے لیے عبرت بنا دیا۔"

ربّ العالمین ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی یہی سزا ہے کہ اسے پانی میں غرق کر دیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اس کے اپنے فیصلے کے مطابق ہی سے سزا دے دی۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کعب احبار کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے روایت اگر چہ بنی اسرائیلی ہے جس کی تصدیق وتکذیب نہیں کی جاسکتی واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک دفعہ فرعون کی قوم قحط سالی کا شکار ہوگئی لمبے عرصے سے بارش کی بوند نہ گری، جس سے انسان تو انسان حیوان، پرند و چرند بھی پانی کے قطروں کو ترسنے لگے، لوگوں نے کہا:

اِنْ كُنْتَ رَبَّنَا فَاَجْرِ لَنَا الْمَاءَ.

اگر تو ہمارا رب ہے تو پھر ہمارے لیے پانی کا بندوبست کرو۔

فرعون اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے ساتھ ایک لشکر لے کر صحرا میں نکل گیا۔ آبادی سے دور جا کر اس نے اپنے لشکر کو رکنے کا حکم دیا پھر اکیلا ہاتھ میں ایک تھیلا پکڑے دور چلا گیا جہاں اسے سوائے اللہ کے کوئی دیکھ نہیں رہا تھا۔

وَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَلَبِسَ ثِيَابًا لَهُ أُخْرَى وَسَجَدَ وَتَضَرَّعَ لِلّٰهِ تَعَالٰى.

وہ اپنی سواری سے اترا اور بادشاہی لباس اتار کر فقیری لباس پہن لیتا ہے اور

---

[1] ۴۳/ الزخرف: ۵۵، ۵۶۔

حقیقی خالق و مالک اللہ کے سامنے سربسجود ہو جاتا ہے اور عاجزی وانکساری سے گڑگڑانے لگا۔

(اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم پر شفقت کرتے ہوئے بارش عطا کر دی) اتنے میں فرعون کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور آ کر کہنے لگے مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے، کہا کیا ہے؟ کہا ایک غلام ہے جس پر اس کے مالک کی ان گنت نعمتیں ہیں لیکن یہ غلام اپنے مالک کی تمام نعمتوں کی ناقدری کرتا ہے اور اس کے حق کا انکار کر کے خود مالک (بادشاہ) ہونے کا دعویٰ کر دیتا ہے، ایسے آدمی کی ایک سزا ہونی چاہیے جس نے اپنے مالک کے مقابل خود مالک ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ تو فرعون نے کہا، لاؤ میں تمہیں لکھ دیتا ہوں اور لکھا:

يَقُوْلُ أَبُوْ الْعَبَّاسِ الْوَلِيْدُ بْنُ مُصْعَبِ بْنِ الرِّيَان جَزَاؤُهُ اَنْ يُغْرَقَ فِى الْبَحْرِ.

ابوعباس ولید بن مصعب بن ریان (فرعون کا اصل نام یہ تھا) کہتا ہے کہ ایسے آدمی کو سمندر میں ڈبو ڈبو کر مار دیا جائے۔

جبرائیل نے اس کاغذ کے ٹکڑے کو سنبھال کر رکھ لیا جب فرعون سمندر میں غرق ہونے لگا تو اس نے کہا:

﴿ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۝ ﴾ [1]

''میں ایمان لایا کہ یقیناً نہیں ہے کوئی الٰہ (معبود برحق، رب سے) مگر وہی جس پر بنی اسرائیل والے ایمان لائے اور میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

لیکن ادھر جبرائیل وہی کاغذ کا ٹکڑا لے کر فرعون کے پاس چلے آئے اور کہا کہ تو نے ہی لکھا تھا کہ اپنے مالک کے مقابل جو خود مالکیت کا دعویٰ کر دے اس کی سزا التغریق ہے اور تجھے تو موت بھی تیری مرضی کے مطابق ملی ہے۔ (آج یہ خدائی دعویٰ کرنے والا خائب و خاسر ہو گیا

[1] ۱۰/ یونس: ۹۰۔

اور لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بھی۔) ❶

❼ ''ربّ العالمین'' میں اللہ تعالیٰ کے لیے توحید ربوبیت کو ثابت کیا گیا ہے اور توحید ربوبیت تین چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو یکتا و منفرد ماننے کا نام ہے:

① خلق میں: تمام کائنات کا خالق صرف اللہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❷

''سن لو! ساری مخلوق اللہ کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے بہت ہی بابرکت وہ اللہ جو سارے جہانوں کا ربّ ہے۔''

﴿ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴾ ❸

''اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ زمین و آسمان کا خالق اور سورج چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے؟ تو ان کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر یہ کدھر الٹے جارہے ہیں۔''

② ملک میں: ساری کی ساری بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

﴿ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ﴾ ❹

''اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے۔''

③ تدبیر میں: یعنی اللہ تعالیٰ ہی مدبر الأمر ہے۔ ساری کائنات کو اکیلا چلانے والا ہے۔

﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾ ❺

---

❶ الجامع الأحکام القرآن (تفسیر القرطبی) (۷_۸/ ۳۳٦_۳۳۷) یہ روایت اِسرائیلیات میں سے ہے۔ ❷ ۷/ الاعراف: ۵٤۔ ❸ ۲۹/ العنکبوت: ٦۱۔

❹ ٤۵/ الجاثیة: ۲۷۔ ❺ ۱۰/ یونس: ۳۱۔

''آپ کہہ دیجئے! کہ وہ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہ کہیں گے کہ وہ اللہ ہی ہے۔ تو ان سے کہیے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟''

8 حمد باری تعالیٰ

پروردگارِ عالم تیرا ہی ہے سہارا
تیرے سوا جہاں میں کوئی نہیں ہمارا

نوح کا سفینہ تو نے طوفان سے بچایا
مشکل کے وقت تو ہی بندوں کے کام آیا
مانگی خلیل علیہ السلام نے جب تجھ سے دعا فرمایا
آتش کو تو نے فوراً اک گلستاں بنایا

تو نے صدا الٰہی بگڑی کو ہے سنوارا
تیرے سوا جہاں میں کوئی نہیں ہمارا۔ پروردگار عالم تیرا ہی......!

یونس علیہ السلام کو تو نے مچھلی کے پیٹ سے نکالا
تو نے ہی مشکلوں میں ایوب علیہ السلام کو سنبھالا
الیاس علیہ السلام پر کرم کا تو نے کیا اجالا
ہے دو جہاں میں یا ربّ تیرا ہی بول بالا

ہر التجاء نے تیری رحمت کو ہے ابھارا
تیرے سوا جہاں میں کوئی نہیں ہمارا۔ پروردگار عالم تیرا......!

یوسف علیہ السلام کو تو نے مولاء دی قید سے رہائی
یعقوب علیہ السلام کو دوبارہ شکل پسر دکھائی

بہتی ہوئی ندی میں موسیٰ کی راہ بنائی
تو نے صلیب سے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی جان بچائی
اللہ تیرے کرم کا کوئی نہیں کنارا
تیرے سوا جہاں میں کوئی نہیں سہارا
پروردگار عالم تیرا ہی ہے سہارا
تیرے سوا جہاں میں کوئی نہیں ہمارا

رحمٰن ورحیم

﴿ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴾ ❶

''جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

فوائد:

❶ رحمٰن اور رحیم دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں رحمٰن میں رحیم کی نسبت زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے جیسا کہ عام قول ہے رحمٰن صفت کے ساتھ اللہ ساری کائنات پر دنیا میں بلا امتیاز کافر و مسلم سبھی پر رحمت کرتا ہے اور رحیم صفت کے ساتھ صرف روز قیامت مومنین پر رحمت فرمائے گا۔ جیسا کہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ﴿ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ ﴾ ❷ ''اور میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے۔'' کہ اللہ کی وسیع رحمت دنیا میں ہر نیکوکار اور نافرمان کو پہنچی ہے جبکہ روز قیامت یہ صرف متقین کے ساتھ خاص ہے۔ ❸

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ رحمٰن اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو ایک ذاتی نام کی حیثیت بھی رکھتا ہے جیسا کہ متعدد مقامات پر آیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۭ ﴾ ❹

''رحمٰن جس نے قرآن سکھایا۔''

﴿ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴾ ❺

''رحمٰن جو عرش پر مستوی ہے۔''

---

❶ ١/ الفاتحة: ٢۔ ❷ ٧/ الاعراف: ١٥٦۔ ❸ تفسیر الطبری، ٦/ ٨١۔

❹ ٥٥/ الرحمن: ١، ٢۔ ❺ ٢٠/ طه: ٥۔

﴿ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ﴾ ❶

''اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں کہہ دیجئے کہ اسے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو۔''

❷ رحمٰن اور رحیم دونوں لفظ ر، ح، م سے مشتق ہیں۔ اور رحم یا رحمت قرآن مجید میں کئی ایک معنی میں مستعمل ہے مثلاً بمعنی رزق، بارش، آسمان سے عافیت، مغفرت، محبت والفت اور جنت۔ ❷

❸ رحمت الٰہی کے بغیر جنت میں داخلہ ناممکن ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے یہی عقیدہ رکھ کر دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے نیکوکاروں میں تیری رحمت کے بغیر داخلہ نہیں مل سکتا لہٰذا اپنی رحمت فرما کر داخلہ عطا کر دینا اور جنت دے دینا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ۝ ﴾ ❸

''اور (دعا کرتے ہوئے) کہا: اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے۔ مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کرلے۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اَحَدٌ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ)) قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْتَ؟ قَالَ: ((وَلَا اَنَا، اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهِ)) ❹

''اللہ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔'' ہم نے کہا کہ اللہ

---

❶ ۱۷/ بنی اسرائیل: ۱۱۰۔ ❷ تفصیل کے لیے ہماری کتاب رحمت الٰہی سے محروم لوگ دیکھیں۔

❸ ۲۷/ النمل: ۱۹۔ ❹ مسند احمد، ۱۱۰۶۲۔

کے رسول ﷺ! آپ بھی نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔ میں بھی نہیں۔ ہاں اگر اللہ کی رحمت مجھے ڈھانپ لے تو تب میں جنت میں داخل ہو سکتا ہوں۔''

④ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ﴾ ①

''پس اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو کہیے کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے۔''

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ ②

''اور میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے۔''

﴿رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا﴾ ③

''اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو رحمت اور علم سے گھیر رکھا ہے۔''

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ)) ④

''اگر کافر کو یہ علم ہو جائے کہ اللہ کے پاس کتنی رحمت ہے تو وہ کبھی بھی جنت سے ناامید نہ ہو۔''

⑤ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي)) ⑤

''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں اسے لکھا۔ اس نے اپنی

---

① ٦/ الانعام: ١٤٧۔ ② ٧/ الاعراف: ١٥٦۔ ③ ٤٠/ المومن: ٧۔

④ صحیح مسلم، التوبة، باب فی سعة رحمة اللہ تعالیٰ: ٢٧٥٥؛ ترمذی، باب خلق اللہ مأة رحمة: ٣٥٤٢؛ احمد: ٢/ ٣٣٤۔ ⑤ صحیح بخاری، التوحید والرد الجهمية، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿ويحذركم الله نفسه﴾: ٧٤٠٤۔

ذات کے متعلق بھی لکھا اور یہ اب بھی عرش پر لکھا ہوا موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔"

❻ اللہ اپنے بندوں پر ماں سے زیادہ مہربان

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔

ہم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَتَرَوْنَ هَذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ))

"کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے۔"

ہم نے عرض کیا کہ نہیں جب تک اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا)) ❶

"اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہو سکتی ہے۔"

❼ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو درجے بنائے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ جُزْءًا وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذَالِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحِمُ الْخَلْقُ حَتَّى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ)) ❷

"اللہ نے رحمت کے سو حصے بنائے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے حصے رکھے صرف ایک حصہ زمین پر اتارا اور اسی کی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مخلوق ایک

---

❶ صحیح بخاری، الادب، باب رحمة الولد وتقبیله ومعانقته: ٥٩٩٩؛ صحیح مسلم: ٦٩٧٨۔

❷ صحیح بخاری، الادب، باب جعل الله الرحمة مائة جُزء: ٦٠٠٠، ٦٤٦٩۔

دوسرے پر رحم کرتی ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنے بچے کو اپنے سم (کھر) نہیں لگنے دیتی بلکہ سموں کو اٹھا لیتی ہے کہ کہیں اس سے اس بچے کو تکلیف نہ پہنچے۔"

8 سو قتل کرنے والے پر ربّ کی رحمت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے خون ناحق کیے تھے پھر وہ (نادم ہوکر) مسئلہ پوچھنے لگا۔ وہ ایک درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا، کیا اس گناہ سے توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش نے جواب دیا کہ نہیں۔ یہ سن کر اس نے اس درویش کو بھی قتل کر دیا اور سو خون پورے کر دیئے پھر وہ دوسروں سے پوچھنے لگا۔ آخر اس کو ایک درویش نے بتایا کہ فلاں بستی میں چلا جا (وہ آدھے راستے بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت واقع ہوگئی۔ مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا۔ آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہوا کہ کون اسے لے کر جائے گا۔

رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص سچی توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہوکر نکلا تھا (اس لیے ہم اسے لے کر جنت میں جائیں گے) اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے تو زندگی میں کبھی کوئی نیکی نہیں کی (اس لیے یہ گناہگار ہے اسے ہم لے کر جائیں گے) جھگڑا طول پکڑ گیا تو اللہ نے ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں بھیجا جو اس معاملہ کا فیصلہ کرے گا۔ اس نے کہا اگر یہ آدمی بدکاروں کی بستی کے قریب ہے تو اسے عذاب والے فرشتے لے جائیں اور اگر یہ نیکوں کی بستی کے قریب ہے تو اس کو رحمت کے فرشتے لے جائیں اور ادھر اللہ تعالیٰ نے اس نصرہ نامی بستی جو نیک لوگوں کی تھی، حکم دیا کہ اس کی نعش کے قریب ہو جائے اور دوسری بستی کو حکم دیا کہ نعش سے دور ہو جائے (یہ ہے رحمت الٰہی کی وسعت) پھر دونوں کی زمین کے فاصلہ کو ناپا گیا تو اس بستی کو جو نیکوں کی بستی تھی ایک بالشت نعش کے قریب پایا اس لیے وہ بخش دیا گیا اور اہل رحمت اسے جنت میں لے گئے۔" [1]

---

[1] صحیح بخاری، الانبیاء، باب بینما امرأة ترضیع ابنها اذ مر بها راکب وهی ترضعة: ٣٤٧٠؛ صحیح مسلم: ٢٧٦٦؛ ابن ماجه: ٢٦٢٢؛ ابن حبان: ٦١١؛ احمد: ١١١٥٤۔

9 رحمت الٰہی سے ناامید مت ہو!

حضرت ثوبان (مولیٰ رسول ﷺ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے یہ آیت دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے زیادہ محبوب ہے: [1]

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ (۳۹/ الزمر: ۵۳)

''کہہ دیجئے! اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بے شک اللہ سب کے سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی تو بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ اپنی تفسیر کبیر میں لفظ رحمان کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ (آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے) سے مروی ہے کہ وہ مدینہ سے طائف کے سفر پر نکلے ان کے ساتھ ایک منافق بھی تھا اور وہ منافق کہنے لگا اس راستے سے چلتے ہیں اور وہ راستہ گنجان آباد تھا۔ چلتے چلتے راستے میں ایک جگہ آرام کی غرض سے لیٹے۔

وَنَامَ زَيْدٌ فَأَوْثَقَ الْمُنَافِقُ زَيْدًا وَأَرَادَ قَتْلَهُ.

زید سو گئے تو منافق نے انہیں مضبوطی کے ساتھ رسیوں سے باندھ دیا اور قتل کا ارادہ کر لیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے پوچھا، تو مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا:

لِأَنَّ مُحَمَّدًا يُحِبُّكَ وَأَنَا أُبْغِضُهُ.

کیونکہ میں محمد (ﷺ) سے بغض رکھتا ہوں اور تو اس سے محبت کرتا ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ورد شروع کر دیا يَا رَحْمَانُ أَغِثْنِي اے رحمان! میری مدد فرما۔ تو اتنے میں منافق نے ایک غیبی آواز سنی کہ اے منافق! تو تباہ ہو جائے اسے قتل مت کر۔ وہ اس کمرے سے باہر نکلا جہاں اس نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو باندھ رکھا تھا اور ادھر ادھر دیکھا لیکن کچھ نہ نظر آیا۔ ایسا اس کے ساتھ تین مرتبہ ہوا اور ہر مرتبہ آواز دور سے قریب آتی

---

[1] مسند احمد، ۵/ ۲۷۵؛ مجمع الزوائد: ۱۵/ ۲۱٤ إسناده حسن۔

گئی اور آواز تھی لَا تَـقْتُلْـهُ اسے قتل مت کرو۔ وہ باز نہ آیا۔ اچانک ایک گھڑ سوار نے آ کر اس کا کام تمام کر دیا۔ گھڑ سوار زید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں رسیوں سے آزاد کر دیا اور کہا: أَمَا تَعْرِفُنِيْ؟ أَنَا جِبْرِيْلُ مجھے پہچانتے ہو؟ میں جبریل ہوں۔ جب تم نے یَا رَحْمَانُ اَغِثْنِي کہا تھا میں ساتویں آسمان پر تھا اللہ تعالیٰ نے کہا اے جبریل! میرے بندے کی مدد کو پہنچو اور جب تو نے دوسری بار پکارا تو میں آسمان دنیا پر تھا اور جب تو نے تیسری بار پکارا تو میں باہر منافق کا کام تمام کر رہا تھا۔ (دیکھ منافق خون میں لت پت پڑا ہے اور رحمان نے تیری مدد فرما دی ہے)۔ [1]

---

[1] التفسير الكبير للامام رازی رحمہ اللہ ، ۱/ ۱۵٤ اس کی سندی حیثیت معلوم نہیں ہو سکی۔ (واللہ اعلم)

حقیقی بادشاہ کون......؟

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ [1]

"بدلے کے دن کا مالک ہے۔"

فوائد:

[1] لفظ "مَالِكِ" کو "مَلِكِ" (لام کے درمیان الف کے بغیر بھی پڑھا جاتا ہے) یہ دونوں قراءتیں قرآن مجید میں موجود ہیں اور رسول اللہ سے صحیح ثابت ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾ [2]

"آپ کہہ دیجئے! اے اللہ! اے تمام جہانوں کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝﴾ [3]

"آپ کہہ دیجئے! کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں، لوگوں کے مالک کی (اور) لوگوں کے معبود کی (پناہ میں آتا ہوں)۔"

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی چار لغات ذکر کی ہیں:

① مَالِكِ ② مَلِكِ ③ مَلْكِ ④ مَلِيْكِ [4]

---

[1] ١/ الفاتحة: ٣۔ [2] ٣/ آل عمران: ٢٦۔

[3] ١١٤/ الناس: ١-٣۔ [4] الجامع لاحكام القرآن، ١/ ١٨٤۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے "مَـلِكِ" کو ترجیح دی ہے اس لیے کہ حرمین والوں کی یہ قراءت ہے نیز ایک قراءت "مَـلَكَ" جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ درست نہیں بلکہ شاذ ہے۔ ان تمام قراءتوں میں صحیح اور درست پہلی دو "مَلِکِ اور مالِکِ" ہی ہیں۔ ❶

❷ "مَلِک" کا معنی مالک اور بادشاہ کے ہیں تو اس مقام پر چند دلائل کہ حقیقی بادشاہ صرف اللہ ہے آج کے دن کا بھی اور روز قیامت کے دن کا بھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ ❷

"آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت (بادشاہی) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے یا انہیں جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے۔ وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے۔"

﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُۨ ۝ ﴾ ❸

"بابرکت ہے وہ ذات (اللہ تعالیٰ) جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَبْغَضُ الْاَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ سَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ)) ❹

"روز قیامت اللہ کے ہاں بدترین نام اس آدمی کا نام ہوگا جس نے اپنا نام شہنشاہ (بادشاہوں کا بادشاہ) رکھا۔"

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۶۰۔ ❷ ۴۲/ الشوریٰ: ۴۹، ۵۰۔ ❸ ۶۷/ الملك: ۱۔

❹ صحیح بخاری، الأدب، باب ابغض الأسماء الی الله: ۶۲۰۵؛ صحیح مسلم: ۲۱۴۳؛ ابو داود: ۴۹۶۱؛ ترمذی: ۲۸۳۷۔

مزید ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ ❶

''آسمانوں، زمین اور دونوں کے درمیان کا کل بادشاہ اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

﴿ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۡ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴾ ❷

''زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔''

❸ روز قیامت بھی صرف اللہ ہی کی بادشاہت چلے گی۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ڬ لَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴾ ❸

''جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے ان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گی آج کس کی بادشاہی ہے؟ فقط اللہ واحد وقہار کی، آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا آج (کسی قسم کا) ظلم نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔''

دنیا کے جتنے بادشاہ ہیں وہ مجازی ہیں عارضی ہیں اور حقیقت میں وہ اللہ کا قانون چلانے کے لیے ایک ذمہ داری دیے گئے ہیں جن کا انہیں حساب دینا ہوگا۔ حقیقی بادشاہ ایک اللہ ہی ہے۔

﴿ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ ﴾ ❹

''وہی ایک اللہ ایسی ذات ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور وہی

---

❶ ٥/ المائدة: ١٧۔ ❷ ٥/ المائدة: ١٨۔

❸ ٤٠/ المؤمن: ١٦، ١٧۔ ❹ ٥٩/ الحشر: ٢٣۔

(حقیقی) بادشاہ ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے:

((يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَاوَاتِ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ؟)) ❶

"اللہ تعالیٰ زمین کو قبضہ (مٹھی) میں لے لے گا اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ (یعنی روز قیامت زمین کے بادشاہوں کی بادشاہت نہیں چلے گی)۔"

اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو قرآن مجید میں کچھ اس طرح ذکر فرمایا ہے:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ❷

"ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔"

صحیح مسلم میں حدیث موجود ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی تو ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اِصْبَعٍ))

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ روز قیامت ساتوں آسمانوں کو اپنی ایک انگلی پر رکھیں گے۔"

((وَالْأَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ))

"اور تمام زمینوں کو ایک انگلی پر رکھیں گے۔"

((وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ))

---

❶ صحیح بخاری، التفسیر، سورۃ الزمر: ٤٨١٢، ٦٥١٩؛ صحیح مسلم، باب صفة القيامة والجنة والنار: ٢٧٨٧؛ ابن ماجه: ١٩٢۔ ❷ ٣٩/ الزمر: ٦٧۔

''اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر رکھیں گے۔''

((وَالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى إِصْبَعٍ))

''پانی اور تمام مٹی کو ایک انگلی پر رکھیں گے۔''

((وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى إِصْبَعٍ))

''اور ساری مخلوق ایک انگلی پر ہوگی۔''

((ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ))

''پھر انہیں حرکت دیں گے، ہلائیں گے اور کہیں گے۔''

((أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ)) ❶

''لوگو! میں ہی ہر چیز کا مالک ہوں، میں ہی ہر چیز کا بادشاہ ہوں۔''

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ ﴾ ❷

''اس روز اللہ کی بادشاہت ہوگی وہی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے گا۔''

﴿ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ ﴾ ❸

''اس دن حقیقی بادشاہت رحمٰن کی ہوگی۔''

یقیناً حقیقی بادشاہت دو جہاں کی صرف اللہ احکم الحاکمین کی ہے۔

خلافت عباسیہ کے زوال پر جب امت مسلمہ کا شیرازہ بکھرنے لگا تو مختلف علاقوں میں الگ الگ حکومتیں بننے لگیں۔ ماوراء النہر کے علاقے میں ''سامانی خاندان'' نے اپنی حکومت قائم کرلی۔ اسی حکومت کا پہلا فرماں روا نصر بن احمد تھا۔ بخارا اس حکومت کا پایہ تخت تھا۔ کچھ وقت کے بعد اس نے نیشاپور کو بھی فتح کرلیا۔ کتابوں میں آتا ہے کہ جب یہ فاتحانہ انداز میں نیشاپور میں داخل ہوا تو وہاں اس نے دربار لگایا اور بڑے کرّ وفرّ اور جاہ وجلال سے تخت سلطنت پر

---

❶ صحیح مسلم، صفات المنافقین واحکامهم صفة القيامة والجنة والنار، باب صفة القيامة والجنة والنار: ٢٧٨٦؛ صحیح بخاری: ٤٨١١، ٧٤١٤؛ ترمذی: ٣٢٣٨۔

❷ ٢٢/ الحج: ٥٦۔ ❸ ٢٥/ الفرقان: ٢٦۔

آ کے بیٹھ گیا۔ تلاوتِ کلام پاک سے دربار کی کارروائی شروع کی گئی۔ قاری نے سورۃ المومن کی آیات پڑھنا شروع کیں۔ پڑھتے پڑھتے جب وہ اس آیت پر پہنچا:

﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ [1]

تو بادشاہ پر ہیبت طاری ہوگئی۔ اس کا وجود لرز گیا۔ شاہی جاہ وجلال پانی پانی ہو گیا۔ تخت سے نیچے اترا۔ شاہی تاج اتار کر ایک طرف لکھ دیا اور سجدے میں گر گیا۔ کہتا جارہا تھا:

مالک! بادشاہی تیری ہی ہے میری نہیں

بادشاہی تیری ہی ہے، میری نہیں [2]

4 آیت مذکورہ میں تیسرا لفظ ''الدِّین'' ہے جس کے چند ایک لغوی معنی:

① دِیْن بمعنی ملت ومذہب

﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ [3]

''بلا شبہ اللہ کے ہاں مذہب اسلام ہی ہے۔''

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [4]

''اور جو بھی اسلام کے علاوہ کوئی دین اور مذہب اپنائے گا ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔''

② ''دِیْن'' بمعنی قانون

﴿مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ﴾ [5]

''اس (سیدنا یوسف علیہ السلام) کی شان کہ لائق نہ تھا۔ کہ وہ بادشاہ کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو رکھ سکتا۔''

③ ''دِیْن'' بمعنی جزا وسزا

﴿قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۝ يَقُولُ أَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ۝

---

[1] ٤٠/ المؤمن: ١٦۔ [2] بشکریہ مجلہ مشکاۃ المصابیح، جنوری ٢٠٠٩ء۔

[3] ٣/ آل عمران: ١٩۔ [4] ٣/ آل عمران: ٨٥۔ [5] ١٢/ یوسف: ٧٦۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ﴾ ❶

''ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا، جو مجھ سے کہا کرتا تھا تو (قیامت کے آنے کا) یقین کرنے والوں میں سے ہے؟ کہا جب کہ ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے کیا اس وقت ہم جزا دیے جانے والے ہیں؟''

اللہ تعالیٰ نے ''یوم الدین'' کے معنی کو سمجھنے کے لیے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ﴾ ❷

''تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ بدلے کا دن کیا ہے؟ (میں) پھر (کہتا ہوں کہ) تجھے کیا معلوم کہ جزا (اور سزا) کا دن کیا ہے؟ (وہ ہے) جس دن کوئی شخص کسی شخص کے لیے کسی چیز کا مختار نہ ہو گا اور (تمام تر) احکام اس روز اللہ کے ہی ہوں گے۔''

❺ آیت مذکورہ کا دوسرا لفظ ''یَـوْمِ'' ہے لیل ونہار کے مجموعے کو یوم کہا جاتا ہے جس کا معنی ایک دن ہے۔ لیکن یاد رہے دنیا کے دن اور آخرت کے دن میں بہت زیادہ فرق ہے دنیا میں کئی ایسے علاقے ہیں جہاں دن بہت لمبا ہوتا ہے تو زیادہ سے زیادہ چھ ماہ کا یا ایک سال کا ہوتا ہے لیکن قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہو گا، نیک لوگوں کو یہ مختصر سا لگے گا جبکہ کافروں کو بہت بڑا محسوس ہو گا۔

جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾ ❸

''ایک دن میں، جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔''

قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾ ❹

---

❶ ۳۷/ الصافات: ۵۱، ۵۳۔ ❷ ۸۲/ الانفطار: ۱۷، ۱۹۔

❸ ۷۰/ المعارج: ٤۔ ❹ ۳۲/ السجدۃ: ۵۔

''وہ آسمان سے لے کر زمین تک (ہر) کام کی تدبیر کرتا ہے، پھر (وہ کام) ایک ایسے دن میں اس کی طرف چڑھ جاتا ہے جس کا اندازہ تمہاری گنتی کے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔''

بعض لوگ اس آیت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں کہ روز قیامت کا دن ایک ہزار سال کا ہوگا جیسا کہ اوپر ذکر ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ یہ تو فرشتوں کا آسمان پر چڑھنے کا ذکر ہے کہ پانچ سو سال آنے اور پانچ سو سال جانے میں لگتے ہیں۔

نیز سورۂ حج میں ہے:

﴿ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ﴾ ❶

''البتہ آپ کے ربّ کے نزدیک ایک دن تمہاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کا ہے۔''

اس مقدار سے مراد کہ اللہ کے ہاں ایک دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے۔

اور بعض کا کہنا یہ بھی ہے کہ بعض لوگوں کو قیامت کا دن اپنے اعمال کی وجہ سے ایک ہزار سال کا اور بعض کو پچاس ہزار سال کا لگے گا۔ (واللہ اعلم)

❻ کچھ لوگ ''یوم الدین'' جزا وسزا یعنی قیامت کے دن کا انکار کرتے ہیں اللہ کے ہاں۔ بدترین مرتبے والے اور برے انجام والے لوگ ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ ﴾ ❷

''وہ جنتوں میں (بیٹھے ہوئے) مجرموں سے (جہنمیوں سے) سوال کریں گے تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا، وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے، نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہم بحث کرنے والے (انکاریوں) کا ساتھ دے کر بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔''

---

❶ ۲۲/ الحج: ۴۷۔ ❷ ۷۴/ المدثر: ۴۰، ۴۶۔

دوسرے مقام پر اللہ نے نافرمانوں اور گمراہوں کا انجام بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ۝ لَآكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ ۝ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ۝ فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ ۝ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ۝﴾ ❶

''پھر تم اے گمراہو جھٹلانے والو! البتہ کھانے والے ہو تھوہر کا درخت اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو، پھر اس پر گرم کھولتا پانی پینے والے ہو پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح، قیامت کے دن ان کی مہمانی یہ ہے۔''

❼ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات شمار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝﴾ ❷

''اور (مومن وہ ہیں) جو جزا (اور سزا) کے دن کی تصدیق کرتے ہیں۔''

---

❶ ٥٦/ الواقعة: ٥١، ٥٦۔ ❷ ٧٠/ المعارج: ٢٦۔

عبادت صرف اللہ کی

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ [1]

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''

فوائد:

[1] ''عبادت'' انتہائی عجز اور کمزوری کے اظہار کا نام ہے یعنی کسی کی انتہائی تعظیم ومحبت کی وجہ سے اس کے سامنے اپنی انتہائی عاجزی اور فرمانبرداری کے اظہار کا نام عبادت ہے۔

لفظ ''عبادت'' پرستش، اطاعت وفرمانبرداری، ہمہ وقت کی بندگی اور غلامی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں پر یہ تینوں ہی مراد ہیں۔

نیز امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اربعین میں عبادت کی دس قسمیں لکھی ہیں:

① نماز ② زکوۃ ③ روزہ ④ حج ⑤ تلاوت قرآن مجید ⑥ ہر حالت میں اللہ کا ذکر ⑦ حلال روزی کے لیے کوشش کرنا ⑧ پڑوسی اور ساتھی کے حقوق ادا کرنا ⑨ لوگوں کو نیک کاموں کا حکم دینا ⑩ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا۔ [2]

ڈاکٹر ملک غلام مرتضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر انتہائی درجہ کی محبت اور انتہائی درجہ کی اطاعت مل جائے تو عبادت بن جاتی ہے۔ [3]

[2] بعض سلف کا قول ہے کہ سارے قرآن کا راز (خلاصہ) سورۂ فاتحہ ہے اور پوری سورت فاتحہ کا راز اس آیت ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ میں ہے کیونکہ آیت کے پہلے حصہ میں شرک سے بیزاری کا اعلان اور دوسرے جملہ میں اپنی طاقتوں اور قوتوں کے کمال کا انکار ہے اور اللہ عزوجل کی طرف اپنے تمام کاموں کی سپردگی ہے۔ [4]

---

[1] ١/ الفاتحة: ٤۔ [2] معارف القرآن، ١/ ٨٧۔ [3] نور الهدیٰ: ١/ ١٩۔

[4] تفسیر ابن کثیر: ١/ ٦٣۔

③ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ ہی کے لیے خواہ قولی وقلبی ہوں یا بدنی اور مالی ہوں۔ جیسا کہ ہم تشہد میں اس کا اقرار کرتے ہیں:

((اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ))

"یعنی تمام قولی (قلبی) بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔"

قولی: عبادات میں ذکر واذکار، تسبیح وتحمید اور تحلیل وغیرہ شامل ہیں۔

قلبی: عبادات میں توکل، خوف ورجاء، محبت تذلل اور خشوع وخضوع شامل ہیں۔

بدنی: عبادات میں فرض نماز اور نوافل نمازیں، روزہ اور حج اور دوسرے احکام الٰہی کی عملاً پیروی کرنا ہے۔

مالی: عبادات میں زکوٰۃ، صدقات وخیرات، قربانی اور نذر ونیاز وغیرہ شامل ہیں۔

④ تمام انبیاء علیہم السلام کی پہلی اور بنیادی دعوت یہی تھی کہ عبادت صرف ایک اللہ ہی کی کی جائے۔ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح اور شعیب علیہم السلام کے متعلق قرآن مجید میں موجود ہے کہ سب نے اسی کی دعوت دی:

﴿ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ ❶

"اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی سچا معبود نہیں۔"

معبود برحق صرف ایک ہے اگر زیادہ ہوتے تو جاگیروں میں اختلاف اور زمین میں فساد برپا ہو جاتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴾ ❷

"نہ اللہ نے کوئی اولاد بنائی اور نہ کبھی اس کے ساتھ کوئی معبود تھا، اس وقت ضرور ہر معبود جو کچھ اس نے پیدا کیا تھا۔ اسے لے کر چل دیتا اور ان میں بعض بعض پر چڑھائی کر دیتا، پاک ہے اللہ اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔"

---

❶ ۷/ الاعراف: ۵۹۔ ❷ ۲۳/ المؤمنون: ۹۱۔

❺ ہر طرح کی عبادت صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ ❶

''اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے۔''

﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ﴾ ❷

''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو۔''

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ ﴾ ❸

''اے ایمان والو! رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو۔''

﴿ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴾ ❹

''اے اولاد آدم! کیا جس نے تم سے قول و قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

﴿ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴾ ❺

''میری عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے۔''

﴿ وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ﴾ ❻

''اور تیرے پروردگار نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔''

انسان کی تخلیق کا مقصد بھی تو صرف عبادت ہی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ ❼

---

❶ ٢/ البقرة: ٢١۔ ❷ ٤/ النساء: ٣٦۔ ❸ ٢٢/ الحج: ٧٧۔ ❹ ٣٦/ يٰسين: ٦٠۔
❺ ٣٦/ يٰسين: ٦١۔ ❻ ١٧/ بني اسرائيل: ٢٣۔ ❼ ٥١/ الذاريات: ٥٦۔

''میں نے جن وانس کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

6 اللہ کے علاوہ کسی غیر کی عبادت اور پرستش جائز نہیں خواہ ولی ہو یا نبی۔

﴿قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ﴾ 1

''کہہ دیجیے! کہ مجھے اس بات کی ممانعت کی گئی ہے کہ میں ان کی عبادت کرو جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو۔ کہہ دیجیے! کہ میں تمہاری خواہشوں پر نہیں چلتا۔ بے شک ایسا کرنے کی صورت میں گمراہ ہو جاؤں گا اور میں ہدایت پانے والوں میں نہ رہوں گا۔''

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ﴾ 2

''کسی بشر کو لائق نہیں کہ اللہ اس کو کتاب اور دانائی اور نبوت دے پھر وہ بشر لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بنو لیکن وہ کہے گا کہ اللہ والے بن جاؤ، اس لیے کہ تم کتاب لوگوں کو پڑھاتے ہو اور اس لیے کہ تم خود بھی پڑھتے ہو۔''

7 کسی سے کچھ مانگنا یہ اس کی عبادت کے برابر ہے اور اللہ کے ساتھ شرک بھی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا عبادت ہے۔'' حضرت نعمان بن بشیر کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) 3

''دعا بھی عبادت ہے۔''

---

1 ٦/ الانعام: ٥٦۔ 2 ٣/ آل عمران: ٧٩۔

3 سنن ابی داود، الصلاة، باب الدعاء: ١٤٧٩؛ صحیح الجامع الصغیر: ٣٤٠٧ نیز ((اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ)) ''دعا عبادت کا مغز ہے۔'' ابن لھیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ضعیف الجامع الصغیر: ٣٠٠٣؛ ترمذی: ٣٣٧١۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِىٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِى سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ (٤٠/ المؤمن: ٦٠)

''تمہارے پروردگار کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرتے رہو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا رہوں۔ یقیناً جو لوگ میری عبادت سے منہ پھیرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔''

8 عبادت کرنے کا انداز ایسا ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بتلایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! احسان کس کو کہتے ہیں......؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) [1]

''احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو (کم از کم اتنا یقین رکھو) کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔''

9 عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو کسی اور کو نہیں دیا جا سکتا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا میرے اور آپ کے درمیان کجاوے کی درمیانی لکڑی کے علاوہ اور کوئی چیز حائل نہ تھی اتنے میں آپ نے ارشاد فرمایا: ''اے معاذ!'' میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں، پھر تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا: ''اے معاذ!'' میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول! پھر تھوڑی دور چلے پھر فرمایا: ''اے معاذ!'' میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا:

((يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟))

---

[1] صحيح مسلم، الايمان، باب الاسلام ماهو و بيان خصاله: ٩٩۔

''اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟''

میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا))

''اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ بندے صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔''

اس کے بعد پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلتے رہے پھر فرمایا:

((هَلْ تَدْرِىْ مَاحَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ؟))

''کیا تو جانتا ہے کہ بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے جب وہ ایسا کرنے لگیں۔''

میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا:

((وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) [1]

''بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے اسے عذاب نہ دے جو شرک نہیں کرتا۔''

10 غیر اللہ کی عبادت نہ کرنے کا حکم سبھی لوگوں کو تھا۔

حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو پانچ چیزوں کا حکم دیا کہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی حکم دیں کہ ان پر عمل پیرا ہوں۔ لیکن یحییٰ نے انہیں پہنچانے میں تاخیر کی تو عیسیٰ نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ چیزوں پر عمل کرنے اور بنواسرائیل سے ان پر عمل کرانے کا حکم دیا ہے تو آپ انہیں حکم دیجیے ورنہ میں حکم دیتا ہوں۔ یحییٰ (علیہ السلام) نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ اگر آپ انہیں پہنچانے میں سبقت لے گئے تو مجھے دھنسایا جائے گا یا عذاب دیا جائے گا۔ پھر انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا۔ یہاں تک کہ وہ جگہ بھر گئی اور لوگ اونچی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت یحییٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ چیزوں کا حکم دیا ہے کہ خود بھی ان پر عمل کروں اور

[1] صحیح مسلم، الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً: ۳۰؛ صحیح بخاری: ۲۸۵۶۔

تم لوگوں کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دوں۔

① ((أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَإِنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ بِذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ فَقَالَ هَذِهِ دَارِي وَهَذَا عَمَلِي فَاعْمَلْ وَأَدِّ إِلَيَّ فَكَانَ يَعْمَلُ وَيُؤَدِّي إِلَى غَيْرِ سَيِّدِهِ فَأَيُّكُمْ يَرْضَى أَنْ يَكُونَ عَبْدُهُ كَذَلِكَ))

''تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے خالصتاً اپنے سونے چاندی کے مال سے کوئی غلام خریدا اور اسے کہا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا پیشہ ہے۔ لہٰذا اسے اختیار کرو اور مجھے کما کر دو لیکن وہ کام کرتا اور اس کا منافع کسی اور کو دے دیتا۔ چنانچہ تم میں سے کون اس بات پر راضی ہے کہ اس کا غلام اس طرح کا ہو۔''

② اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا حکم دیا۔ لہٰذا جب تم نماز پڑھو تو کسی اور جانب توجہ نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نماز پڑھنے والے بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے جب وہ نماز پڑھتے ہوئے ادھر ادھر متوجہ نہ ہو۔

③ اور میں تمہیں روزے رکھنے کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ایک گروہ کے ساتھ ہے اس کے پاس مشک سے بھری ہوئی تھیلی ہے جس کی خوشبو اس کو بھی پسند ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی۔ چنانچہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک اس مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

④ میں تمہیں صدقہ دینے کا حکم دیتا ہوں۔ اس کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو دشمن کی قید میں چلا جائے اور وہ لوگ اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ کر اسے قتل کرنے کے لیے لے کر چل دیں جب وہ اس کی گردن اتارنے لگیں تو وہ کہے کہ میں تم لوگوں کو کچھ تھوڑا یا زیادہ جو میرے پاس ہے اسے بطور فدیہ دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ انہیں فدیہ دے کر اپنی جان چھڑا لے۔

⑤ میں تمہیں اللہ کے ذکر کی تلقین کرتا ہوں اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے دشمن

اس کے تعاقب میں ہوں اور وہ بھاگ کر ایک قلعے میں گھس جائے اور ان لوگوں سے اپنی جان بچالے۔اسی طرح کوئی بندہ خود کو شیطان سے اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی چیز سے نہیں بچا سکتا۔"

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اور میں بھی تم لوگوں کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں۔جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔"

((اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ وَالْجِهَادُ وَالْهِجْرَةُ وَالْجَمَاعَةُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ مِنْ جُثَا جَهَنَّمَ))

"۱۔ بات سننا ۲۔ اطاعت کرنا ۳۔ جہاد کرنا ۴۔ ہجرت کرنا ۵۔ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ منسلک رہنا۔ اس لیے کہ جو جماعت سے ایک بالشت کے برابر بھی الگ ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی نکال دی مگر یہ کہ وہ دوبارہ جماعت سے مل جائے۔ جس نے زمانہ جاہلیت والی برائیوں کی طرف لوگوں کو بلایا وہ جہنم کا ایندھن ہے۔"

ایک شخص نے عرض کیا۔ اگرچہ اس نے نماز پڑھی اور روزے رکھے۔آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں لہٰذا لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤ جس نے تمہارا نام مسلمان، مؤمن اور اللہ کا بندہ رکھا ہے۔" [1]

مولانا حالی عبادت الٰہی کا ایک منظر پیش کرتے ہیں۔

ہے اک ذات واحد عبادت کے لائق — زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق — اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ — جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم — اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم — اسی کی طلب میں مرو گر مرو تم
مبرّا ہے شرکت سے اس کی خدائی — نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

[1] ترمذی، الامثال، باب ماجاء فی مثل الصلاۃ والصوم، والصدقۃ:۲۸۶۳؛ ابن خزیمۃ: ۱۸۹۵؛ صحیح الحاکم:۱/ ۱۱۷، ۱۱۸۔

استعانت

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ ❶

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''

فوائد:

❶ ''وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' میں جس مدد کی نفی کی گئی ہے وہ ہے ''مَافَوْقَ الْأَسْبَاب'' یعنی جہاں اسباب کی دنیا ختم ہو جاتی ہے ایسی مدد صرف اللہ ہی کر سکتا ہے مثلاً کسی کو زندہ کرنا، اولاد دینا وغیرہ۔

❷ ہاں اگر کسی حاضر شخص سے مدد طلب کی جائے جو اس کے احتیاط میں ہو یہ ''اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' کے منافی نہیں بلکہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ مدد اور معاونت کرنا حقوق انسانیت میں سے ہے۔ جس کی ترغیب خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے دی ہے:

﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ﴾ ❷

''نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا:

((وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ)) ❸

''اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔''

❸ مافوق الاسباب مدد صرف اللہ ہی کر سکتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ ١/ الفاتحة: ٤۔ ❷ ٥/ المائدة: ٢۔

❸ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب: ٣٨؛ تحفة الاشراف: ٩/ ٣٧٥۔

﴿ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ۝ ﴾ ❶

"اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی اور مددگار نہیں اور نہ ہی کوئی دوست (معاونت کرنے والا) ہے۔"

معلوم ہوا مدد صرف اللہ رب العزت کی طرف سے آتی ہے۔

﴿ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ﴾ ❷

"مدد صرف اور صرف اللہ کی طرف سے (آتی) ہے۔"

معلوم ہوا حقیقی مدد اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے وہ مافوق الاسباب ہو یا ماتحت الاسباب۔ کیونکہ اگر کسی کے بس میں مدد کرسکنا ہو بھی جب تک اللہ توفیق نہ دے وہ نہیں کرسکتا۔

❹ مدد اللہ ہی کرتے آئے ہیں اور حقیقی مدد آتی بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ چند تاریخی شواہد:

① نوح علیہ السلام نے جب کڑے حالات میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی تو مدد کس نے کی؟ اللہ تعالیٰ سے ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَنُوۡحًا اِذۡ نَادٰى مِنۡ قَبۡلُ فَاسۡتَجَبۡنَا لَهٗ فَنَجَّيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗ مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ۝ وَنَصَرۡنٰهُ مِنَ الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ فَاَغۡرَقۡنٰهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝ ﴾ ❸

"نوح کے اس وقت کو یاد کیجیے جبکہ اس نے اس سے پہلے دعا کی ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑے کرب (مشکل وقت) سے نجات دی اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلا رہے تھے ان کے مقابلے میں ہم نے اس کی مدد کی۔ یقیناً وہ برے لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو ڈبو دیا۔"

② مشکل حالات میں موسیٰ اور ھارون علیہما السلام کی مدد بھی اللہ نے ہی کی۔

﴿ وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلٰى مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ ۝ وَنَجَّيۡنٰهُمَا وَقَوۡمَهُمَا مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ۝ وَنَصَرۡنٰهُمۡ فَكَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِيۡنَ ۝ ﴾ ❹

---

❶ ٢/ البقرة: ١٠٧۔ ❷ ٣/ آل عمران: ١٢٦۔ ❸ ٢١/ الانبياء: ٧٦، ٧٧۔

❹ ٣٧/ الصآفات: ١١٤، ١١٦۔

”یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بڑا احسان کیا اور انہیں اور ان کی قوم کو بہت بڑے دکھ درد سے نجات دے دی اور ان کی مدد کی۔ تو وہی غالب رہے۔“

③ رسول اللہ ﷺ کی بھی ہر حال میں اللہ کی طرف سے مدد آتی رہی۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ ﴾ ❶

”جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جبکہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے۔“

﴿ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ ﴾ ❷

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے میدانوں میں تمہاری مدد کی (فتح دی) اور جنگ حنین کے موقعہ پر بھی۔“

ایک دوسری جگہ رسول اللہ ﷺ کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۙ ﴾ ❸

”اگر وہ تجھ سے دغابازی کرنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ تجھے کافی ہے۔ اسی نے اپنی مدد سے اور مومنوں سے تیری مدد و تائید کی ہے۔“

❺ اللہ تعالیٰ کن کی مدد کرتا ہے:

① جو اللہ اور اس کے رسول پر سچا ایمان رکھتے ہوں اور ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوں۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ ❹

”اور ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔“

② اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں کی اللہ مدد کرتا ہے۔

﴿ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ ﴾ ❺

---

❶ ۳/ آل عمران: ۱۲۳۔ ❷ ۹/ التوبة: ۲۵۔ ❸ ۸/ الانفال: ٦٢۔
❹ ۳۰/ الروم: ٤٧۔ ❺ ۸/ الانفال: ۷۲۔

''اگر تم سے دین کے متعلق وہ مدد طلب کریں تو تم ان کی مدد کرو۔''

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴾ ❶

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔''

﴿ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾ ❷

''جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔''

❻ مدد اگر اللہ نہ کرے تو کوئی نہیں کر سکتا اور اللہ کی مدد کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا نہ اللہ کی بندگی کا اور نہ دنیا کا کوئی بھی کام، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ ہر نماز کے بعد یہ ضرور پڑھا کر:

((رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) ❸

''اے اللہ! اپنی یاد پر، اپنے شکر پر اور اپنی اچھی عبادت پر میری مدد فرما۔''

اللہ کا ہی ایسا در ہے کہ یہاں سے جتنا بھی مانگو ملتا ہے اور وہ مانگنے والوں سے خوش ہوتا ہے اگر مانگنا چھوڑ دو تو وہ ناراض ہوتا ہے جب کہ لوگ مانگنے پر ناراض ہوتے ہیں، بقول شاعر:

أَبَا مَالِكٍ لَا تَسْأَلِ النَّاسَ وَالْتَمِسْ

بِكَفَّيْكَ فَضْلَ اللّٰهِ فَاللّٰهُ أَوْسَعُ

وَلَوْ سُئِلَ النَّاسُ التُّرَابَ لَأَوْشَكُوْا

إِذَا قِيْلَ هَاتُوْا أَنْ يَمَلُّوْا وَيَمْنَعُوْا

اے ابو مالک! لوگوں سے سوال مت کرو اور دونوں ہاتھوں سے اللہ کا فضل مانگ کیونکہ اللہ سب سے وسعت والا ہے لوگوں سے تو اگر مٹی کا سوال کیا جائے تو جلد ہی ان کا یہ حال ہو جائے گا کہ مانگنے پر اکتا کر مٹی دینے سے بھی انکار کر دیں گے۔

---

❶ ٤٧/ محمد: ٧۔ ❷ ٢٢/ الحج: ٤٠۔

❸ ابو داود، الوتر، باب في الاستغفار: ١٥٢٢؛ صحيح سنن النسائي: ١٢٣٦۔

جو کچھ مانگنا ہے اسی سے مانگ
یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

مانگو تو صرف اللہ ہی سے مانگو کیونکہ اس جگہ سے مانگنا ذلت نہیں بلکہ ایسے شخص کو جو صرف اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے اللہ عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھتا ہے، سنہرے حروف کتاب میں میں نے ایک واقعہ پڑھا، بہت دلچسپ تھا آپ کی نظر بھی کرتے ہیں۔ کہ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کا بھائی خلیفہ ہشام بن عبدالملک بن مروان (یہ یزید بن عبدالملک کے بعد تخت خلافت پر آیا تھا۔ اس کے زمانہ میں خراسان، خزر اور آذربائیجان کے علاقوں میں ترکوں کو شکست دی، ہشام ساڑھے انیس برس خلافت کرنے کے بعد ۱۲۵ھ/ ۷۴۲ء میں انتقال کر گئے) بیت اللہ کے حج کو آیا۔ طواف کے دوران میں اس کی نگاہ زاہد ومتقی اور عالم ربانی سالم بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ (پوتا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ) پر پڑی جو اپنا جوتا ہاتھ میں اٹھائے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ ان کے اوپر ایک کپڑا اور ایک عمامہ تھا جس کی قیمت تیرہ درہم سے زیادہ نہیں تھی۔

خلیفہ شاعر نے کہا:

سَلْنِي حَاجَةً.

کوئی حاجت ہو تو فرمایئے۔

سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

إِنِّيْ لَأَسْتَحِي مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَسْأَلَ فِيْ بَيْتِهٖ غَيْرَهٗ.

مجھے اللہ سے شرم آرہی ہے کہ میں اس کے گھر میں ہوتے ہوئے کسی اور کے سامنے دست سوال دراز کروں۔

یہ سننا تھا کہ خلیفہ کے چہرے کا رنگ سرخ ہونے لگا، اس نے سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے جواب میں اپنی سبکی محسوس کی۔ جب سالم بن عبداللہ حرم سے باہر نکلے تو وہ بھی ان کے پیچھے ہی حرم سے نکل پڑا اور راستے میں ان کے سامنے آکر کہنے لگا۔

اَلْآنَ قَدْ خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِ اللّٰهِ فَسَلْنِيْ حَاجَةً.

اب تو آپ بیت اللہ سے باہر نکل چکے ہیں۔ کوئی حاجت ہو تو فرمائیں (بندہ حاضر ہے)۔

سالم بن عبداللہ گویا ہوئے:

مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا أَمْ مِنْ حَوَائِجِ الْآخِرَةِ؟

آپ کی مراد دنیاوی حاجت سے ہے یا اُخروی حاجت سے؟

خلیفہ ہشام: اخروی حاجت کو پورا کرنا تو میرے بس میں نہیں۔ البتہ دنیاوی ضرورت پوری کر سکتا ہوں۔ فرمائیں۔

سالم بن عبداللہ کہنے لگے:

مَا سَأَلْتُ الدُّنْيَا مَنْ يَمْلِكُهَا فَكَيْفَ اَسْأَلُهَا مَنْ لَا تَمْلِكُهَا؟ ❶

میں نے دنیا تو اس سے بھی نہیں مانگی جس کی یہ ملکیت ہے، پھر بھلا میں اس شخص سے دنیا کیوں طلب کر سکتا ہوں جس کا وہ خود مالک نہیں؟

(یہ کہہ کر اپنے گھر کی طرف چل دیئے اور ہشام بن عبدالملک اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا غُلَامُ! احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ)) ❷

"اے لڑکے! اللہ کا دھیان رکھ وہ تیرا دھیان رکھے گا، اللہ کا دھیان رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا اور جب سوال کرے تو اللہ ہی سے سوال کر اور جب مدد مانگے تو اللہ ہی سے مدد مانگ۔"

❼ مدد کون کر سکتا ہے۔ مدد مافوق الاسباب صرف وہی کر سکتا جس میں یہ چند خصائل موجود ہوں:

① جو سوتا نہ ہو۔

﴿ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ﴾ ❸

---

❶ البداية والنهاية: ٩/ ٢٣٥۔ ❷ جامع ترمذي، صفة القيامة، باب (حديث حنظلة): ٢٥١٦؛ صحيح الترمذي: ٢٠٤٣۔ ❸ ٢/ البقرة: ٢٥٥۔

"جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند آئے۔"

② جو ہمیشہ، ہر وقت، ہر ایک کی سنتا ہو۔

دیکھو تو ذرا رب نے ایک چیونٹی کو رینگتے ہوئے اور بات کرتے ہوئے سن کر پیغمبر کو اطلاع کر دی کہ دیکھنا کہیں انہیں نقصان نہ پہنچا دینا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ❶

"جب وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں گھس جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلمان اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے۔"

نبی مکرم ﷺ کے پاس ایک عورت خولہ بنت مالک بن ثعلبہ آئی اور بتلایا میرے خاوند اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا ہے کہ تو میرے لیے میری ماں کی طرح ہے۔ اے اللہ کے رسول! مسئلہ بتائیں اب میں کیا کروں۔ آپ ﷺ خاموش تھے آسمان سے اعلان ہوا کہ اے محمد ﷺ! ہم نے اس کی بات سن لی ہے اور ہم اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ﴾ ❷

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا، بیشک اللہ تعالیٰ سننے ودیکھنے والا ہے۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے پھر بتلایا: "اگر ایسا کوئی اپنی بیوی کو ماں کی طرح کہہ بیٹھے تو اس کا کفارہ دے اور پھر اس کے پاس جائے۔ کفارہ یہ ہے۔ ایک غلام آزاد کرنا، اس کی طاقت نہ ہو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔" ❸

❶ ۲۷/ النمل: ۱۸۔ ❷ ۵۸/ المجادلة: ۱۔ ❸ ۵۸/ المجادلة: ۳، ۴۔

ہر ایک کی مشکل میں صرف اللہ ہی سن سکتا ہے۔

یونس علیہ السلام کی پانی، سمندر، رات اور مچھلی کے پیٹ، سبھی اندھیروں سے پکار سننے والا کون تھا؟ صرف اللہ ہی تھا۔

یوسف علیہ السلام کنویں میں اکیلے، ان کو دیکھنے، سننے اور ان کی مدد کو قافلے روانہ کرنے والا کون تھا! صرف اللہ۔

معلوم ہوا اللہ ہی ہے جو ہر وقت، ہر ایک کی سنتا ہے اور پھر اس کی مراد کو برلاتا ہے۔

③ وہی حقیقی اور ہر وقت مدد کر سکتا ہے جس کا کوئی شریک نہ ہو۔ کوئی پارٹنر نہ ہو۔ اولاد نہ ہو۔ ہمسر نہ ہو کہ وہ مدد دینے میں رکاوٹ بنے وہ بھی صرف ذات اللہ ہی ہے۔

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝﴾ ❶

”آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔“

④ مدد وہی کر سکتا ہے جو حقیقی مالک ہو۔
⑤ جو غنی ہو فقیر نہ ہو۔
⑥ مختار کل ہو، فری ہینڈ ہو۔
⑦ جسے بھوک اور پیاس نہ لگتی ہو۔
⑧ جو حاضر و ناظر ہو۔
⑨ زندہ کرنے والا ہو، مارنے والا ہو اور اسے موت نہ آتی ہو۔
⑩ جو بھولتا نہ ہو۔
⑪ جو دلوں کے راز جاننے والا ہو۔
⑫ جو دشمن کے سامنے عاجز نہ ہو۔
⑬ دیتا ہو مانگتا نہ ہو۔
⑭ مشکل میں پھنستا نہ ہو بلکہ مشکلوں سے نکالتا ہو وغیرہ۔

---

❶ ۱۱۲/ الاخلاص: ۱۔۴۔

صراط مستقیم

﴿ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ﴾ ❶

''(اے اللہ!) ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔''

فوائد:

❶ سورۂ فاتحہ ایک دعا ہے اور دعا کرنے کا بہترین طریقہ بھی سکھاتی ہے جیسا کہ سب سے پہلے اللہ کی تعریفات، حمد و ثنا بیان کی، پھر اپنے اعمال پیش کیے اور توحید الوہیت وربوبیت کا اعتراف کرنے کے بعد صحیح راستے کی طرف راہنمائی مانگی جارہی ہے کہ اے اللہ! ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ آیت مذکورہ کے دو جزو ہیں۔ ۱۔ ہدایت ۲۔ صراط مستقیم۔

لفظ ہدایت عموماً دو معنی میں استعمال ہوتا ہے:

① راہنمائی کرنا، راستہ بتانا، راستہ دکھانا۔

② راستہ دکھا کر منزل مقصود تک پہنچانا۔

قرآن مجید میں لفظ ہدایت دونوں معنی میں مستعمل ہے۔

❷ ھدایت بمعنی (اِرَاءَۃُ الطَّرِيۡقِ) راستہ دکھانا۔ بتانا۔ راہنمائی کرنا:

﴿ شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ﴾ ❷

''رمضان کا مہینہ وہ ہے کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا جو تمام لوگوں کو راستہ بتاتا ہے۔''

﴿ وَهَدَيۡنٰهُ النَّجۡدَيۡنِ ﴾ ❸

''ہم نے انسان کو (حق و باطل) دونوں راستے بتا دیے۔''

﴿ وَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَهَدَيۡنٰهُمۡ فَاسۡتَحَبُّوا الۡعَمٰى عَلَى الۡهُدٰى ﴾ ❹

---

❶ ١/ الفاتحة: ٥۔ ❷ ٢/ البقرة: ١٨٥۔ ❸ ٩٠/ البلد: ١٠۔ ❹ ٤١/ حٰمٓ السجدة: ١٧۔

”اور قوم ثمود کو ہم نے سیدھا راستہ بتا دیا تھا لیکن انہوں نے ہدایت کے مقابلہ میں گمراہ رہنا پسند کیا۔“

راستہ بتانے کے بعد اللہ تعالیٰ لوگوں کو چھوڑ دیتا ہے کہ خواہ وہ مؤمن بنیں یا کافر یعنی قرآن مجید پر عمل کریں یا اس کے احکامات سے انحراف کریں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ﴾ ❶

”(اے رسول ﷺ) آپ کہہ دیجئے! حق تمہارے ربّ کی طرف سے آچکا ہے، اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔“

﴿ إِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ إِمَّا شَاكِرًا وَّإِمَّا كَفُوْرًا ﴾ ❷

”ہم نے انسان کو راستہ بتا دیا (اب) چاہے وہ شاکر بنے، چاہے کافر (ناشکرا) بنے۔“

معلوم ہوا ہدایت کا ایک معنی راستہ دکھانے کے ہیں جیسا کہ راستہ بتانے والے کو عرب ھادی کہتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اللہ کے نبی ﷺ ہجرت کرتے ہوئے سوئے مدینہ محوِ سفر تھے (راستے میں ایسے مراحل بھی آئے کہ جب) آپ اونٹنی پر آگئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اب صورتحال یہ تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (داڑھی سفید ہو جانے کی وجہ سے) بزرگ لگتے تھے ویسے بھی آپ رضی اللہ عنہ کی جان پہچان زیادہ تھی جبکہ نبی کریم ﷺ (سیاہ داڑھی کی وجہ سے) جوان لگتے تھے اور جان پہچان بھی زیادہ نہ تھی۔ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو راستے میں جو آدمی بھی ملتا تو وہ پوچھتا۔

يَا أَبَا بَكْرٍ! مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ؟

اے ابوبکر! یہ جو تیرے آگے آدمی ہے کون ہے؟

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے:

هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ.

❶ ۱۸/ الکھف: ۲۹۔ ❷ ۷۶/ الدھر: ۳۔

یہ ھادی ہے جو مجھے راستہ بتلاتا ہے۔

اس سے سوال کرنے والا یہ خیال کرتا کہ زمین کا راستہ دکھلانے والا ہے جبکہ اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مراد بھلائی کا راستہ تھا۔ ❶

❸ ھدایت کا دوسرا معنی (اِیْصَالٌ اِلَی الْمَطْلُوْبِ)

''راستہ دکھا کر منزلِ مقصود تک پہنچانا'' کے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ قرآن مجید "ھُدًی لِلنَّاسِ" یعنی قرآن مجید لوگوں کو راستہ دکھاتا ہے لیکن راستہ پر چل کر منزل مقصود تک صرف متقین کو پہنچاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ ﴿ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ ❷ ''یعنی قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو متقی لوگوں کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچاتی ہے۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا﴾ ❸

''بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے، پھر ایمان لائے، پھر کافر ہو گئے. پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے، اللہ ایسے لوگوں کی نہ تو مغفرت فرمائے گا اور نہ ان کو سیدھے راستے پر چلا کر منزل مقصود تک پہنچائے گا۔''

﴿وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ﴾ ❹

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی تدبیر کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا (یعنی ان کی تدبیریں منزل مراد تک نہیں پہنچ سکتی)۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی لیے فرمایا گیا تھا کہ آپ لوگوں کو پیغام پہنچانے اور راستہ دکھانے، بتانے والے ہیں آپ ان پر نہ تو داروغہ ہیں اور نہ ہی انہیں منزل مقصود تک پہنچا سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے کہا:

---

❶ صحیح بخاری، مناقب الأنصار، باب هجرة النبی واصحابه الی المدینة: ٣٩١١۔

❷ ٢/ البقرة: ٢۔ ❸ ٤/ النساء: ١٣٧۔ ❹ ١٢/ یوسف: ٥٢۔

((قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''چچا جان! لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے! میں آپ کے لیے قیامت کے دن یہ کلمہ کہنے کی شہادت دوں گا۔''

اس کے جواب میں ابو طالب رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے:

لَوْ لَا أَنْ تُعَيِّرَنِي قُرَيْشٌ، يَقُوْلُوْنَ، إِنَّمَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزَعُ، لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ. ❶

بھتیجے! اگر مجھے قریش کی طعنہ زنی کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ گھبراہٹ نے ابو طالب کو ''لا الہ الا اللہ'' کہنے پر مجبور کر دیا تو میں یہ کلمہ کہہ کر تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیتا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴾ (۲۸/ القصص:۵۶)

''اے نبی (ﷺ!) جسے آپ چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے (منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتے) اللہ ہی ہے جو جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔''

صحابہ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اپنے چچا کے کیا کام آسکے کہ وہ تو آپ کی حفاظت کے لیے چار دیواری بن جایا کرتے تھے اور آپ کی وجہ سے آپ کے ستانے والوں پر غضب ناک ہوا کرتے تھے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَّارٍ وَلَوْ لَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ))

''وہ جہنم کی اس جگہ میں جہاں آگ ٹخنوں تک ہی رہتی ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو

❶ صحيح مسلم، الايمان، باب الدليل على صحة إسلام من حضرة الموت...... الخ: ۴۲/ ۲۵؛ صحيح بخاري: ۱۳۶۰۔

وہ جہنم کے سب سے نچلے حصے میں ہوتے۔"

ایک روایت میں ہے کہ "انہیں آگ کی جوتی پہنائی جائے گی جس سے دماغ ہنڈیا کی طرح ابلے گا۔" ❶

رسول اللہ ﷺ تو صرف راستہ ہی دکھاتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ وَإِنَّكَ لَتَهْدِيٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴾ ❷

"اور بلاشبہ آپ تو صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرماتے ہیں۔"

❹ آیت مذکورہ کا دوسرا جز وصراطِ مستقیم ہے۔ اگر چہ ہر گروہ اور شخص اپنے آپ کو صراط مستقیم سیدھے راستے پر سمجھتا ہے جبکہ حقیقت ایسی نہیں:

﴿ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴾ ❸

"ہر گروہ اسی چیز پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔"

حق اور صراط مستقیم کیا ہے ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَءَامَنُوا۟ بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ﴾ ❹

"اور ایمان لاؤ اس چیز پر جو محمد پر نازل کی گئی ہے وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے۔"

اور محمد کریم ﷺ پر کیا نازل ہوا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ ﴾ ❺

"اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب (قرآن) اور حکمت (حدیث) نازل فرمائی ہے۔"

معلوم ہوا صراط مستقیم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین پر اتباع کا نام ہے۔

﴿ فَمَاذَا بَعْدَ ٱلْحَقِّ إِلَّا ٱلضَّلَٰلُ ﴾ ❻

"پس حق کے بعد جو کچھ بھی ہے وہ گمراہی ہے۔"

❺ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی اپنی اور اپنے رسول جناب محمد ﷺ کی پیروی کو ہی

---

❶ صحيح بخاري، مناقب الأنصار، باب قصة ابي طالب: ٣٨٨٣، ٣٨٨٥۔

❷ ٤٢/ الشورىٰ: ٥٢۔ ❸ ٣٠/ الروم: ٣٢۔ ❹ ٤٧/ محمد: ٢۔

❺ ٤/ النساء: ١١٣۔ ❻ ١٠/ يونس: ٣٢۔

صراط مستقیم کہا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ ❶

''جس نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا (یعنی اللہ کی توحید اور اس کے دین پر قائم رہا) اس کو صراطِ مستقیم کی ہدایت مل گئی۔''

﴿ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴾ ❷

''اللہ کی عبادت کرتے رہو، یہی صراط مستقیم ہے۔''

﴿ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ڼ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴾ ❸

''میری عبادت کرتے رہو، یہی صراط مستقیم ہے۔''

﴿ وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴾ ❹

''(اے رسول ﷺ کہہ دیجیے) میری پیروی کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے۔''

رسول اللہ کی پیروی کیوں کرنی ہے اس لیے:

﴿ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ ❺

''(اے رسول ﷺ) کہہ دیجیے! بلا شبہ میرے رب نے مجھے صراط مستقیم کی ہدایت دی ہے (یعنی) سیدھے دین کی۔''

❻ یہاں ایک بات اور ذہن نشین کرلیں کہ صراط مستقیم کی محدثین نے کئی تفسیریں کی ہیں۔ کہ اس سے کیا مراد ہے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم کے کئی معنی مراد ہیں۔ اس سے مراد، اسلام ہے۔ قرآن وسنت ہے۔ حق مراد ہے۔ الغرض قرآن مجید میں صراطِ مستقیم کے لیے یہ تمام معنی ومفہوم درست ہیں جیسا کہ کلام پیچھے گزر چکی ہے البتہ ایک مثال بیان کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے خود ذکر فرمائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَعَلٰى كَتِفَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ

❶ ۳/ آل عمران: ۱۰۱۔ ❷ ۳/ آل عمران: ۵۱۔ ❸ ۳۶/ یٰسین: ۶۱۔
❹ ۴۳/ الزخرف: ۶۱۔ ❺ ۶/ الانعام: ۱۶۱۔

فِيهِمَا أَبْوَابٌ مُّفَتَّحَةٌ وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُورٌ مُّرْخَاةٌ وَعَلَى الصِّرَاطِ دَاعٍ يَدْعُو يَقُولُ: يَآأَيُّهَا النَّاسُ اسْلُكُوا الصِّرَاطَ جَمِيعًا وَلَا تَعْوَجُوا وَدَاعٍ يَدْعُو عَلَى الصِّرَاطِ فَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ فَتْحَ شَيْءٍ مِّنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ قَالَ: وَيْلَكَ لَا تَفْتَحْهُ فَإِنَّكَ إِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ، فَالصِّرَاطُ الْإِسْلَامُ وَالسُّتُورُ حُدُودُ اللّٰهِ وَالْأَبْوَابُ الْمُفَتَّحَةُ مَحَارِمُ اللّٰهِ وَالدَّاعِي الَّذِي عَلٰى رَأْسِ الصِّرَاطِ كِتَابُ اللّٰهِ وَالدَّاعِي مِنْ فَوْقٍ وَاعِظُ اللّٰهِ يُذَكِّرُ فِي قَلْبِ كُلِّ مُسْلِمٍ)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مثال (اس طرح) بیان کی ہے (کہ وہ ایک سیدھا راستہ ہے) راستہ کے دونوں جانب دو دیواریں ہیں جن میں کھلے ہوئے کئی دروازے ہیں ان دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے ہیں، راستے (کے دروازے) پر ایک پکارنے والا پکار رہا ہے، وہ کہہ رہا ہے، اے لوگو! اس راستہ میں سب اکٹھے داخل ہو جاؤ اور (اِدھر اُدھر) نہ مڑو۔ راستہ کے اوپر (کی طرف) ایک اور پکارنے والا پکار رہا ہے، جب تم میں سے کوئی ان دروازوں کے کسی پردہ کو کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے تمہاری خرابی ہو۔ اسے نہ کھولنا۔ اگر تم نے اسے کھولا تو تم اس میں (ضرور) داخل ہو جاؤ گے (سنو) وہ راستہ ''اسلام'' ہے وہ پردے (یا دیواریں) اللہ کی حدیں ہیں۔ وہ کھلے ہوئے دروازے اللہ کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ راستہ کے سرے پر جو پکارنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور راستہ کے اوپر کی طرف پکارنے والا ہے وہ اللہ کا واعظ ہے جو ہر مسلم کے قلب میں نصیحت کرتا رہتا ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَطًّا ثُمَّ خَطَّ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ خُطُوطًا ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا سَبِيلُ اللّٰهِ وَهٰذِهِ السُّبُلُ عَلٰى كُلِّ سَبِيلٍ

[1] مستدرك حاكم: ۱/ ۷۳؛ بلوغ الامانی: ۱/ ۸۳، صحيح على شرط مسلم؛ مسند احمد: ۱/ ۸۳۔

مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ وَقَرَأَ ﴿ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ﴾)) (٦/ الانعام:١٥٣) ❶

رسول اللہ ﷺ نے ہمارے (سمجھانے کے) لیے ایک خط (لکیر کھینچی) کھینچا پھر فرمایا: ''یہ اللہ کا راستہ ہے۔'' پھر اس کے دائیں اور بائیں چند خطوط کھینچے اور فرمایا: ''یہ (شیطان کے) راستے ہیں۔ ان میں سے ہر راستہ پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ﴾

''بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے۔ سب اس کی پیروی کرو اور ان راستوں پر نہ چلنا ورنہ تم اللہ کے راستے سے علیحدہ ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں کا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

❼ اللہ اور اس کے رسول کے راستے کو چھوڑ کر اپنے آباؤ اجداد اور اماموں، پیروں فقیروں کے راستے پر چلنے والے صراط مستقیم پر نہیں، غور کریں۔

❽ اس مضمون کا تفصیل سے مطالعہ کا شوقین استاد محترم کی کتاب ''فصل الخطاب فی تفسیر فاتحة الکتاب'' کا مطالعہ کریں۔ (از حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ)

❾ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ صراط مستقیم قرآن وسنت اور وہ راستہ ہے جس پر نبی ﷺ اور صحابہ کرام تھے۔ باقی سب راستے گمراہی اور ذلت کی طرف جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری امت پر ایک وقت آئے گا کہ یہ بنی اسرائیل کی طرح کے ہی کام کرنے شروع کر دیں گے حتی کہ جوتی کے تسمہ کے برابر بھی فرق نہ رہے گا اگر بنی اسرائیل کے لوگوں نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا تھا تو یہ بھی اس سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ بنی اسرائیل میں (۷۲) فرقے تھے اور میری امت (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں صرف ایک ہی جنتی ہوگا باقی سب جہنمی ہوں گے۔'' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کونسا

❶ مستدرك حاكم، ٢/ ٢٣٨؛ مرعاة المفاتيح: ١/ ٢٦٥، سنده صحيح۔

گروہ ہوگا جو سچا، حق پر ہوگا اور جنتی ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ)) ❶

''وہی راستہ کہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ)) ❷

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب (قرآن) اور اس کے رسول کی (حدیث) سنت ہے۔''

⑩ جس طرح ہر کالی چیز کوئلہ نہیں، ہر چمکنے والی چیز سونے کی نہیں ہوتی، ہر پھول گلاب کا نہیں ہوتا۔ ہر پانی آبِ زم زم نہیں ہوتا۔ ہر سفید چیز چاندی نہیں ہوتی اور ہر کالا کوٹھا بیت اللہ نہیں ہوتا ایسے ہر راہ صراط مستقیم نہیں ہوتی۔ (بقول پروفیسر عبدالرزاق ساجد حفظہ اللہ)

اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

❶ جامع الترمذی، الایمان، باب ماجاء فی افتراق هذه الأمة: ٢٦٤١۔

❷ المؤطا لإمام مالك۔

انعام یافتہ لوگ

﴿ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴾ ❶

''ان لوگوں کی راہ (دکھا) جن پر تو نے انعام کیا۔ ان کی نہیں جن پر غضب کیا اور نہ گمراہوں کی۔''

فوائد:

❶ سورۂ فاتحہ کی سابقہ آیت میں صراط مستقیم کی دعا کی گئی ہے اور اب اس آیت میں اس صراط مستقیم پر چلنے والے لوگوں کا تذکرہ ہے اور ان کی رفاقت کی دعا ہے کہ اے اللہ! ہمیں منعم علیھم میں شامل فرمادے اور یہ منعم علیھم کون لوگ ہیں۔

❷ سب سے پہلے تو منعم علیھم لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے مالا مال کیا یہ سب سے بڑی اللہ کی نعمت ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ﴾ ❷

''اے ایمان والو! اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر ہیں۔''

﴿ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ﴾ ❸

''اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔ پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا (اور تمہیں ایمان کی دولت سے نواز دیا)۔''

مزید وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی فرماتے ہیں:

❶ ١/ الفاتحة: ٧۔ ❷ ٣٣/ الاحزاب: ٩۔ ❸ ٣/ آل عمران: ١٠٣۔

﴿ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ [1]

''اپنے مسلمان ہونے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اپنے مسلمان ہونے کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ بلکہ رسول اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو۔''

3 اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منعم علیھم ''جن پر اللہ کا خصوصی انعام ہوا'' کا خاص طور سے ذکر کرتے ہوئے چار قسم کے لوگ شمار فرمائے:

انبیاء، صدیقین، شہداء اور صلحاء۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴾ [2]

''اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ بہترین ساتھی ہیں۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ آیت سنی کہ بہترین رفاقت انبیاء، شہداء اور صدیقین اور صلحاء کی ہے تو پھر اس کے لیے تڑپ بھی دیکھیں۔ آیئے دیکھتے ہیں انبیاء کی رفاقت کیسے ملتی ہے۔

4 حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کا خادم تھا میں آپ کے لیے وضو کا پانی لاتا آپ کی دیگر ضروریات کا سامان پیش کرتا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا: ''ربیعہ! کچھ مانگ لو۔'' میں نے کہا:

اَسْاَلُكَ مَرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ.

میں جنت میں آپ کی رفاقت کا طلبگار ہوں۔

---

1 ٤٩/ الحجرات: ١٧۔ 2 ٤/ النساء: ٦٩، ٧٠۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ اس کے علاوہ زید بھی (مانگ لو)۔'' میں نے عرض کیا سب یہی مطوب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَأَعِنِّي عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ)) ❶

''تو پھر اپنے مطلب کے حصول کے لیے کثرت سجود سے میری مدد کرو۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دوران ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ صرف سات انصاریوں اور دو قریشیوں کے ساتھ سارے لشکر سے علیحدہ ہو گئے تو کافروں نے آپ (کو قتل کرنے کے لیے) زبردست ہجوم کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ أَوْ هُوَ رَفِيْقِي فِي الْجَنَّةِ))

''کون ان کافروں کو ہم سے دور کرے گا، اس کے لیے جنت ہے یا (فرمایا) وہ جنت میں میرا رفیق (پڑوسی) ہوگا۔''

انصار میں سے ایک نوجوان آگے بڑھا اور لڑتا لڑتا شہید ہو گیا پھر کفار کا لشکر آپ پر چڑھ دوڑا تو آپ نے وہی الفاظ دہرائے، چنانچہ پھر ایک انصاری نوجوان بڑھا اور درجہ شہادت پر فائز ہو گیا ایسے ہی کئی صحابی باری باری شہید ہو گئے۔ ❷

ایک اور صحابی جو رفاقت رسول کی تمنا ظاہر کرتا ہے تو اللہ نے قانون بنا دیا کہ انبیا کا ساتھ چاہتے تو پھر کیا کرنا ہوگا۔

ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو اپنی جان و مال، اہل و عیال سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں جب میں اپنے گھر میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہوتا ہوں اور شوق زیارت بے قرار کرتا ہے۔ تو دوڑا دوڑا آپ کے پاس چلا آتا ہوں آپ ﷺ کا دیدار کر کے سکون حاصل کر لیتا ہوں۔

وَإِذَا ذَكَرْتُ مَوْتِيْ وَمَوْتَكَ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَإِنْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيْتُ أَنْ لَّا أَرَاكَ.

---

❶ صحيح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه: ٤٨٩؛ ابو داود: ١٣٢٠؛ بيهقى: ٤٨٦/٢؛ ترمذى: ٣٤١٦۔ ❷ صحيح مسلم، الجهاد، باب غزوة احد: ٤٦٤١۔

اور جب میں اپنی اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ آپ تو انبیا کے ساتھ اعلیٰ ترین درجات میں ہوں گے۔ میں جنت میں گیا بھی تو آپ تک نہ پہنچ سکوں گا اور آپ کے دیدار سے محروم رہوں گا۔ یہ سوچ کر بے چین ہو جاتا ہوں۔ (اس پر اللہ تعالیٰ اپنے سچے اور حب رسول رکھنے والے بندے کو خبر دے دی کہ اگر تم واقعی رفاقت رسول پانا چاہتے ہو تو پھر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے رہو۔ تمہیں انبیاء کا پڑوس ضرور ملے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی۔) ❶

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴾ ❷

''اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین جیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ)) ❸

''سچا اور امانت دار تاجر، انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

❺ منعم علیہم میں سے ایک گروہ صدیقین کا بھی ہے اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والے بھی شامل ہیں اور ہر سچا آدمی بھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴾ ❹

''اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبر پر ایمان لائے یہی اپنے پروردگار کے

---

❶ الطبرانی فی الصغیر: ٥٢؛ تفسیر ابن کثیر: ١/ ٧٧٥ یہ روایت مرسل ہے اور ابوجعفر الرازی راوی ضعیف ہے۔ ❷ ٤/ النساء: ٦٩۔

❸ جامع ترمذی، البیوع: ١٢٠٩؛ صحیح الترغیب: ١٧٨٢۔ ❹ ٥٧/ الحدید: ١٩۔

نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے ان (کے اعمال) کا صلہ ہوگا اور ان (کے ایمان) کی روشنی اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہلِ دوزخ ہیں۔"

جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے نبی ﷺ کی بلا تعمل تصدیق کی تو ان کا لقب پڑ گیا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے گھٹنا کھولے ہوئے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا: "معلوم ہوتا ہے تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔" پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ تکرار ہو گئی تھی اور اس سلسلے میں جلدی میں، میں نے ان کو سخت الفاظ کہہ دیئے، لیکن بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی چاہی۔ اب وہ مجھے معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اسی لیے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا:

((يَغْفِرُ اللّٰهُ يَا اَبَا بَكْرٍ ثَلَاثًا))

"اے ابوبکر! تمہیں اللہ معاف فرمائے۔" آپ نے تین مرتبہ یہ دعا فرمائی۔"

حضرت عمر کو بھی ندامت ہوئی اور حضرت ابو بکر کے گھر پہنچے اور پوچھا کیا ابوبکر گھر پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں۔ تو آپ بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آپ کا چہرہ مبارک غصہ سے بدل گیا اور ابو بکر ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے، اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم زیادتی میری ہی طرف سے تھی، دو مرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا تھا اور تم لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو لیکن ((قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ صَدَقْتَ)) "ابوبکر نے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعے انہوں نے میری مدد کی تھی۔ تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟" آپ نے دو دفعہ یہی فرمایا۔ آپ کے یہ فرمانے کے بعد پھر ابو بکر کو کسی

نے نہیں ستایا۔ ❶

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچے کو بھی صدیق کہتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا)) ❷

''سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ کہتا رہتا ہے اور سچ کہنے کی پوری کوشش کرتا ہے یہاں تک اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔''

❻ منعم علیھم میں ایک گروہ شہداء کا بھی ہے شہید کا بنیادی معنی گواہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے والے کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ اپنے ایمان کی صداقت پر اپنی زندگی کے پورے طرزِ عمل سے شہادت دیتا ہے حتی کہ اپنی جان دے کر یہ ثابت کر دیتا ہے کہ وہ جس چیز پر ایمان لایا تھا اسے فی الواقع درست سمجھتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر مقام شہید کو دیا ہے اور انہیں موت کے بعد ایک ایسی زندگی دی ہے جس میں وہ اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

شہید کی عظمت وفضیلت کا بیان پڑھنے کے لیے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۵۴ کا مطالعہ کریں۔

کھیل کوئی نہ عمر بھر کھیلے
ہم جو کھیلے تو جان پر کھیلے

---

❶ صحيح بخاري، فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب ان لم تجديني فاتي ابا بكر: ٣٦٦١، ٤٦٤٠۔

❷ صحيح مسلم، البر والصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله: ٢٦٠٧؛ صحيح بخاري: ٦٠٩٤۔

❼ منعم علیھم میں ایک گروہ صالحین (نیک لوگوں) کا بھی ہے عمل صالح کرنے والے کو صالحین کہتے ہیں اور جو نیک عمل کرتا ہے حقیقت میں وہی خسارے سے بچنے والا اور کامیاب ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ ﴾ ❶

''زمانے کی قسم! (یا عصر کے وقت کی قسم) کہ بے شک ہر انسان یقیناً گھاٹے (خسارے) میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔''

نیز نیک اور صالح اعمال کرنے والوں کو جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔

﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ ﴾ ❷

''جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اور اچھے اچھے کام کیے ہیں یہی لوگ جنتی ہیں اور ہمیشہ جنت میں ہی رہیں گے۔''

یقین محکم، عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

---

❶ ۱۰۳/ العصر: ۱، ۳۔ ❷ ۲/ البقرۃ: ۸۲۔

مغضوب علیہم لوگ

﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴾ ①

"(اوران کا راستہ نہ دکھا کہ) جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ہی گمراہوں کا۔"

فوائد:

① سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنے والا اللہ کے انعام یافتہ لوگوں کا راستہ طلب کرنے کی دعا کرتا ہے اور جن پر اللہ کی ناراضگی ہوئی یا جو راہِ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں ان سے دوری کی دعا کرتا ہے۔ آیت مبارکہ میں اللہ نے مغضوب علیہم یہودیوں اور گمراہ عیسائیوں کو کہا۔ جیسا کہ حضرت عدی بن حاتم کی روایت میں ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس (مدینہ) میں آیا۔ وہ اس وقت مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ عدی بن حاتم ہے جو بغیر کسی کی امان یا تحریر کے آیا ہے۔ چنانچہ مجھے پکڑ کر آپ ﷺ کے پاس لے گئے آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے پہلے آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کو خبر دے چکے تھے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عدی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دے گا۔ پھر آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور میں آپ کے ساتھ تھا (راستہ میں) ہمیں ایک عورت اور اس کا بچہ ملے۔ وہ آپ سے کہنے لگے ہمیں آپ سے کچھ کام ہے۔ چنانچہ آپ ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ان کا کام پورا کیا پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر تشریف لائے، ایک لڑکی نے آپ ﷺ کے لیے بچھونا بچھایا۔ آپ اس پر بیٹھ گئے اور میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر مجھے کہا: "وہ کونسی بات ہے جو تمہیں "لا الٰہ الا اللہ" کہنے سے باز رکھتی ہے۔ کیا تم اللہ کے سوا کوئی اور اِلٰہ جانتے ہو؟" میں نے کہا نہیں، پھر آپ ﷺ نے کچھ دیر باتیں کیں پھر پوچھا: "تمہیں اللہ اکبر کہنے سے کون سی چیز دور رکھتی ہے۔ کیا اللہ سے کسی بڑی چیز کو تم جانتے ہو؟"

① ۲/ الفاتحۃ:۷۔

میں نے کہا: نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہود پر تو اللہ تعالیٰ کا غصہ ہے اور نصاریٰ گمراہ ہیں۔'' میں نے کہا کہ میں تو یکطرفہ مسلمان ہوتا ہوں پھر میں نے آپ ﷺ کے چہرے پر فرحت وانبساط دیکھی۔ پھر آپ نے میرے بارے میں حکم دیا اور میں ایک انصاری کے ہاں مقیم ہوا۔ اب میں روزانہ صبح وشام آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا کرتا۔ ❶

❷ یہودی حضرت ابراہیم کے لیے سیدنا اسحاق کی نسل سے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام (جنہیں اسرائیل بمعنی عبداللہ لقب دیا گیا ہے) کی نسل میں کئی نبی اس قوم کی طرف مبعوث ہوئے کہا جاتا ہے کہ تقریباً چار ہزار کے قریب نبی بنی اسرائیل کی طرف آئے جن میں معروف حضرت اسحاق، یعقوب، شموئیل، داؤد، سلیمان، طالوت، زکریا، یحییٰ، موسیٰ، ھارون، یوشع علیہم السلام جیسے نبی اسی قوم کی اصلاح کے لیے مبعوث کیے گئے لیکن انہوں نے بعض انبیاء کو مانا، بعض کا انکار کیا اور بعض کو قتل کر دیا۔ جس کی وجہ سے اللہ کے غضب کا شکار ہو گئے۔

چنانچہ یہودیوں میں سبھی لوگ ایسے نہ تھے بلکہ بعض حق کے متلاشی بھی تھے جنہوں نے حق کو پالیا اور اللہ سے دوہرے اجر کے مستحق ٹھہرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا﴾ ❷

''جس کو ہم نے اس سے پہلے کتاب عنایت فرمائی (یہود ونصاریٰ) وہ تو اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں (یعنی قرآن پر) اور جب اس کی آیتیں ان کے پاس پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کے ہمارے ربّ کی طرف سے حق ہونے پر ہمارا ایمان ہے ہم تو اس سے پہلے ہی مسلمان ہیں۔ یہ اپنے کیے

❶ جامع الترمذي، التفسير سورة الفاتحة: ۲۹۵۳؛ ابن حبان: ۷۲۰۶؛ طبراني: ۱۷/ ۲۳۷ شیخ البانی نے اسے حسن درجہ کی روایت شمار کیا ہے۔

❷ ۲۸/ القصص: ۵۲، ۵۴۔

ہوئے صبر کے بدلے دوہرا دوہرا اجر دیئے جائیں گے۔"

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین بندے ایسے ہیں جنہیں دوگنا اجر ملے گا:

((رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ))

"اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) میں سے ایسا بندہ جو پہلے اپنے نبی پر ایمان لایا پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔"

((وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ تَعَالَى وَحَقَّ مَوَالِيهِ))

"ایسا غلام جو اپنے رب کا بھی حق ادا کرتا ہے اور اپنے مالک کا بھی۔"

((وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ)) [1]

"ایسا شخص جس کے پاس لونڈی تھی اس نے اس کو ادب سکھایا، اس کو مہذب بنایا اور اس کو تعلیم دلوائی اور اچھی تعلیم دلوائی پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لی اس کو بھی دوہرا اجر ملے گا۔"

③ یہود پر اللہ کی ناراضگی اور اس کا غضب اس لیے ہوا کہ یہ لوگ بہت سی برائیوں کے مرتکب ہو گئے تھے۔ ہم یہاں چند ایک کا ذکر کرتے ہیں:

① انبیاء کا قتل اور انہیں جھٹلانا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝ ﴾ [2]

"اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور ان کے پیچھے یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور عیسیٰ بن مریم کو کھلے نشانات بخشے اور روح القدس (یعنی جبریل) سے ان کو مدد دی۔ تو جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آیا جن کو

---

[1] صحیح بخاری، العلم، باب تعلیم الرجل واهله: ٩٧۔ [2] ٢/ البقرة: ٨٧۔

تمہارا جی نہیں چاہتا تھا تو تم سرکش ہو جاتے رہے اور ایک گروہ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔''

﴿لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ﴾ ❶

''اللہ نے ان لوگوں کا قول سن لیا ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ فقیر ہے اور ہم امیر ہیں، یہ جو کہتے ہیں ہم اس کو لکھ لیں گے اور پیغمبروں کو جو یہ ناحق قتل کرتے رہے ہیں اس کو بھی (قلمبند کر رکھیں گے) اور (قیامت کے روز) کہیں گے کہ عذاب (آتش) سوزاں کے مزے چکھتے رہو۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

''اور یہود کہتے ہیں کہ اللہ کا ہاتھ (گردن سے) بندھا ہوا ہے (یعنی اللہ بخیل ہے) انہیں کے ہاتھ باندھے جائیں اور ایسا کہنے کے سبب ان پر لعنت ہو (اس کا ہاتھ بندھا ہوا نہیں) بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں وہ جس طرح (اور جتنا) چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور (اے محمد ﷺ!) یہ (کتاب) جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوئی اس سے اُن میں سے اکثر کی شرارت اور ان کا کفر اور بڑھے گا اور ہم نے ان میں عداوت اور بغض قیامت تک کے لیے ڈال دیا ہے یہ جب لڑائی کے لیے آگ جلاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو بجھا دیتا ہے اور یہ ملک میں فساد کے لیے دوڑے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔'' ❷

② شرک، آباء کی تقلید اور حق سے اعراض کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ

❶ ۳/ آل عمران: ۱۸۱۔ ❷ ٥/ المائدة: ٦٤۔

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ۝ ﴾ ❶

''وہ کہنے لگے کہ کیا ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے اُن کو چھوڑ دیں؟ تو اگر سچے ہو تو جس چیز سے ہمیں ڈراتے ہو اُسے لے آؤ۔ ہود نے کہا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب (کا نازل ہونا) مقرر ہو چکا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (اپنی طرف سے) رکھ لیے ہیں جن کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی تو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔''

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ۝ ﴾ ❷

''(اللہ نے فرمایا کہ) جن لوگوں نے بچھڑے کو (معبود) بنا لیا تھا ان پر اللہ کا غضب واقع ہوگا اور دنیا کی زندگی میں ذلت (نصیب ہوگی) اور ہم افتراء پردازوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کی خبر جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند سوالات کیے اور کہا میں آپ سے تین ایسی باتیں دریافت کروں گا کہ جنہیں نبی کے سوائے کوئی نہیں جانتا، سب سے پہلی قیامت کی علامت کیا ہے؟ اور سب سے پہلی غذا جسے اہل جنت کھائیں گے کیا ہے؟ اور کیا وجہ ہے کہ بچہ (کبھی) باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور (کبھی) ماں کے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبریل نے مجھے ابھی ان کا جواب بتلایا ہے۔'' ابن سلام نے کہا کہ جبریل علیہ السلام تو یہودیوں کے خصوصی دشمن ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَی الْمَغْرِبِ))

---

❶ ۷/ الاعراف: ۷۰، ۷۱۔ ❷ ۷/ الاعراف: ۱۵۲۔

''قیامت کی سب سے پہلی علامت ایک آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔''

((وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوتِ))

''اور اہل جنت کی سب سے پہلی غذا مچھلی کی کلیجی کا ٹکڑا ہوگا۔''

((وَأَمَّا الْوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ))

''اور رہا بچے کا معاملہ تو جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب آجائے تو بچہ باپ کی صورت پر ہوتا ہے اور اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب آجائے تو بچہ عورت کا مشابہ ہوتا ہے۔''

انہوں نے کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (پھر) کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہودی بڑی افترا پرداز قوم ہے میرے اسلام لانے کا انہیں علم ہونے سے پہلے آپ ان سے میرے بارے میں دریافت کیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے (یہود کو بلوا بھیجا جب وہ آگئے تو آپ نے یہ) فرمایا: ''عبداللہ بن سلام تم میں کیسے آدمی ہیں؟'' انہوں نے جواب دیا ہم میں سب سے بہتر اور بہترین آدمی کے لڑکے، ہم میں سب سے افضل اور افضل کے لڑکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بتاؤ تو اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائیں تو کیا تم بھی ہو جاؤ گے؟'' انہوں نے کہا اللہ انہیں اس سے محفوظ رکھے، آپ ﷺ نے دوبارہ یہی فرمایا تو انہوں نے وہی جواب دیا پھر عبداللہ بن سلام ان کے سامنے (باہر) نکل آئے اور کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ تو یہودیوں نے کہا یہ ہم میں سب سے بدتر اور بدتر کی اولاد ہیں اور ان کی برائیاں بیان کرنے لگے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ان سے اسی بات کا اندیشہ تھا۔ [1]

③ آیات الٰہیہ کا کفر اور نافرمانی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوٓا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ

[1] صحیح بخاری، مناقب الانصار: ۳۹۳۸۔

وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ ﴾ ❶

''یہ جہاں نظر آئیں گے ذلت (کو دیکھو گے کہ) اُن پر چمٹ رہی ہے، بجز اس کے کہ یہ اللہ اور (مسلمان) لوگوں کو پناہ میں آجائیں اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے غضب میں گرفتار ہیں اور ناداری اُن سے لپٹ رہی ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور (اُس کے) پیغمبروں کو ناحق قتل کر دیتے تھے، یہ اس لیے کہ یہ نافرمانی کیے جاتے اور حد سے بڑھے جاتے تھے۔''

﴿ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَـﭟ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ﴾ ❷

''اور تاکہ ان منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو عذاب دے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں دراصل انہیں پر برائی کا پھیرا ہے۔ اللہ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لیے دوزخ تیار کی اور وہ (بہت) بری لوٹنے کی جگہ ہے۔''

⑤ ناشکری۔

﴿ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ ﴾ ❸

''اے آلِ یعقوب! ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور تورات دینے کے لیے تم سے کوہِ طور کی داہنی طرف مقرر کی اور تم پر من اور سلویٰ نازل

❶ ۳/ آل عمران: ۱۱۲۔ ❷ ۱۶/ النحل: ۱۰۶۔ ❸ ۲۰/ طٰہٰ: ۸۰، ۸۱۔

کیا (اور حکم دیا کہ) جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس میں حد سے نہ نکلنا ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔"

⑥ ناحق قتل وغارت

﴿ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا۝ ﴾ ❶

"اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لیے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

⑦ جہاد سے فراری

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ۝ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۝ ﴾ ❷

"اے اہلِ ایمان! جب میدانِ جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو اُن سے پیٹھ نہ پھیرنا اور جو شخص جنگ کے روز اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لیے کنارے کنارے چلے (یعنی حکمتِ عملی سے دشمن کو مارے) یا اپنی فوج میں جا ملنا چاہے (اور جو ان سے پیٹھ پھیرے گا تو سمجھو کہ) وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گیا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔"

﴿ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۝ ﴾ ❸

"وہ بولے کہ اے موسیٰ! جب تک وہ لوگ وہاں ہیں ہم کبھی وہاں نہیں جا سکتے (اگر ضرور لڑنا ہی ہے) تو تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔"

---

❶ ٤/ النساء: ٩٣۔ ❷ ٨/ الانفال: ١٥، ١٦۔ ❸ ٥/ المائدة: ٢٤۔

⑧ آسمانی کتب میں تحریف (لغوی اور معنوی)

﴿ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۝ ﴾ ❶

''تو ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے (پھر) ان پر افسوس ہے اس لیے کہ ایسے کام کرتے ہیں۔''

﴿ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِۦ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَٰعِنَا لَيًّۢا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ ﴾ ❷

''اور یہ جو یہودی ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو اُن کے مقامات سے بدل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نہیں مانا اور سنیے اور نہ سنوائے جاؤ اور زبان کو مروڑ کر اور دین میں طعن کی راہ سے (تم سے گفتگو کے وقت) راعنا کہتے ہیں اور اگر (یوں) کہتے کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور (صرف) اِسمع اور (راعنا کی جگہ) اُنظُرنَا (کہتے) تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی بہت درست ہوتی لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے پس نہیں ایمان لاتے مگر تھوڑے۔''

⑨ انبیاء کو اولادِ الٰہی کہنا اور علماء کو رب کا درجہ دینا۔

﴿ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ

❶ ۲/ البقرة: ۷۹۔ ❷ ٤/ النساء: ٤٦۔

سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴾ ❶

''اور یہود کہتے ہیں کہ عزیز اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں، پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کہا کرتے تھے یہ بھی انہیں کی ریس کرنے لگے ہیں، اللہ ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں، انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا معبود بنا لیا حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کیے بغیر رہنے کا نہیں۔ اگرچہ کافروں کو برا ہی لگے۔''

⑩ جھوٹ اور سود خوری

﴿ سَمّٰعُوۡنَ لِلۡكَذِبِ اَكّٰلُوۡنَ لِلسُّحۡتِ ؕ فَاِنۡ جَآءُوۡكَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ ۚ وَاِنۡ تُعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ فَلَنۡ يَّضُرُّوۡكَ شَيۡـًٔا ؕ وَاِنۡ حَكَمۡتَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ﴾ ❷

''(یہ) جھوٹی باتیں بنانے کے لیے جاسوسی کرنے والے (رشوت کا) حرام مال کھانے والے ہیں۔ اگر یہ تمہارے پاس (کوئی مقدمہ فیصلہ کرانے کو) آئیں تو تم ان میں فیصلہ کر دینا یا اعراض کرنا اور اگر ان سے اعراض کرو گے تو وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے اور اگر فیصلہ کرنا چاہو تو انصاف کا فیصلہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

﴿ فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ وَبِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَثِيۡرًا ۙ‏ وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴾ ❸

''جو نفیس چیزیں ان کے لیے حلال کی گئی تھیں وہ ہم نے ان پر حرام کر دیں ان

---

❶ ٩/ التوبة: ٣٠، ٣١۔ ❷ ٥/ المائدة: ٤٢۔ ❸ ٤/ النساء: ١٦٠، ١٦١۔

کے ظلم کے باعث، اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے اکثر لوگوں کو روکنے کے باعث، اور سود جس سے منع کیے گئے تھے اسے لینے کے باعث اور لوگوں کا مال ناحق مار کھانے کے باعث اور ان میں جو کفار ہیں ہم نے ان کے لیے المناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔"

⑪ دین کا مذاق اڑانا

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [1]

"اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابیں دی گئی تھیں ان کو اور کافروں کو جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ اور مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو۔"

⑫ وعدے، عہد توڑ دینا۔

﴿فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِم بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [2]

"(لیکن انہوں نے عہد کو توڑ ڈالا) تو ان کے عہد توڑ دینے اور اللہ کی آیتوں سے کفر کرنے اور انبیاء کو ناحق مار ڈالنے اور یہ کہنے کے سبب کہ ہمارے دلوں پر پردے (پڑے ہوئے) ہیں (اللہ نے ان کو مردود کر دیا اور ان کے دلوں پر پردے نہیں ہیں) بلکہ ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر مہر کر دی ہے تو یہ ایمان لاتے ہیں۔"

﴿الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ﴾ [3]

[1] ٥/ المائدة: ٥٧۔ [2] ٤/ النساء: ١٥٥۔ [3] ٨/ الانفال: ٥٦۔

''جن لوگوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (اللہ سے) نہیں ڈرتے۔''

⑬ حسد وعناد کرنا۔

﴿ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ ❶

''بہت سے اہلِ کتاب اپنے دل کی جلن سے یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لا چکنے کے بعد تم کو پھر کافر بنا دیں حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے تو تم معاف کر دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا (دوسرا) حکم بھیجے بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔''

⑭ حق چھپانا

﴿ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ ❷

''اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ۔''

⑮ منافقت اختیار کرنا۔

﴿ وَقَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴾ ❸

''اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اس کے آخر میں انکار کر دیا کرو تا کہ وہ (اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں۔''

⑯ انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ اور میلے کی جگہ بنانا۔

بزرگوں کی قبروں پر مسجد بنانا یہود ونصاریٰ کی عادت ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ نیز آپ نے تصویر کشی کو حرام فرما کر بت پرستی کی جڑ کاٹ دی ہے۔

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۱۰۹۔ ❷ ۲/ البقرۃ: ٤٢۔ ❸ ۳/ آل عمران: ۷۲۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا)) [1]

''یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔''

---

[1] صحیح بخاری، الجنائز، باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور: ۱۳۳۰۔

گمراہ لوگ

﴿ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۧ ﴾ ❶

''ان لوگوں کی راہ (دکھا) جن پر تو نے انعام کیا۔ ان کی نہیں جن پر تیرا غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔''

فوائد:

❶ اللہ تعالیٰ نے یہود کو مغضوب علیہم اور نصاریٰ (عیسائیوں) کو گمراہ قوم شمار کیا ہے اور یہ خود اس کا اعتراف کرتے تھے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل جو کہ دین خالص کی تلاش میں اپنے ساتھیوں سمیت نکلے اور ملک شام میں آئے تو ان سے یہودیوں نے کہا کہ آپ ہمارے دین میں تب تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک غضب الٰہی کا کچھ حصہ نہ پا لیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس سے بچنے کے لیے تو دین حق کی تلاش میں نکلے ہیں پھر اسے کیسے قبول کریں؟ چنانچہ پھر وہ عیسائیوں سے ملے انہوں نے کہا، جب تک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مزہ نہ چکھ لو تب تک آپ ہمارے دین میں نہیں آ سکتے۔ انہوں نے کہا ہم یہ بھی نہیں کر سکتے چنانچہ وہ اپنی فطرت پر ہی رہے بتوں کی پوجا اور قوم کا دین چھوڑ دیا لیکن یہودیت یا نصرانیت اختیار نہ کی۔ البتہ اس کے ساتھیوں نے عیسائیت کو قبول کر لیا۔ ❷

❷ احباب گرامی یہاں ایک بات ذہن نشین کریں کہ یہود نے انبیاء کے ساتھ بدتمیزی کی۔ اللہ کے آئے انبیاء کا انکار کیا اور کئی کو تو قتل ہی کر دیا۔ جس کے سبب اس اجڈ قوم نے اللہ کی ناراضگی کو مول لے لیا۔ دوسری طرف نصاریٰ محبت اور عقیدت کے اندر بہت آگے نکل گئے اور راہ راست سے بہک گئے اور پیار اور محبت میں اتنا غلو کیا کہ انبیاء کو اللہ کا بیٹا کہنے لگے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ ١/ الفاتحة: ٧۔ ❷ تفسیر ابن کثیر، ١/ ٧٠۔

﴿ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ﴾ ❶

''عیسائیوں نے کہا عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں۔''

یہ محبت غلو والی تھی جو انہیں گمراہی کے راستے تک لے گئی۔ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ محبت اور عقیدت کو بھی شریعت کی زنجیریں پہنائی جانی چاہییں۔ انسان کو شریعت کے آداب کا پتہ ہونا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ محبت میں، عقیدت میں، نعت گوئی میں اور قوالی میں، نعرے مارتے مارتے، اتنا آگے نکل جائے کہ پتہ چلے کہ آگے جوتے پڑنے والے ہیں کہ میاں یہاں کہاں آگئے ہو۔ ❷

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا اَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ)) ❸

''میری شان وشوکت کو اس طرح نہ بڑھا چڑھا کے بیان کرنا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ کی شان بیان کی (حتی کہ عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا ہی بنا دیا) میں تو ایک اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔''

مولانا حالی رحمۃ اللہ علیہ مرحوم نے اس حدیث کا ترجمہ یوں نقل فرمایا ہے:

تم اوروں کی مانند دھوکہ نہ کھانا
کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
میری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا
بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا
سب انسان ہیں جس طرح واں سرفگندہ
اس طرح ہوں میں بھی ایک اس کا بندہ

❸ راہِ راست سے ہٹنا گمراہی اور ضلالت ہے تاہم چند خاص لوگوں کا تذکرہ بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے جو گمراہ ہیں، جیسا کہ مولانا پروفیسر عبدالستار حامد حفظہ اللہ نے اپنی کتاب

❶ ۹/ التوبة: ۳۰۔ ❷ نور الهدیٰ، ۱/ ۲۱۔

❸ صحیح بخاری، احادیث الأنبیاء، باب ﴿واذكر في الكتاب مريم...الخ﴾ ۳۴۴۵۔

تفسیر سورۂ فاتحہ میں بھی ان کا ذکر کیا ہے ہم یہاں اجمالاً تذکرہ کرتے ہیں کہ قرآن نے کن لوگوں کو گمراہ شمار کیا ہے:

① کافر لوگ گمراہ قوم ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴾ ❶

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

② مشرک گمراہ قوم۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴾ ❷

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کردے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو یقیناً وہ دور کی گمراہی میں جا گرا۔''

③ اسلام دین حنیف سے مرتد ہونے والے گمراہ لوگ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴾ ❸

''جس شخص نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کر لیا، تو یقیناً وہ صراط مستقیم سے بھٹک گیا (اور گمراہی میں جا پڑا)۔''

④ بدعتی انسان گمراہی کے ایک کنارے پر پڑا ہے۔

﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ؕ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴾ ❹

---

❶ ٤/ النساء: ١٣٦۔ ❷ ٤/ النساء: ١١٦۔

❸ ٢/ البقرة: ١٠٨۔ ❹ ١٨/ الكهف: ١٠٣، ١٠٤۔

”کہہ دیجیے! کہ اگر (تم کہو تو) میں تمہیں بتا دوں کہ باعتبار اعمال سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟، وہ ہیں کہ جن کی دنیوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔“

سیدنا ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (ایک) نہایت مؤثر وعظ ارشاد فرمایا: جس سے دل ڈر گئے اور آنکھیں بہہ پڑیں ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو گویا (آخری) الوداع کہنے والے کا وعظ ہے پس آپ ہمیں وصیت فرما دیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی اور سمع وطاعت کی وصیت کرتا ہوں اگر چہ تم پر حبشی غلام ہی کیوں نہ مقرر ہو جائے (یاد رکھو!) جو تم میں میرے بعد زندہ رہے گا ضرور اختلاف دیکھے گا۔“

((فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ❶

”پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑنا، ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑنا دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے اجتناب کرنا اس لیے کہ ہر نیا کام گمراہی ہے۔“ ❷

⑤ کافروں سے دوستی رکھنے والے گمراہ قوم ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾ ❸

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے اور (خود) اپنے دشمنوں کو اپنا دوست

---

❶ سنن ابی داود، السنة، باب لزوم السنة: ٤٦٠٧؛ سنن الترمذی: ٢٦٧٦۔

❷ امام حاکم: ١/ ٩٥، ٩٦ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ❸ ٦٠/ الممتحنة: ١۔

نہ بناؤ۔ تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آ چکا ہے کفر کرتے ہیں۔ پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے اور میری رضامندی کی طلب میں نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو) تم ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ پوشیدہ بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا وہ یقیناً راہ راست سے بہک جائے گا۔''

⑥ دینی کاموں میں رکاوٹ ڈالنے والے گمراہ لوگ۔

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴾ ❶

''یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا، تو گمراہی میں بہت دور ہی نکل گئے ہیں۔''

⑦ رحمت الٰہی سے مایوس لوگ راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں۔

﴿ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴾ ❷

''اور اپنے رب کی رحمت سے تو صرف گمراہ ہی ناامید (مایوس) ہوتے ہیں۔''

⑧ دین کی سمجھ بوجھ حاصل نہ کرنے والے بھی گمراہ ہیں۔

﴿ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۖ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴾ ❸

''(کچھ لوگوں کے پاس) ان کے دل ہیں (مگر) اس سے سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ہیں (لیکن) ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں وہ ان سے سنتے نہیں، یہی لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ ہیں اور یہی لوگ غافل ہیں۔''

یعنی کچھ لوگوں کے پاس آنکھ، کان دل تو ہے لیکن حق کو سننے سے بہرے۔ حق کو دیکھنے

---

❶ ٤/ النساء: ١٦٧۔ ❷ ١٥/ الحجر: ٥٦۔

❸ ٧/ الاعراف: ١٧٩۔

سے اندھے اور حق کو اپنانے میں نا سمجھ ہیں۔ ہٹ دھرمی کی وجہ سے گمراہی کے کنارے پر کھڑے ہیں۔

⑨ رسول اللہ ﷺ کا نافرمان بھی گمراہ انسان ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ ﴾ [1]

"اور کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے پاس اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنا کچھ اختیار نہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ تو صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔"

[1] ۳۳/ الاحزاب: ۳۶۔

سب کہو آمین

﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ (آمین) [1]

''ان لوگوں کی (راہ) نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی، تو قبول فرما۔''

فوائد:

[1] سورۂ فاتحہ کی تکمیل کے بعد آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ آمین کہا کرتے تھے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا، سب سے پہلے آمین کے تلفظ اور معنی دیکھتے ہیں۔

[2] آمین کو تین طریقوں سے پڑھایا جاتا ہے:

① آمین ہمزہ پر مدّ کے ساتھ۔

② آمین ہمزہ کو بغیر مدّ کے۔

③ آمین ہمزہ کی مد اور میم مشدد کر کے پڑھنا۔

ان میں پہلا طریقہ راجح ہے۔

آمین کے چار معنی مستعمل ہیں:

① آمین بمعنی اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ ''اے اللہ! تو قبول فرما۔''

② آمین بمعنی رَبِّ افْعَلْ ''اے اللہ! ایسا ہی ہو۔''

③ آمین بمعنی كَذٰلِكَ فَلْيَكُنْ ''اے اللہ! ایسا ہی ہو۔''

④ آمین بمعنی اسم اللہ۔

لیکن ان چار میں پہلا معنی راجح ہے۔ [2]

[3] ابن قیم رحمہ اللہ کی زاد المعاد میں ایک روایت ہے جس کی سندی حیثیت معلوم نہیں ہو سکی کہ نبی کریم ﷺ:

---

[1] ۱/ الفاتحۃ: ۷۔ [2] فصل الخطاب فی تفسیر فاتحۃ الکتاب، ص: ۳۹۸۔

فَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ قَالَ: ((آمِيْنَ)) ❶

جب آپ ﷺ سورۂ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوتے تو آپ ﷺ کہتے: ''آمین۔''

نیز حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ: ((آمِيْنَ)) رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ. ❷

جب رسول اللہ ﷺ ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' پڑھتے تو آمین کہتے۔''

❹ آمین کہنے کا ثواب بیان کرتے ہوئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَآءِ آمِيْنَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❸

''جب تم میں سے کوئی (زمین پر) آمین کہتا ہے تو آسمان پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پس جب بندوں کی اور فرشتوں کی آمین میں موافقت ہوگی تو اللہ بندوں کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرماتے ہیں۔''

ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❹

''جب امام ''غير المغضوب عليهم ولا الضالين'' کہے تو تم کہو آمین، پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

---

❶ زاد المعاد: ۱/ ۵۲۔ ❷ سنن ابی داود، الصلاۃ، باب التامین وراء الامام (۹۳۲) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ الدار قطنی، ۱/ ۱۲۷۔

❸ صحیح بخاری، الاذان، باب فضل التامین۔

❹ صحیح بخاری، الاذان، الجماعة، باب فضل التامین: ۷۸۲؛ صحیح مسلم: ۴۱۰۔

❺ نماز میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بعد امام ومقتدی باآواز بلند آمین کہیں۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا قَرَءَ ((وَلَا الضَّآلِّيْنَ)) قَالَ: ((آمِيْنَ)) وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ. ❶

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھتے تو بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔"

ترمذی اور مسند احمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب وہ ۱۰ ہجری کو مدینہ تشریف لائے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا:

((قَرَءَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ وَقَالَ آمِيْنَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ)) ❷

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھتے تو آمین کہتے اور آواز کو خوب لمبا کرتے۔"

بیہقی کے الفاظ یہ ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَجْهَرُ بِآمِيْنَ. ❸

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے سنا کہ آپ آمین بلند آواز سے کہتے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ آمین دعا ہے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اور ان کے پیچھے مقتدیوں نے اس زور سے آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی۔ ❹

❻ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ وَعَلَى السَّلَامِ

---

❶ سنن ابی داود، الصلاۃ، باب التامین وراء الامام: ۹۳۲؛ الدارمی: ۱/ ۳۱۵ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

❷ ترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی التامین: ۲۴۸؛ احمد: ۴/ ۳۱۶ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ ❸ البیهقی فی الشعب الایمان، ۲/ ۵۸؛ احمد، ۴/ ۳۱۸۔ ❹ صحیح بخاری، الاذان والجماعة، باب جهر الامام بالتامین؛ مصنف عبدالرزاق: ۲/ ۹۷: ۲۶۷۳۔

والتَّأْمِينِ)) ❶

''یہود تم سے کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا سلام (السلام علیکم) اور آمین کہنے پر کرتے ہیں۔''

❼ آمین کے سلسلے میں دو روایتیں میں کثرت سے بیان کی جاتی ہیں جبکہ وہ سخت ضعیف ہیں:

① جب حضرت موسیٰ دعا کرتے تو ھارون علیہ السلام آمین کہتے۔ یہ روایت من گھڑت اور بے اصل ہے۔ ❷

② آمین مہر کی مانند ہے حضرت زہیر رضی اللہ عنہ سے طویل واقعہ بیان کیا جاتا ہے یہ بھی صحیح نہیں۔ ❸

❽ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن آمین۔ آمین۔ آمین کہہ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ صَعِدْتَ الْمِنْبَرَ فَقُلْتَ: ((آمِيْن، آمِيْن، آمِيْن))

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ منبر پر چڑھے اور آپ نے کہا: ''آمین، آمین، آمین (اس کی کیا وجہ ہے؟)۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا:

((مَنْ أَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفِرْ لَهُ قَدْ دَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْ آمِيْن فَقُلْتُ آمِيْنَ))

جس شخص کی زندگی میں رمضان المبارک کا مہینہ آیا اور وہ اس میں اپنی بخشش نہ کروا سکا تو وہ آگ میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور کر دے گا۔ آپ آمین کہیے۔ تو میں نے آمین کہہ دیا۔''

پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو انہوں نے کہا:

---

❶ صحيح سنن ابن ماجه، اقامة الصلاة والصفة فيها، باب الجهر بآمين: ۲۹۷؛ سنن ابن ماجه: ۸۵٦؛ الصحيحة: ٦۹۱۔ ❷ المحلى بالآثار لابن حزم: ۲/ ۲۹٦ وفتح الباری، ۲/ ۲۰۹، اس میں ابی عبداللہ راوی ضعیف ہے۔

❸ سنن ابی داود، الصلاة، باب التأمين وراء الامام کے تحت شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس کی سند میں مؤمل بن عبدالرحمٰن اور اسماعیل بن یعلی الثقفی دونوں ضعیف ہیں۔

((بَعُدَ مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ))

''جس شخص کے پاس آپ کا ذکر کیا گیا لیکن اس نے آپ پر درود نہ بھیجا اسے اللہ جنت سے دور کر دے، آپ آمین کہیے تو میں نے آمین کہہ دیا۔''

پھر جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو انہوں نے کہا:

((بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهٗ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ))

''اللہ ایسے شخص کو اپنی رحمت سے دور کر دے جس نے اپنی زندگی میں اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا۔ آپ آمین کہیے تو میں نے کہہ دیا۔'' ❶

❾ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف ماہ صفر ۴ ہجری میں ایک ستر قاریوں کا قافلہ روانہ کیا جو ان کی خواہش کے مطابق بھیجے گئے تھے۔

انہیں بنی سلیم کے حلیفوں رعل، ذکوان اور عصیہ قبیلوں نے شہید کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ ان کے خلاف قنوت نازلہ فرمائی:

قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِى الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ يَدْعُوْا عَلٰى اَحْيَاءٍ مِنْ بَنِىْ سُلَيْمٍ عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهٗ. ❷

رسول اللہ ﷺ نے متواتر ایک مہینہ ہر نماز صبح، ظہر عصر، مغرب اور عشاء میں آخری رکعت کے رکوع کے بعد بنو سلیم کے قبائل رعل، ذکوان اور عصیہ کے خلاف بددعا فرمائی اور پیچھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آمین کہتے تھے۔

❿ تو میرے لیے آمین کہنا میں تیرے لیے آمین کہوں گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ

---

❶ صحیح ابن حبان: ۲۳۷۸؛ الموارد صحیح الترغیب والترھیب، الصوم باب الترغیب فی صیام رمضان ...... : ۹۹۷؛ ابن خزیمۃ: ۱۸۸۸۔

❷ سنن ابی داود، الصلاۃ، باب القنوت فی الصلوۃ: ۱۴۴۳ شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔

احد میں کہا۔ اے سعد! تم اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس کے بعد یہ دونوں ایک گوشہ میں گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس طرح دعا مانگنی شروع کی:

اے میرے پروردگار! جب دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو تو میرے سامنے ایک ایسے آدمی کو لا جو سخت حملہ آور ہو اور بہت ہی جنگجو ہو، میں اسی سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے۔ پھر مجھے اس پر کامیابی کی توفیق عطا فرما۔ کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کا سارا مال لے لوں۔

ان کی دعا پر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔

پھر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے دعا مانگنی شروع کی:

اے میرے پروردگار! مجھے ایک ایسے آدمی سے مقابلہ کی توفیق دے جو سخت حملہ آور اور سخت جنگجو بھی ہو۔ میں تیرے لیے اس سے لڑوں وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے پکڑے، میری ناک بھی کاٹ دے، میرے کان بھی کاٹ دے، جب میں کل روز قیامت تجھ سے ملوں تو پوچھے کہ کس لیے تیری ناک اور کان کاٹے گئے؟ تو میں عرض کروں کہ تیرے اور تیرے رسول کے لیے، میرے ناک اور کان کاٹے گئے، تو کہے کہ ہاں! تو سچ کہتا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے بہتر رہی۔ میں نے اسی دن کے آخر میں ان کو دیکھا کہ ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے ایک دھاگے میں لٹکے ہوئے تھے۔ [1]

---

[1] مستدرك حاكم، ۲/ ۷۶، ۷۷؛ حلية الاولياء، ۱/ ۱۰۹ یہ روایت صحیح ہے۔

لا ریب کتاب

﴿ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۙ﴾ ❶

''شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔''

فوائد:

❶ اس سورت میں آگے چل کر گائے کا واقعہ بیان ہوا ہے اس لیے اس کو البقرۃ (گائے کے واقعہ والی سورت) کہا جاتا ہے۔ نزول کے اعتبار سے یہ مدنی دور کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے البتہ اس کی بعض آیات حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئیں۔ بعض علماء کا فرمان ہے کہ اس میں ایک ہزار خبریں ہیں اور ایک ہزار حکم ہیں اور ایک ہزار کاموں سے ممانعت ہے۔ اس کی آیتیں دو سو ستاسی ہیں۔ اس کے کلمات چھ ہزار دو سو اکیس ہیں۔ اس کے حروف ساڑھے پچیس ہزار ہیں۔ (واللہ اعلم) ❷

❷ سورۂ بقرہ کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورۂ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا باعث برکت اور چھوڑنا باعث حسرت ہے۔'' ❸

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے شیطان اس گھر سے دور بھاگ جاتا ہے۔'' ❹

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۱، ۲۔ ❷ تفسیر ابن کثیر، ۱/ ۷۹۔

❸ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل قراءۃ القرآن : ۸۰۴۔

❹ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی : ۷۸۰۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں روایت کرتے تھے کہ ایک دن جب کہ وہ (یعنی اسید) رات میں سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے ان کا گھوڑا جوان کے قریب ہی بندھا تھا اچانک اچھلنے کودنے لگا چنانچہ انہوں نے پڑھنا بند کر دیا (تاکہ دیکھیں کیوں اچھل کود رہا ہے) گھوڑے نے بھی اچھل کود بند کر دی۔ (اسید نے یہ سوچ کر کہ یونہی اچھل کود رہا ہوگا) پھر پڑھنا شروع کر دیا گھوڑا بھی پھر اچھلنے کودنے لگا وہ پھر رک گئے تو گھوڑا بھی رک گیا، پھر جب انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑے نے اچھل کود شروع کی (اب انہیں احساس ہوا کہ گھوڑے کی اچھل کود یوں ہی نہیں ہے بلکہ اس کی خاص وجہ ہے) چنانچہ انہوں نے پڑھنا موقوف کر دیا (اتفاق سے) ان کا بچہ جس کا نام یحییٰ تھا گھوڑے کے قریب ہی تھا انہیں خوف ہوا کہ کہیں گھوڑا (اس اچھل کود میں) اس بچے کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دے اس لیے وہ اٹھ کر گھوڑے کے پاس گئے تاکہ بچے کو وہاں سے ہٹا دیں جب انہوں نے بچے کو وہاں سے ہٹایا اور ان کی نظر آسمان کی طرف اٹھی تو اچانک دیکھتے ہیں کہ بادل کی مانند کوئی چیز ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اسید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابن حضیر تم پڑھتے رہتے۔'' اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو کچل نہ ڈالے کیونکہ یحییٰ گھوڑے کے قریب ہی تھا۔

فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ: ((وَتَدْرِي مَا ذَاكَ)) قَالَ لَا قَالَ: ((تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ)) [1]

چنانچہ جب میں یحییٰ کی طرف پھرا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی چیز بادل کی مانند ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں پھر میں تحقیق حال کے لیے اپنے گھر سے باہر نکلا مگر وہ چراغاں مجھے پھر نظر نہیں آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جانتے ہو وہ کیا تھا؟'' انہوں نے کہا کہ نہیں!

[1] صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب نزول السکینۃ والملائکۃ عند قراءۃ القرآن: ۵۰۱۸؛ صحیح مسلم: ۱۸۵۹۔

فرمایا: ''وہ فرشتے تھے جو تمہاری قراءت کی آواز سننے کے لیے قریب آ گئے تھے اگر تم اسی طرح پڑھتے رہتے تو اسی طرح صبح ہو جاتی اور لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور وہ فرشتے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہوتے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو روشن سورتوں [سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران] کی تلاوت کیا کرو۔ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن سایہ دار بادلوں یا ہلکے بادلوں یا پرندوں کی دو ٹولیوں کی شکل میں ہوں گی جنہوں نے اپنے پروں کو پھیلایا ہوا ہوگا، یہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے (اللہ تعالیٰ سے) جھگڑا کریں گی (اور انہیں جنت میں داخل کرائیں گی)۔'' ❶

❸ الف لام میم الٓمٓ انہیں حروف مقطعات کہا جاتا ہے یعنی علیحدہ علیحدہ پڑھے جانے والے حروف یہ اٹھائیس سورتوں کے شروع میں آتے ہیں بعض نے اس کے معنی بیان کیے ہیں مثلاً الف سے مراد اللہ، لام سے مراد جبریل اور میم سے مراد محمد ﷺ یعنی اللہ کی کتاب جبریل لے کر محمد ﷺ کے پاس آئے اور بعض کے نزدیک یہ اللہ کے نام ہیں (ا) اللہ (ل) لطیف اور (م) مجید۔ بعض نے انہیں سورتوں کے نام بھی شمار کیا ہے۔ ان کے معنی کے بارے میں کوئی مستند روایت نہیں ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَم بِمُرَادِهِ

البتہ نبی ﷺ سے یہ ضرور مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ الٓمٓ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ)) ❷

''جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا تو اس کے لیے ہر حرف کے عوض ایک نیکی جو دس نیکیوں کے برابر ہے (یعنی قرآن کے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں) میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الٓـمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (یعنی الٓمٓ کہنے میں تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں)۔''

---

❶ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین وقصرها، باب فضل قراءة القرآن ...: ۸۰۴۔

❷ ترمذی، ثواب القرآن، باب ما جاء فیمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الأجر: ۲۹۱۰؛ دارمی: ۳۳۰۸ اور امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن صحیح غریب ہے۔ والصحیحۃ: ٦٦٠۔

بعض لوگوں نے ان حروف مقطعات کو سورتوں کے نام اور بعض نے انہیں اللہ کے اسماء میں شمار کیا ہے۔ واللہ اعلم

❹ یہ کتاب لاریب ہے یعنی منزل من اللہ ہونے کے اعتبار سے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

﴿ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❶

''یہ قرآن تمام جہانوں کے پالنے والے اللہ کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔''

علاوہ ازیں اس میں جو واقعات بیان کیے گئے ہیں ان کی صداقت میں جو احکام و مسائل بیان کئے گئے ہیں، ان کے برحق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا ایک نام کتاب بھی ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کئی ایک مقامات پر کیا ہے:

﴿ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ ﴾ ❷

''پس نہیں۔ میں ان جگہوں کی قسم کھاتا ہوں جہاں ستارے گرتے ہیں اور بیشک اگر تم جانو تو یقیناً یہ ایک ایسی قسم ہے جو بہت بڑی ہے۔ کہ بلاشبہ یقیناً ایک باعزت پڑھی جانے والی چیز ہے۔ ایک ایسی کتاب میں جو چھپا کر رکھی ہے۔''

﴿ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ ﴾ ❸

''اور بلاشبہ یقیناً ایک باعزت کتاب ہے اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، ایک کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔''

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ ﴾ ❹

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی۔''

---

❶ ٣٢/ السجدة: ٢۔ ❷ ٥٦/ الواقعة: ٧٥ تا ٧٨۔

❸ ٤١/ حمٓ السجدة: ٤١، ٤٢۔ ❹ ٤/ النساء: ١٣٦۔

5 ویسے تو یہ کتاب الٰہی تمام انسانوں کی ہدایت وراہنمائی کے لیے نازل ہوئی ہے جیسا کہ ایک مقام پر ارشاد ہوا ہے:

﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ﴾ 1

''آپ کہہ دیجئے! کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت وشفا ہے۔''

اور فرمایا: ﴿هدى للناس﴾ ''یہ تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔''

لیکن اس چشمہ فیض سے سیراب صرف وہی لوگ ہوں گے، جو آب حیات کے متلاشی اور خوف الٰہی سے سرشار ہوں گے۔ جن کے دل میں مرنے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر جواب دہی کا احساس اور اس کی فکر ہو اگر اس کے اندر ہدایت کی طلب، یا گمراہی سے بچنے کا جذبہ ہی نہیں ہوگا تو اسے ہدایت کہاں سے اور کیوں کر حاصل ہو سکتی ہے۔

---

1 ٤١/ حمٓ السجدة: ٤٤۔

صفاتِ متقین

﴿ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾ [1]

''جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

فوائد:

1 اس آیت مبارکہ میں اور آیندہ آنے والی چند آیات میں اللہ تعالیٰ نے متقین کی صفات ذکر کی ہیں۔ متقین کسے کہتے ہیں؟ متقی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عذابوں کے ڈر سے ہدایت کو نہیں چھوڑتے اور حرام کاموں سے بچتے ہیں۔ برائی سے نفرت کرتے ہیں اور ہر چھوٹے بڑے گناہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ کی رحمت کی امید رکھ کر اس کی طرف سے نازل شدہ احکام کو سچا جان کر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا، کبھی کانٹے دار راستے میں چلے ہو جیسے کانٹوں دار جھاڑیوں سے اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر گزرتے ہو کہ کہیں دامن کانٹوں میں نہ الجھ جائے ایسے ہی دنیا میں گناہوں سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔

ابن معتز شاعر کا قول ہے:

خَلِّ الذُّنُوْبَ صَغِيْرَهَا ... وَكَبِيْرَهَا ذَاكَ التُّقٰى
وَاصْنَعْ كَمَاشٍ فَوْقَ أَرْضِ ... الشَّوْكِ يَحْذَرُ مَا يَرٰى
لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيْرَةً ... إِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰى

چھوٹے اور بڑے سب گناہوں کو چھوڑ دو یہی تقویٰ ہے، ایسے رہو جیسے کانٹوں والی راہ پر چلنے والا انسان، چھوٹے گناہ کو بھی ہلکا نہ جانو، دیکھو پہاڑ کنکروں سے

[1] ۲/ البقرۃ: ۳۔

ہی بن جاتے ہیں۔ ❶

❷ متقین کی پہلی صفت ایمان بالغیب ہے ایمان بالغیب سے مراد کہ ایسی چیزوں پر یقین رکھنا جن کا ادراک عقل وحواس سے ممکن نہیں مثلاً: ذات باری تعالیٰ، وحی الٰہی، جنت، دوزخ، ملائکہ، عذاب قبر اور حشر وغیرہ ان پر ایمان رکھنا جز وایمان اور انکار کفر ہے۔ جیسے کہ کئی ایک مقام پر اللہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴾ ❷

”ہم نے یقیناً موسیٰ اور ہارون کو حق وباطل میں فرق کرنے والی اور متقین کے لیے روشنی اور نصیحت (والی کتاب) عطا کی تھی (یعنی) ان لوگوں کے لیے جو اپنے ربّ سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں اور جنہیں (آفت کی) گھڑی کا خوف رہتا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ﴾ ❸

”(اے رسول ﷺ) آپ تو اپنے لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بغیر دیکھے اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔“

اور فرمایا:

﴿ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴾ ❹

”اور ہم نے لوہا نازل کیا جس میں زبردست قوت ہے اور لوگوں کے لیے بہت فائدے ہیں اور یہ (اس لیے) کہ اللہ معلوم کرے کہ کون بغیر دیکھے اس کے دین کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔“

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ١/ ٨٨۔ ❷ ٢١/ الانبیاء: ٤٨، ٤٩۔
❸ ٣٥/ الفاطر: ١٨۔ ❹ ٥٧/ الحدید: ٢٥۔

اور بالغیب ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری سنائی ہے ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّأَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴾ ❶

''(اے رسول ﷺ) آپ تو صرف اسی شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور رحمٰن سے غائبانہ ڈرے ایسے شخص کو آپ مغفرت اور عزت والے اجر کی خوشخبری سنا دیجئے۔''

❸ متقین کی دوسری صفت نماز قائم کرنا ہے اور اس سے مراد کہ مکمل آداب وشرائط کے مطابق نماز ادا کرنا۔ مثلاً تعدیل ارکان، محافظت۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کی اہمیت وفضیلت پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ﴾ ❷

''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔''

اگر کوئی نماز ادا کرنی شروع کر دے تو اس کا خون حرام ہو جاتا ہے یعنی اسے نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ❸

''اگر (مشرکین) توبہ کر لیں۔ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو پھر ان کا راستہ چھوڑ دو (یعنی جنگ نہ کرو) بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا۔ رحم کرنے والا ہے۔''

حدیث میں ہے ایک دفعہ آپ ﷺ نے بدترین لوگوں کا تذکرہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، کیا ہم ان سے جنگ نہ کرنا شروع کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا مَآ أَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ)) ❹

''نہیں۔ جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم رکھیں۔'' (تم ان سے لڑ نہیں سکتے۔)

---

❶ ٣٦/ يٰسين: ١١۔ ❷ ٢/ البقرة: ٤٣۔ ❸ ٩/ التوبة: ٥٠۔

❹ صحيح مسلم، الامارة باب خيار الأئمة و شرارهم: ١٨٥٥۔

بعض لوگ (وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے) کہتے ہیں کہ نماز قائم کرنے کا حکم ہے وہ ہم کرتے ہیں پڑھنے کا تو نہیں ہے یا دوسری طرح کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: ﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ ﴾ ❶ ''میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔'' اور اگر ذکر بغیر نماز کے ہی ہو جائے تو نماز پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟

تو عرض یہ ہے کہ یہ صرف فرار کی راہیں نکالنا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے اور اس پر محافظت کا حکم بھی دیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ ﴾ ❷

''یقیناً ہم نے آپ کو (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے۔ پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے، یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔''

اور مومنین متقین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ ﴾ ❸

''(نمازی وہ ہیں) جو ہر نماز کی یکے بعد دیگرے حفاظت کرتے ہیں۔''

﴿ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ ﴾ ❹

''(مومنین) جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ)) ❺

''تم اس طرح نماز پڑھو، جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی کو کسی علاقے کا گورنر بنا کر بھیجتے تو یہ نصیحت کرتے:

اِنَّ اَهَمَّ اَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا، حَفِظَ دِيْنَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ.

---

❶ ۲۰/ طہ: ۱۴۔ ❷ ۱۰۸/ الکوثر: ۱۔۳۔ ❸ ۷۰/ المعارج: ۳۴۔

❹ ۲۳/ المؤمنون: ۲۔ ❺ صحیح بخاری، الاذان، باب الاذان للمسافرین اذا...: ۶۳۱۔

میرے نزدیک تمہارا اہم ترین فریضہ اقامت صلوٰۃ ہے۔ کیونکہ جس نے نماز کی حفاظت کی اور اس پر ہمیشگی کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز ضائع کردی تو وہ دین کے دیگر امور کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ ❶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا يُنَادِيْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ يَا بَنِيْ آدَمَ! قُوْمُوْا اِلٰى نِيْرَانِكُمُ الَّتِيْ اَوْقَدْتُمُوْهَا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاَطْفِئُوْهَا بِالصَّلَاةِ)) ❷

"بلا شبہ ہر نماز کے وقت اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ صدا لگاتا ہے۔ اے لوگو! اس آگ (کو بجھانے) کے لیے اٹھو جسے تم نے (اپنے گناہوں کی بدولت) اپنے لیے جلا رکھا ہے۔ اسے نماز کے ذریعے بجھا دو۔"

نماز میں سستی منافقین کی علامت ہے۔

﴿وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى﴾ ❸

"اور (منافق) جب وہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی و سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔"

نماز ترک کرنے والے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)) ❹

"ہمارے اور کافروں کے درمیان عہد نماز ہے جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔"

❹ متقین کی تیسری صفت راہ خدا میں خرچ کرنا بیان کی گئی ہے اس سے مراد نفقات واجبی اور نفلی دونوں ہیں۔

اس سلسلے میں تین باتیں ذہن نشین کرلیں:

---

❶ المؤطا للامام مالك، وقوت الصلوٰة، باب وقوت الصلاة: ٦۔

❷ صحيح الترغيب والترهيب، ١/ ٨٦: ٣٥٨۔ ❸ ٤/ النساء: ١٤٢۔

❹ ترمذی، الایمان، باب ماجاء فی ترك الصلاة: ٢٦٢١ صحيح۔

① مال اللہ کی عطا ہے جو اس کا اعتراف نہیں کرتا اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے قارون کا قصہ ذکر کیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ﴾ ❶

''ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ ان کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتی تھیں۔''

لیکن قارون کو کسی نے کہا اللہ کے دیئے ہوئے سے کچھ راہ خدا میں خرچ کرو تو اس نے کہا:

﴿ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ﴾ ❷

''یہ مال تو مجھے میرے علم کی بدولت ملا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے آن واحد میں اس کے سارے غرور کو نیست و نابود کر دیا اور فرمایا:

﴿ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ﴾ ❸

''ہم نے قارون کو مع اس کے گھر کے زمین میں دھنسا دیا۔''

نیز اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ نے باغ والے کا قصہ نقل کیا ہے دیکھیں سورۃ الکہف (۱۸/۳۲، ۴۲) دوسری بات اللہ کے دیئے سے دن رات، صبح و شام خرچ کرو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً ﴾ ❹

''(حقیقی مسلمان وہ ہیں) جو اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے صبر و استقامت کا دامن نہیں چھوڑتے، نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ طور پر بھی اور علانیہ طور پر بھی خرچ کرتے رہتے ہیں۔''

﴿ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ ❺

---

❶ ۲۸/ القصص: ۷٦۔ ❷ ۲۸/ القصص: ۷۸۔

❸ ۲۸/ القصص: ۸۱۔ ❹ ۱۳ الرعد: ۲۲۔ ❺ ۵۷/ الحدید: ۱۰۔

''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔''

﴿ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴾ ❶

''(اے محمد ﷺ) میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہہ دیجئے! کہ نماز قائم کریں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ طور پر اور علانیہ طور پر خرچ کرتے رہیں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس دن نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی کام آئے گی۔''

اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفت بھی یہی بیان فرمائی ہے ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ ﴾ ❷

''مومن تو وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتیں ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں ان کے لیے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔''

اور ضروری بات یہ ہے کہ اگر بندہ خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے مزید عطا کرتا ہے یعنی راہ خدا میں دینا گویا اللہ کا شکریہ ادا کرنا ہے اور اسلام کا قانون ہے اگر شکریہ ادا کیا جائے تو اللہ مزید عطا فرماتا ہے، صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا ابْنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ)) ❸

❶ ١٤/ ابراهيم: ٣١۔ ❷ ٨/ الانفال: ٢، ٤۔

❸ صحيح مسلم، الزكاة، باب الحث على النفقة: ٩٩٣؛ صحيح بخاري: ٥٣٥٢۔

''اے ابن آدم! خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اُٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں، ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ ((اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا)) اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے۔ اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے ((اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا)) اے اللہ! ہاتھ روک لینے والے (بخیل) کے مال کو ہلاک کر دے۔'' [1]

---

[1] صحیح بخاری، الزکاۃ، باب قول اللہ عزوجل ﴿فأما من اعطی واتقی﴾: ۱۴۴۲؛ صحیح مسلم: ۱۰۱۰؛ احمد: ۸۰۶۰۔

مومن ہی تو کامیاب ہیں

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ ❶

''اور جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔''

فوائد:

❶ ایمان ایسی روشنی ہے جسے مل جاتی ہے وہ اس روشنی کی کرنوں میں عمل صالح کی بہاریں لوٹتا ہے اور روز قیامت نور کی لپٹوں میں چلتا ہوا جنت کی راہ اختیار کرے گا اور اگر اس پر ایمان کی دولت کو نہیں پاتا تو دائرہ کفر میں داخل ہو کر اپنے مقصد حیات کو کھو بیٹھتا ہے اور ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔

نیز ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کلمہ توحید پڑھ کر اس کے لوازمات پر کار بند ہو جائے اور اللہ کے تمام نازل کردہ احکام کو بجا لائے دوسرے لفظوں میں ایمان، دل کے اعتقاد، زبان کے اقرار اور اعضاء کے عمل کا نام ہے۔

❷ مذکورہ بالا آیت میں اللہ نے اہل ایمان کی صفات کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ ہر اللہ کی نازل کردہ چیز پر ایمان رکھتے ہیں۔ آخرت کے برحق ہونے کا یقین رکھتے ہیں اسی لیے یہ ہدایت یافتہ اور کامیاب ہیں۔ مزید اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ ❷

''اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو

❶ ۲/ البقرة: ٤، ٥۔ ❷ ٦٤/ التغابن: ١١۔

خوب جاننے والا ہے۔“

﴿ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ ❶

”مجھ کو یہ حکم ملا ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔“

﴿ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ ❷

”اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہیں۔“

﴿ فَمَنْ يُؤْمِنْ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ﴾ ❸

”پس جو بھی اپنے پروردگار پر ایمان لاتا ہے اسے نہ تو کسی نقصان کا اندیشہ ہے اور نہ ہی کسی ظلم و ستم کا۔“

﴿ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ ❹

”اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔“

﴿ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ﴾ ❺

”ایمان والوں کا ولی اللہ تعالیٰ خود ہے وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔“

﴿ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴾ ❻

”یقیناً ایمان والوں نے کامیابی حاصل کر لی۔“

﴿ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴾ ❼

”(قیامت کے) دن تو دیکھے گا کہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا (جس کی روشنی میں وہ جنت کا راستہ بآسانی طے کر لیں گے اور اس روز ان کے لیے اعلان کر دیا جائے گا کہ) آج تمہیں ان جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں

❶ ١٠/ یونس: ١٠٤۔ ❷ ٨/ الانفال: ١٩۔ ❸ ٧٢/ الجن: ١٣۔ ❹ ٣/ آل عمران: ١٧١۔
❺ ٢/ البقرۃ: ٢٥٧۔ ❻ ٢٣/ المؤمنون: ١۔ ❼ ٥٧/ الحدید: ١٢۔

ہمیشہ کی رہائش ہے یہی عظیم کامیابی ہے۔"

﴿ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴾ ❶

"اور جو نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان ہو تو یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا۔"

❸ ایمان کے بغیر جنت میں داخلہ ناممکن ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا ابْنَ عَوْفٍ! اِرْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ أَلَا إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ)) ❷

"اے ابن عوف! اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اعلان کر کہ خبردار! بے شک جنت صرف صاحبِ ایمان کے لیے ہی حلال ہے۔"

❹ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ)) ❸

"ایسا کوئی بھی شخص (ہمیشہ کے لیے) آتش جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو۔"

❺ اہل ایمان کی اللہ تعالیٰ ہر مشکل میں مدد فرماتا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ ❹

"ہم پر ایمان والوں کی مدد کرنا لازم ہے۔"

---

❶ ٤/ النساء: ١٢٤۔

❷ صحيح الجامع الصغير، ٧٨٤٠ والصحيحة: ٨٨٢۔

❸ صحيح مسلم، الايمان، باب تحريم الكبر وبيانه: ٩١؛ ابو داود: ٤٠٩١؛ الترمذي: ١٩٩٩۔ ❹ ٣٠/ الروم: ٤٧۔

چند مثالیں:

① اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل سمیت فرعون سے نجات عطا فرمائی اور فرعون اور اس کے لشکر کو دریا میں غرق کر دیا۔ ❶

② نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے اور مشرک سر پر کھڑے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے غار کے منہ پر مکڑی کے ذریعے جالا بنوا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید وحمایت فرمائی۔ ❷

③ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی اس وقت مدد فرمائی جب مصر کے ایک ظالم بادشاہ نے انہیں اپنے دربار میں طلب کیا اور ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا۔ اس نے تین مرتبہ انہیں چھونا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے جکڑ دیا حتیٰ کہ اس نے انہیں چھوڑ دیا اور ساتھ خدمت کے لیے ہاجرہ بھی عطا کر دیں۔ ❸

❻ اللہ پر ایمان نہ لانے والے کا حشر: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَٰبَهُۥ بِشِمَالِهِۦ فَيَقُولُ يَٰلَيْتَنِى لَمْ أُوتَ كِتَٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يَٰلَيْتَهَا كَانَتِ ٱلْقَاضِيَةَ ۝ مَآ أَغْنَىٰ عَنِّى مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّى سُلْطَٰنِيَهْ ۝ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۝ ثُمَّ ٱلْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۝ ثُمَّ فِى سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَٱسْلُكُوهُ ۝ إِنَّهُۥ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ ٱلْعَظِيمِ ۝ ﴾ ❹

''اور جسے اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کہ کاش! مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا اور مجھے علم ہی نہ ہوتا کہ حساب کیا ہے۔ کاش! موت (میرا) کام ہی تمام کر دیتی۔ میرے مال نے مجھے کچھ نفع نہ دیا۔ میرا غلبہ یعنی مجھ سے جاتا رہا (حکم ہوگا) اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو، پھر اسے دوزخ میں ڈال دو، پھر اسے ایسی زنجیر میں جکڑ دو جس کی پیمائش ستر ہاتھ کی ہے، بلاشبہ یہ اللہ عظمت والے پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔''

---

❶ صحیح بخاری، الصوم: ٢٠٠٤؛ صحیح مسلم: ١١٣٠۔

❷ صحیح بخاری، المناقب: ٣٦١٥۔

❸ صحیح بخاری، احادیث الانبیاء: ٣٣٥٨۔

❹ ٦٩/ الحاقۃ: ٢٥، ٣٣۔

منافق کی مثالیں

﴿ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ ﴾ ❶

''ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا، جو نہیں دیکھتے، بہرے، گونگے، اندھے ہیں۔ پس وہ نہیں لوٹتے۔''

فوائد:

❶ اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ جو منافق گمراہی کو ہدایت کے بدلے اور اندھے پن کو بینائی کے بدلے مول لیتے ہیں ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے اندھیرے میں آگ جلائی اس کے دائیں بائیں کی چیزیں اسے نظر آنے لگیں، اس کی پریشانی دور ہو گئی اور فائدے کی امید بندھی کہ دفعتاً آگ بجھ گئی اور سخت اندھیرا چھا گیا نہ تو نگاہ کام کر سکے، نہ راستہ معلوم ہو سکے اور باوجود اس کے وہ شخص خود بہرا ہو۔ کسی کی بات کو نہ سن سکتا ہو۔ گونگا ہو کسی سے دریافت نہ کر سکتا ہو، اندھا ہو جو روشنی سے کام نہ چلا سکتا ہو۔ اب بھلا یہ راہ کیسے پا سکے گا؟ ٹھیک اسی طرح یہ منافق بھی ہیں کہ ہدایت چھوڑ کر راہ گم کر بیٹھے اور بھلائی چھوڑ کر برائی کو چاہنے لگے۔ اس مثال سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں نے ایمان قبول کر کے کفر کیا تھا۔ جیسے قرآن کریم میں کئی جگہ یہ صراحت موجود ہے۔ ❷

❷ اسلام کا بدترین دشمن منافق ہے کیونکہ وہ اپنا بن کر پرایا ہوتا ہے جیسا کہ اہل لغت کا کہنا ہے کہ مُنَافِقٌ نَافِقَاءُ سے مشتق ہے اور اس سے مراد جنگلی چوہے کا وہ بل ہے جسے وہ اس طرح

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۱۷، ۱۸۔ ❷ تفسیر ابن کثیر، ۱/ ۱۰۸۔

بناتا ہے کہ ایک جگہ مٹی کی صرف اتنی تہہ رہنے دیتا ہے کہ سر مارے تو کھل جائے وہ بل کے اس منہ کو چھپا کر رکھتا ہے دوسرا منہ ظاہر کر دیتا ہے۔ منافق بھی چونکہ اپنا کفر چھپا کر رکھتا ہے اور ایمان کو ظاہر کرتا ہے اس لیے اس کا یہ نام رکھا گیا اور اس کے پیدا ہونے کے اسباب مختلف ہیں کبھی تو حسد و بغض سے ایسا کرتا ہے کبھی لالچ اور طمع کی وجہ سے اور کبھی آزمائش آئے تو ڈگمگا جاتا ہے اور منافقین جیسے افعال کرنے شروع کر دیتا ہے۔

③ رسول اللہ ﷺ نے منافق کی کئی مثالیں بیان فرمائی ہیں:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتَّى يَكُوْنَ انْجِفَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً)) ❶

"منافق کی مثال صنوبر درخت کی طرح ہے جو سیدھا کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک ہی دفعہ دھڑام سے گر جاتا ہے۔"

یعنی مومن مصائب کا شکار رہتا ہے اور گناہ ختم ہوتے رہتے ہیں اور منافق عموماً آفات سے بچا رہتا ہے پس ایک دم موت آتی ہے اور اس کا قصہ ختم ہو جاتا ہے۔

④ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ))

"منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے نیاز بو کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہے اور ذائقہ کڑوا ہے۔"

((وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيْثٌ وَرِيْحُهَا مُرٌّ)) ❷

"اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن (تمہ) کی طرح ہے

---

❶ صحیح بخاری، المرضی، باب ماجاء فی کفارۃ المرض:٥٦٤٣؛ مسند احمد: ٥٢٠٩۔

❷ صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب اثم من راء ی بقراء ۃ القرآن:٥٠٥٩؛ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضیلۃ حافظ القرآن۔

جس کا ذائقہ بھی کڑوا یا خبیث ہے اور اس کی بو بھی کڑوی ہے۔"
یعنی منافق ظاہر میں تو بہت اچھا ہوتا ہے جبکہ باطن میں کچھ اور ہی ہوتا ہے۔
بقول شاعر

؎ وہی اپنے وہی پرائے
جنہوں نے گھر سے باہر دل لگائے
؎ ہم غیروں کی تلواروں کا کیا دیتے جواب
اپنوں کی ٹھوکروں نے سنبھلنے نہ دیا

5 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هٰذِهِ مَرَّةً وَإِلَى هٰذِهِ مَرَّةً لَا تَدْرِي أَيَّهُمَا تَتْبَعُ)) [1]
"منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان (جفتی کے لیے نر کی تلاش میں) حیران پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ کی طرف آتی ہے اور کبھی اس ریوڑ کی طرف جاتی ہے وہ نہیں جانتی کہ ان دونوں میں سے کس کے پیچھے جائے۔"
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے:
﴿مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ إِلَىٰ هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلَىٰ هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا﴾ [2]
"وہ درمیان میں ہی معلق ڈگمگا رہے ہیں۔ نہ پورے ان کی طرف اور نہ صحیح طور پر ان کی طرف اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دے آپ اس کے لیے کوئی راہ نہ پائیں گے۔"

---

[1] صحیح مسلم، صفة المنافقين واحكامهم: ٧٠٤٣؛ النسائي، الايمان وشرائعه، باب مثل المنافق۔ [2] ٤/ النساء: ١٤٣۔

منافق کی بارش کی سی مثال

﴿ أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمَٰتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَٰبِعَهُمْ فِىٓ ءَاذَانِهِم مِّنَ ٱلصَّوَٰعِقِ حَذَرَ ٱلْمَوْتِ ۚ وَٱللَّهُ مُحِيطٌۢ بِٱلْكَٰفِرِينَ ۝ يَكَادُ ٱلْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَٰرَهُمْ ۖ كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم مَّشَوْا۟ فِيهِ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا۟ ۚ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَٰرِهِمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ۝ ﴾ ❶

''یا آسمانی برسات کی طرح جس میں اندھیرے اور گرج اور بجلی ہو، موت سے ڈر کر کڑاکے کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے جائے، جب ان کے لیے روشنی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کان اور آنکھوں کو بے کار کر دے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

فوائد:

❶ یہ دوسری مثال ہے جو دوسری قسم کے منافقوں کے لیے بیان کی گئی ہے۔

یہ وہ قوم ہے جن پر کبھی حق ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی پھر شک میں پڑ جاتے ہیں تو شک کے وقت ان کی مثال برسات کی سی ہے۔

''صَیِّبٌ'' کے معنی مینہ اور بارش کے ہیں۔ بعض نے بادل کے معنی بھی بیان کیے ہیں لیکن زیادہ مشہور معنی بارش کے ہی ہیں جو اندھیرے میں برسے۔

''ظلمات'' سے مراد یعنی گرج ہے جو اپنی خوفناک آواز سے دل دہلا دیتی ہے۔

---

❶ ۲/ البقرة: ۱۹، ۲۰۔

یہی حال منافق کا ہے کہ اسے ہر وقت ڈر، خوف، گھبراہٹ اور پریشانی ہی رہتی ہے۔

جیسا کہ سورۂ منافقون میں فرمایا:

﴿ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ﴾ ❶

''ہر آواز کو اپنے اوپر ہی سمجھتے ہیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ۝ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۝ ﴾ ❷

''یہ منافقین اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں دراصل وہ ڈرپوک لوگ ہیں اگر وہ کوئی جائے پناہ یا راستہ پالیں تو یقیناً اس میں سمٹ کر گھس جائیں۔''

بجلی کی مثال سے مراد وہ نور ایمان ہے جو ان کے دلوں میں کسی وقت چمک اٹھتا ہے، اس وقت وہ اپنی انگلیاں موت کے ڈر سے کانوں میں ڈال لیتے ہیں لیکن ایسا کرنا انہیں کوئی نفع نہ دے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی ارادے کے ماتحت ہیں، یہ بچ نہیں سکتے۔ جیسا کہ سورۂ بروج میں فرمایا:

﴿ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ۝ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ۝ وَاللَّهُ مِن وَرَائِهِم مُّحِيطٌ ۝ ﴾ ❸

''کیا تمہیں لشکر کی۔ فرعون اور ثمود کی روایتیں نہیں پہنچیں! بے شک پہنچی تو ہیں لیکن یہ کافر پھر بھی تکذیب ہی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں ان کے پیچھے سے گھیر رہا ہے۔''

بجلی کا آنکھوں کو اچک لینا، اس کی قوت اور سختی کا اظہار اور منافقین کی بینائی کی کمزوری اور ضعف ایمان ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ قرآن کی مضبوط آیتیں ان

---

❶ ٦٣/ المنافقون: ٤۔ ❷ ٩/ التوبة: ٥٦، ٥٧۔

❸ ٨٥/ البروج: ١٧، ٢٠۔

منافقوں کی قلعی کھول دیں گی اور ان سے چھپے ہوئے عیب ظاہر کر دیں گی اور اپنی نورانیت سے انہیں مبہوت کر دیں گی جب ان پر اندھیرا ہو جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں یعنی جب ایمان ان پر ظاہر ہو جاتا ہے تو ذرا روشن دل ہو کر پیروی بھی کرنے لگتے ہیں لیکن پھر جہاں شک وشبہ آیا، دل میں کدورت اور ظلمت بھر گئی اور بھونچکے ہو کر کھڑے رہ گئے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ اسلام کو ذرا عروج ملا تو ان کے دل میں قدرے اطمینان پیدا ہوا لیکن جہاں اس کے خلاف نظر آیا یہ الٹے پیروں کفر کی طرف لوٹنے لگے۔ ❶

جیسے سورۂ حج میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ ﴾ ❷

''بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کنارے پر ٹھہر کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اگر بھلائی ملے تو مطمئن ہو جائیں اور اگر برائی پہنچے تو اسی وقت پھر گئے۔''

❷ روز قیامت لوگوں کو ان کے ایمان کے اندازے کے مطابق نور ملے گا بعض کو کئی کئی میلوں تک کا، بعض کو اس سے بھی زیادہ، کسی کو اس سے کم، یہاں تک کہ کسی کو اتنا نور ملے گا کہ کبھی روشن ہوگا اور کبھی اندھیرا۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو ذرا سی دور چل سکیں گے پھر ٹھہر جائیں گے پھر ذرا سی دور کا نور ملے گا پھر بجھ جائے گا اور بعض وہ بے نصیب بھی ہوں گے کہ ان کا نور بالکل بجھ جائے گا یہ پورے منافق ہوں گے جن کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ ﴾ ❸

''جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں کو پکاریں گے اور کہیں گے ذرا رکو! ہمیں بھی آ لینے دو تا کہ ہم بھی تمہارے نور سے فائدہ اٹھائیں تو کہا جائے گا کہ اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور نور ڈھونڈ لاؤ۔''

---

❶ تفسیر الطبری، ۱/ ۳۴۹۔ ❷ ۲۲/ الحج: ۱۱۔

❸ ۵۷/ الحدید: ۱۳۔

مومنوں کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ﴾ ❶

''اس دن تو دیکھے گا کہ مومن مرد اور عورتوں کے آگے آگے اور دائیں جانب نور ہوگا اور کہا جائے گا تمہیں آج باغات کی خوشخبری دی جاتی ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔''

نیز سورۂ تحریم میں فرمایا:

﴿ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ ❷

''اس دن نہ رسوا کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے، ان کا نور ان کے آگے اور دائیں ہوگا۔ وہ کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر اور ہمیں بخش یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

❸ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایمان والوں کو ان کے اعمال کے مطابق نور ملے گا بعض کو کھجور کے درخت جتنا، کسی کو قد آدم جتنا، کسی کو صرف اتنا ہی کہ اس کا انگوٹھا ہی روشن ہو، کبھی بجھ جاتا ہو، کبھی روشن ہو جاتا ہو۔ ❸

❹ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تمام اہل توحید کو قیامت کے دن نور ملے گا۔ جب منافقوں کا نور بجھ جائے گا تو موحد ڈر کر کہیں گے آیت: ﴿ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا ﴾ ''یا رب ہمارے نور کو پورا کر۔'' ❹

❺ پس ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ مومنوں کی دو جماعتیں ہیں مقرب اور ابرار۔ اور کافروں کی بھی دو قسمیں ہیں کفر کی طرف لانے والے اور ان کی تقلید کرنے والے۔ منافقوں

---

❶ ٥٧/ الحديد: ١٢۔ ❷ ٦٦/ التحريم: ٨۔ ❸ تفسير الطبرى، ٢٣/ ١٧٩۔

❹ المستدرك للحاكم، ٢/ ٤٩٠۔

کی بھی دو قسمیں ہیں خالص اور پکے منافق اور وہ منافق جن میں نفاق کی ایک آدھ شاخ ہے۔
صحیحین میں یہ حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''تین خصلتیں ایسی ہیں جس میں یہ تینوں ہوں وہ پختہ منافق ہے اور جس میں ایک ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک اسے نہ چھوڑے۔ بات کرنے میں جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، امانت میں خیانت کرنا۔'' [1]

اس سے ثابت ہوا کہ انسان میں کبھی نفاق کا کچھ حصہ ہوتا ہے خواہ نفاق عملی ہو خواہ اعتقادی جیسے کہ آیت و حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، الایمان، باب علامة المنافق: ٣٤، ٢٤٥٩؛ صحیح مسلم: ٥٨؛ سنن ابی داود: ٤٦٨٨۔

خالق و مالک صرف ایک

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ ❶

"اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچو، جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے بارش برسا کر تمہارے کھانے کے لیے انواع واقسام کے میوے پیدا کیے پس کسی کو اللہ کا ہمسر نہ بناؤ اور تم جانتے تو ہو۔"

فوائد:

❶ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔

﴿ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ ﴾ ❷

"اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور ہر چیز پر نگہبان ہے۔"

﴿ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ﴾ ❸

"اللہ نے ہر جاندار کو ایک قسم کے پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو دو پاؤں پر چلتا ہے اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو چار پر چلتا ہے، اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے یقیناً اللہ ہر

❶ ۲/ البقرة: ۲۱، ۲۲۔ ❷ ۳۹/ الزمر: ٦٢۔ ❸ ۲٤النور: ٤٥۔

چیز پر خوب قادر ہے۔‘‘

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۠ ﴾ ❶

’’اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا، کیا ہے تمہارے شریکوں میں سے کوئی جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کرے؟ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔‘‘

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۝ ﴾ ❷

’’اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رہنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورت بنائی تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا، یہ ہے اللہ تمہارا رب، سو بہت برکت والا ہے اللہ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔‘‘

❷ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا کسی قسم کی تخلیق کا مالک نہیں۔

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ۝ ﴾ ❸

’’لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے نہیں چھین سکتے، بڑا بزدل ہے طلب کرنے والا اور بڑا بزدل ہے وہ جس

❶ ٣٠/ الروم: ٤٠۔ ❷ ٤٠/ المؤمن: ٦٤۔ ❸ ٢٢/ الحج: ٧٣۔

سے طلب کیا جارہا ہے۔"

یعنی یہ معبودان باطل، جن کو تم، اللہ کو چھوڑ کر، مدد کے لیے پکارتے ہو، یہ سارے کے سارے جمع ہو کر ایک نہایت حقیر سی مخلوق مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں، تو نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود بھی تم انہی کو حاجت روا سمجھو، تو تمہاری عقل قابل ماتم ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی رہی ہے، وہ صرف پتھر کی بے جان مورتیاں ہیں جو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتیں ہیں۔

حدیث قدسی میں معبودان باطلہ کی بے بسی کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو میری طرح پیدا کرنا چاہتا ہے اگر کسی میں واقع یہ قدرت ہے تو وہ ایک ذرہ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھادے۔" [1]

---

[1] صحیح البخاری، اللباس، باب نقض الصور: ۵۹۵۳؛ صحیح مسلم: ۲۱۱۱۔

اللہ کا ہمسر نہ بناؤ

﴿ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ ①

''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچو، جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے بارش برسا کر تمہارے کھانے کے لیے انواع واقسام کے میوے پیدا کیے پس کسی کو اللہ کا ہمسر نہ بناؤ اور تم جانتے ہو۔''

فوائد:

① اللہ تعالیٰ ہی تمام کائنات کا مالک وخالق ہے اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا بھی ایک اللہ ہے۔ جیسا کہ زمین وآسمان کے متعلق ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ ﴾ ②

''اور آسمان کو محفوظ چھت بنایا اس پر بھی وہ ہماری نشانیوں سے منہ پھیر رہے ہیں اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو بنایا (یہ) سب (یعنی سورج اور چاند اور ستارے) آسمان میں (اس طرح چلتے ہیں گویا) تیر رہے ہیں۔''

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ

---

① ۲/ البقرۃ: ۲۲۔ ② ۲۱/ الانبیاء: ۳۲، ۳۳۔

الْعٰلَمِيْنَ ﴾ ❶

''اللہ ہی ہے، جس نے تمہارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں اور تمہیں عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو عطا فرمائیں، یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے، پس بہت برکتوں والا اللہ ہے سارے جہان کا پرورش کرنے والا۔''

❷ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تمہارا خالق ہے کسی کو شریک ٹھہرانا۔'' ❷

❸ طفیل بن سخبرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوتیلے بھائی فرماتے ہیں میں نے خواب میں چند یہودیوں کو دیکھا اور ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا تم بھی اچھے لوگ ہو لیکن افسوس تم کہتے ہو جو اللہ چاہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں۔ پھر میں نصرانیوں کی جماعت کے پاس گیا اور ان سے بھی اسی طرح پوچھا انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ میں نے ان سے کہا افسوس تم بھی مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہو۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا میں نے صبح اپنے خواب کا ذکر کچھ لوگوں سے کیا پھر دربار نبوی میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی خواب بیان کیا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا کسی اور سے بھی تم نے اس کا ذکر کیا ہے؟'' میں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم! اب آپ کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ''طفیل نے ایک خواب دیکھا اور تم میں سے بعض کو بیان بھی کیا، میں چاہتا تھا کہ تمہیں اس کلمہ کے کہنے سے روک دوں لیکن فلاں فلاں کاموں کی وجہ سے میں اب تک نہ کہہ سکا۔ یاد رکھو اب ہرگز ہرگز اللہ چاہے اور اس کا رسول، کبھی نہ کہنا بلکہ یوں کہو کہ صرف اللہ تعالیٰ اکیلا جو چاہے۔'' ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہے یوں کہہ جو اللہ تعالیٰ اکیلا چاہے۔'' ❸

---

❶ ٤٠/ المؤمن: ٦٤۔ ❷ صحیح بخاري، الادب، باب قتل الولد خشیة یاکل: ٦٠٠١؛ صحیح مسلم: ٨٦۔ ❸ ابن ماجه، الکفارات، باب النهی ان یقال ما شاء الله وشئت: ٢١١٨ والصحیحة: ١٣٧ واحمد: ٥/ ٧٢۔

④ مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ عزوجل نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ چیزوں کا حکم دیا کہ ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم دو، قریب تھا کہ وہ اس سے غفلت کریں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں یاد دلایا کہ آپ کو پروردگار عالم کا حکم تھا کہ ان پانچ چیزوں پر خود کاربند ہو کر دوسروں کو بھی حکم دو۔ لہٰذا یا تو آپ کہہ دیجئے یا میں پہنچا دوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ اگر آپ سبقت لے گئے تو کہیں مجھے عذاب نہ دیا جائے یا زمین میں دھنسا نہ دیا جاؤں پس یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی مسجد میں جمع کیا، جب مسجد بھر گئی تو آپ اونچی جگہ پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کر کے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم کیا دیا ہے کہ میں خود بھی عمل کروں اور تم سے بھی ان پر عمل کراؤں۔

① ایک یہ کہ اللہ ایک کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص خاص اپنے مال سے کسی غلام کو خریدے اور غلام کام کاج کرے لیکن جو کچھ حاصل ہوا ہے اسے کسی اور کو دے دے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو؟ ٹھیک اسی طرح تمہارا پیدا کرنے والا، تمہیں روزی دینے والا، تمہارا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ پس تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

② دوسری یہ کہ نماز کو ادا کرو اللہ تعالیٰ کی نگاہ بندے کی طرف ہوتی ہے۔ جب تک کہ وہ نماز میں ادھر ادھر منہ پھیرے جب تم نماز میں ہو تو خبردار ادھر ادھر التفات نہ کرنا۔

③ تیسرا حکم یہ ہے کہ روزے رکھا کرو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پاس مُشک کی تھیلی بھری ہوئی ہو جس سے اس کے تمام ساتھیوں کے دماغ معطر رہیں۔ یاد رکھو روزے دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔

④ چوتھا حکم یہ ہے کہ صدقہ دیتے رہا کرو، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو دشمنوں نے قید کر لیا اور گردن کے ساتھ اس کے ہاتھ باندھ دیئے گردن مارنے کے لیے لے جانے لگے تو وہ کہنے لگا کہ تم مجھ سے فدیہ لے لو اور مجھے چھوڑ دو چنانچہ جو کچھ تھا کم یا زیادہ دے کر اپنی جان چھڑا لی۔

⑤ پانچواں اس کا حکم یہ ہے کہ بہ کثرت اس کے نام کا ذکر کیا کرو اس کی مثال اس شخص کی

طرح ہے جس کے پیچھے تیزی کے ساتھ دشمن دوڑتا آتا ہے اور وہ ایک مضبوط قلعہ میں گھس جاتا ہے اور وہاں امن وامان پالیتا ہے۔ اسی طرح بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت شیطان سے بچا ہوا ہوتا ہے۔

یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب میں بھی تمہیں پانچ باتوں کا حکم کرتا ہوں جن کا حکم جناب باری نے مجھے دیا ہے مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑے رہنا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان حاکم وقت کے احکام سننا اور جاننا، ہجرت کرنا اور جہاد کرنا جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر نکل جائے گویا وہ اسلام کے پٹے کو اپنے گلے سے اتار پھینکے گا، ہاں یہ اور بات ہے کہ رجوع کرلے، جو شخص جاہلیت کی پکار پکارے وہ جہنم کا کوڑا کرکٹ ہے۔'' لوگوں نے کہا حضور ﷺ اگرچہ وہ روزے دار اور نمازی ہو فرمایا: ''اگرچہ نماز پڑھتا ہو اور روزے بھی رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔ مسلمانوں کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارتے رہو جو خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے رکھے ہیں مسلمین مومنین اور عباد اللہ۔'' ❶

❺ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کے وجود پر بھی اس آیت سے استدلال کیا ہے۔ اور فی الواقع یہ آیت اللہ تعالیٰ کے وجود پر بہت بڑی دلیل ہے زمین اور آسمان کی مختلف شکل وصورت مختلف رنگ مختلف مزاج اور مختلف نفع کی موجودات ان میں سے ہر ایک کا نفع بخش ہونا اور خاص حکمت کا حامل ہونا ان کے خالق کے وجود کا اور اس عظیم الشان قدرت، حکمت، زبردست سطوت اور سلطنت کا ثبوت ہے۔

کسی بدوی سے پوچھا گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی موجودگی کی کیا دلیل ہے؟ تو اس نے کہا:

يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْبَعْرَ لَيَدُلُّ عَلَى الْبَعِيْرِ
وَاِنَّ اَثَرَ الْاَقْدَامِ لَتَدُلُّ عَلَى الْمَسِيْرِ
فَسَمَآءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَاَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ
وَبِحَارٌ ذَاتُ اَمْوَاجٍ اَلَا يَدُلُّ ذَالِكَ عَلَى
وُجُوْدِ اللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ

❶ سنن ترمذی، الامثال، باب ماجاء فی مثل الصلاة والصیام والصدقة: ۲۸۶۳؛ احمد: ۴/ ۱۳۰؛ الحاکم: ۱/ ۱۱۷؛ ابن حبان ۶۲۳۳ یہ حدیث حسن ہے۔

یعنی مینگنی سے اونٹ معلوم ہو سکے اور پاؤں کے نشان زمین پر دیکھ کر معلوم ہو جائے کہ کوئی آدمی گیا ہے تو کیا یہ برجوں والا آسمان، یہ راستوں والی زمین، یہ موجیں مارنے والے سمندر اللہ تعالیٰ باریک بین اور باخبر کے وجود پر دلیل نہیں ہو سکتے؟

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ہارون الرشید نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر کیا دلیل ہے آپ نے فرمایا زبانوں کا مختلف ہونا، آوازوں کا جداگانہ ہونا، نغموں کا الگ ہونا، ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی سوال ہوتا ہے تو آپ جواب دیتے ہیں کہ چھوڑو میں کسی اور سوچ میں ہوں۔ لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ ایک بہت بڑی کشتی جس میں طرح طرح کی تجارتی چیزیں ہیں نہ کوئی اس کا نگہبان ہے نہ چلانے والا ہے باوجود اس کے وہ برابر آجا رہی ہے اور بڑی بڑی موجوں کو خود بخود چیرتی پھاڑتی گزر جاتی ہے ٹھہرنے کی جگہ پر ٹھہر جاتی ہے، چلنے کی جگہ چلتی ہے نہ اس کا کوئی ملاح ہے نہ منتظم۔ سوال کرنے والے دہریوں نے کہا آپ کس سوچ میں پڑ گئے کوئی عقلمند ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ اتنی بڑی کشتی اتنے بڑے نظام کے ساتھ تلاطم والے سمندر میں آئے جائے اور کوئی اس کا چلانے والا نہ ہو! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا افسوس تمہاری عقلوں پر ایک کشتی تو بغیر چلانے والے کے نہ چل سکے لیکن یہ ساری دنیا آسمان وزمین کی سب چیزیں ٹھیک اپنے کام پر لگی رہیں اور ان کا مالک حاکم خالق کوئی نہ ہو؟ یہ جواب سن کر وہ لوگ ہکا بکا ہو گئے اور حق معلوم کر کے مسلمان ہو گئے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی سوال ہوا تو آپ نے جواب دیا کہ شہتوت کے پتے ایک ہی ہیں ایک ہی ذائقہ کے ہیں کیڑے اور شہد کی مکھی اور گائیں بکریاں ہرن وغیرہ سب اس کو چباتے کھاتے اور چرتے چگتے ہیں اسی کو کھا کر ریشم کا کیڑا ریشم تیار کرتا ہے، مکھی شہد بناتی ہے، ہرن میں مشک پیدا ہوتا ہے اور گائیں بکریاں مینگنیاں دیتی ہیں۔ کیا یہ اس امر کی صاف دلیل نہیں کہ ایک پتے میں یہ مختلف خواص پیدا کرنے والا کوئی ہے؟ اور اسی کو ہم اللہ تبارک وتعالیٰ مانتے ہیں وہی موجد اور صانع ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک مرتبہ وجود باری تعالیٰ پر دلیل طلب کی گئی

تو آپ نے فرمایا: سنو یہاں ایک نہایت مضبوط قلعہ ہے جس میں کوئی دروازہ نہیں نہ کوئی راستہ ہے بلکہ سوراخ تک نہیں باہر سے چاندی کی طرح چمک رہا ہے اور اندر سے سونے کی طرح دمک رہا ہے اوپر نیچے دائیں بائیں چاروں طرف سے بالکل بند ہے ہوا تک اس میں نہیں جا سکتی اچانک اس کی ایک دیوار گرتی ہے اور ایک جاندار آنکھوں کانوں والا خوبصورت شکل اور پیاری بولی والا چلتا پھرتا نکل آتا ہے۔ بتاؤ اس بند اور محفوظ مکان میں اسے پیدا کرنے والا کوئی ہے یا نہیں؟ اور وہ ہستی انسانی ہستیوں سے بالاتر اور اس کی قدرت غیر محدود ہے یا نہیں؟ آپ کا مطلب یہ تھا کہ انڈے کو دیکھو چاروں طرف سے بند ہے پھر اس میں پروردگار خالق یکتا جاندار بچہ پیدا کر دیتا ہے۔ یہی دلیل ہے اللہ کے وجود پر اور اس کی توحید پر۔

حضرت ابونواس رحمۃ اللہ علیہ سے جب یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا آسمان سے بارش برسنا، اس سے درختوں کا پیدا ہونا اور ان ہری بھری شاخوں پر خوش ذائقہ میووں کا لگنا ہی اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت کی کافی دلیل ہے۔ ❶

❶ تفسیر ابن کثیر، ۱/ ۱۱۷، ۱۱۸۔

قرآن جیسی کوئی کتاب نہیں

﴿ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ۝ ﴾ ❶

''اور (اے کافرو!) اگر تمہیں اس کلام (قرآن) میں ہی شک ہے جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر نازل کیا ہے تو تم بھی اس جیسی ایک سورت ہی بنا لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر اپنے سب ہم نواؤں کو بھی بلا لو۔ اگر تم سچے ہو (تو تمہیں یہ کام ضرور کر دکھانا چاہیے) پھر اگر تم یہ کام نہ کر سکو اور یقیناً تم کر بھی نہ سکو گے۔ تو پھر اس دوزخ کی آگ سے ڈر جاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے (وہ دوزخ کی آگ ایسے ہی) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

فوائد:

❶ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو بے مثال لا نظیر اور سب سے اہم امتیازی حیثیت کی حامل ہے جس کے مقابل نہ شعراء آ سکے نہ ادباء اور خطباء اس کے چیلنج کو قبول کر کے اس کے مدمقابل کلام بنا سکے کیونکہ قرآن مجید اس وحدہ لا شریک کی کلام ہے جو تمام مخلوقات کا مالک، رازق اور بادشاہ ہے اس قرآن مجید میں صرف فصاحت و بلاغت ہی کا اعجاز نہیں بلکہ اس کے مضامین کی قدرت اور حقائق سے نقاب کشائی اور غیب کی اطلاعات میں ایسے اوصاف ہیں جو انسان کی بساط سے باہر ہیں ایسی کلام کو دیکھ کر ہر انسان اپنے وسیع علم اور عقلی و علمی کے باوجود یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ صرف اور صرف کلام الٰہی ہی ہو سکتا ہے۔

❶ ۲/ البقرة: ۲۳، ۲۴۔

جب سورۂ کوثر کی تین مختصر سی آیات نازل ہوئیں تو اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ میں جا لٹکایا جہاں معروف عرب شہداء اپنا کلام لٹکایا کرتے تھے، تو اس کے نیچے کسی نے لکھ دیا: مَا هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ اللہ کی قسم! یہ کسی آدمی کا کلام نہیں ہوسکتا، یہی وجہ تھی جس کی بنا پر کفار اس کلام کو سحر مبین کہنے لگے تھے۔

❷ کافروں کو اس قسم کا چیلنج قرآن کریم میں پانچ اور مقامات پر بھی کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴾ ❶

''اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کی امید نہیں ہے یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لایئے یا اس میں کچھ ترمیم کر دیجئے، آپ یوں کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں، بس میں تو اسی کی اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعے سے پہنچتا ہے اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔''

﴿ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾ ❷

''کیا یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو اسی نے گھڑا ہے جواب دیجئے کہ پھر تم بھی اسی کے مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے چاہو اپنے ساتھ بلا بھی لو اگر تم سچے ہو۔''

﴿ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾ ❸

---

❶ ۱۰/ یونس: ۱۵۔ ❷ ۱۱/ ہود: ۱۳۔ ❸ ۱۰/ یونس: ۳۸۔

"کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو گھڑ لیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ تو پھر تم اس کی مثل ایک سورت لاؤ اور جن جن غیر اللہ کو بلا سکو، بلا لو اگر تم سچے ہو۔"

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ ❶

"کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کی مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کی مثل لانا ناممکن ہے گو وہ آپس میں ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔"

﴿فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ﴾ ❷

"اچھا اگر یہ سچے ہیں تو بھلا اس جیسی ایک ہی بات یہ بھی تو لے آئیں۔"

یعنی اگر یہ لوگ اپنے دعوے میں سچے ہیں کہ یہ قرآن محمد کا اپنا گھڑا ہوا ہے تو پھر یہ بھی اس جیسی کتاب بنا کر پیش کر دیں جو نظم، اعجاز و بلاغت حسن بیان، ندرت اسلوب، تعیین حقائق اور حل مسائل میں اس کا مقابلہ کر سکے۔

❸ قرآن ایک ایسا معجزہ ہے جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ انبیاء کو ایسی چیز بطور معجزہ دی جاتی ہے جس کی اس زمانہ میں دھوم مچی ہوئی ہو۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ساحری اپنی انتہائی بلندی پر پہنچی ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ایسے معجزات عطا کیے جن کے آگے فرعون کے بڑے بڑے جادوگروں کو سربسجود ہونے کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب اپنی انتہائی بلندیوں کو پہنچی ہوئی تھی بقراط، اور سطالیس، لقمان اور جالینوس جیسے حکماء کا ڈنکا بجتا تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایسے معجزات عطا کیے جو ان حکماء کی دسترس سے ماوراء تھے بھلا کون حکیم مردوں کو زندہ کر سکتا تھا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عربی زبان کی فصاحت و بلاغت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا قرآن بطور معجزہ عطا کیا جس کا مقابلہ عرب کے بڑے بڑے ادباء اور فصاحت و بلاغت کی جانچ کے ماہر بھی اس جیسی کلام پیش کرنے سے قاصر اور عاجز رہ گئے۔

---

❶ ١٧/ بنی اسرائیل: ٨٨۔ ❷ ٥٢/ الطور: ٣٤۔

مچھر کی مثال

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ﴾ ❶

''اللہ تعالیٰ کسی مثال کے بیان کرنے سے نہیں شرماتا خواہ مچھر کی ہو، یا اس سے بھی ہلکی چیز، ایمان والے تو رب کی جانب سے صحیح سمجھتے ہیں اور کفار کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ کی کیا مراد ہے؟ اس کے ذریعے بیشتر کو گمراہ کرتا ہے اور اکثر لوگوں کو راہ راست پر لاتا ہے اور گمراہ تو صرف فاسقوں کو ہی کرتا ہے۔''

فوائد:

❶ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب قرآن پاک میں مکڑی اور مکھی کی مثال بیان ہوئی تو مشرک کہنے لگے بھلا ایسی حقیر چیزوں کے بیان کی قرآن جیسی اللہ کی کتاب میں کیا ضرورت؟ تو جواباً یہ آیتیں اتریں۔ ❷

❷ ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ خود ایک مستقل مثال ہے جو دنیا کے بارے میں بیان کی گئی۔ مچھر جب تک بھوکا ہوتا ہے زندہ رہتا ہے جہاں موٹا تازہ ہوا مرا۔ اسی طرح یہ لوگ ہیں کہ جب دنیاوی نعمتیں دل کھول کر حاصل کر لیتے ہیں وہیں اللہ کی پکڑ آجاتی ہے جیسے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً ﴾ ❸

---

❶ ۲/ البقرة: ۲۶۔ ❷ تفسیر الطبری: ۱/ ۳۹۹۔ ❸ ۶/ الانعام: ۴۴۔

”جب یہ ہماری نصیحت بھول جاتے ہیں تو ہم ان پر تمام چیزوں کے دروازے کھول دیتے ہیں یہاں تک کہ اترانے لگتے ہیں اب دفعتاً ہم انہیں پکڑ لیتے ہیں۔“ ❶

❸ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ)) ❷

”اگر دنیا کی قدر اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔“

❹ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو مسئلہ توحید سمجھانے کے لیے کئی ایک مثالیں دی ہیں۔

① مکڑی کی مثال

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ ❸

”جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے، حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے کاش! وہ جان لیتے۔“

یعنی جس طرح مکڑی کا جالا (گھر) نہایت، کمزور اور ناپائیدار ہوتا ہے، ہاتھ کے معمولی اشارے سے وہ نابود ہو جاتا ہے۔ اللہ کے سوا دوسروں کو معبود، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا بھی بالکل ایسا ہی ہے، یعنی بے فائدہ ہے کیونکہ وہ بھی کسی کے کام نہیں آسکتے۔ اس لیے غیر اللہ کے سہارے بھی مکڑی کے جالے کی طرح یکسر ناپائیدار ہیں۔

② مکھی کی مثال:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

---

❶ تفسير الطبرى: ١/ ٣٩٨۔ ❷ جامع الترمذى، الزهد، باب ماجآء فى هوان الدنيا على الله عزوجل: ٢٣٢٠ وسلسلة الأحاديث الصحيحة: ٦٨٦۔ ❸ ٢٩/ العنكبوت: ٤١۔

دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ط وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ط ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ ﴾ ❶

''لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا بزدل ہے طلب کرنے والا اور بڑا بزدل ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے۔''

③ معلوم ہوا اللہ مالک الملک ہے انسان کو سمجھانے کے لیے چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مثالیں پیش کر سکتا ہے بہت سے لوگ اسے سمجھ کر راہ راست پر آ جاتے ہیں اور بہت سے لوگ اس کا انکار کر کے راہ حق سے بھٹک جاتے ہیں۔

---

❶ ۲۲/ الحج: ۷۳۔

اللہ کے عہد اور رشتہ داری کو مت توڑو

﴿ اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾ ❶

''جو لوگ اللہ سے عہد کو پختہ کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔ انہیں قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں ایسے ہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

تفسیر

❶ اس آیت مبارکہ میں فاسقوں کی دو باتوں کا تذکرہ ہے:

① کہ فاسق، نافرمان اپنے ربّ سے کیے ہوئے عہد کو توڑ بیٹھا ہے جو اس نے اپنے ربّ سے عالم ارواح میں کیا تھا۔ جس کا ذکر سورۃ الاعراف میں موجود ہے۔

﴿ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴾ ❷

''اور جب آپ کے ربّ نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ سب نے بیک زبان ہو کر جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں، تا کہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔''

② اور فاسق، گناہگار ہمیشہ جن رشتہ داریوں کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے وہ ہمیشہ انہیں توڑنے اور ان کے درمیان فتنہ وفساد کھڑا کرنے میں لگا رہتا ہے حالانکہ اس معاملہ سے ڈرنا

❶ ۲/ البقرۃ: ۲۷۔ ❷ ۷/ الاعراف: ۱۷۲۔

چاہیے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ﴾ ❶

''اور جس خدا کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اس کا اور رشتہ کا خیال رکھو۔''

اس آیت مبارکہ میں پہلی خبر کا تذکرہ کیا گیا جو اللہ اور بندے کے درمیان ہے دوسری قسم بندے اور بندے کے درمیان ہے اگر ان دونوں قسموں کا لحاظ نہ رکھا جائے تو تمام برائیاں یہیں سے جنم لیتی ہیں۔

❷ رشتہ داری، قرابت داری توڑنا سخت گناہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ ساری مخلوق پیدا کر چکا تو رحم (مجسم بن کر) کھڑا ہو گیا اور پروردگار رحمن کی کمر تھام لی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہو کیا بات ہے؟ کہنے لگا میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ لوگ مجھے کاٹ دیں گے (قرابت کا خیال نہ رکھیں گے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں گا اور جو تجھے قطع کرے گا تو میں بھی اسے قطع کروں گا۔ رحم کہنے لگا، پروردگار میں اس پر راضی ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایسا ہی ہو گا۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اگر تم چاہو تو اس حدیث کی تائید میں سورۂ محمد کی یہ آیت پڑھ لو۔ ❷

﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝ ﴾ (٤٧/ محمد: ٢٢)

''پس تم سے اسی بات کی توقع ہے کہ اگر تم والی بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو اور اپنے رشتے کاٹ دو۔''

❸ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ يَعْنِي قَاطِعَ رَحِمٍ)) ❸

---

❶ ٤/ النساء: ١۔ ❷ صحیح بخاری، التفسیر، تفسیر سورة محمد ﷺ وفي الادب، باب من وصل وصله الله: ٥٩٨٧؛ صحیح مسلم: ٦٥١٨۔ ❸ صحیح بخاری، الادب، باب اثم القاطع: ٥٩٨٤۔

''جنت میں رشتہ، ناطے توڑنے والا داخل نہیں ہوسکتا۔''

4 مومنین کی صفت ہے کہ وہ ہمیشہ صلہ رحمی کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور اللہ تعالیٰ نے جن رشتوں کو جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے جوڑتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور حساب کی سختی کا اندیشہ رکھتے ہیں۔'' [1]

---

[1] ۱۳/ الرعد: ۲۱۔

وہ تو ہمیشہ تسبیح وتحمید میں لگے رہتے ہیں

﴿ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ ❶

"جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا ایسے شخص کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے اور ہم تیری تسبیح، تحمید اور پاکیزگی بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

فوائد:

❶ فرشتے ہر وقت اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں رہتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾ ❷

"اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔"

﴿ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾ ❸

"وہ اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے کپکپاتے رہتے ہیں اور جو حکم مل جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے ایک مرتبہ فرمایا:

((أَلَا تَزُوْرُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا؟)) ❹

---

❶ ٢/ البقرة: ٣٠۔ ❷ ٦٦/ التحريم: ٦۔ ❸ ١٦/ النحل: ٥٠۔

❹ صحيح بخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم: ٣٢١٨۔

''ہم سے ملاقات کے لیے جتنی مرتبہ آپ آتے ہیں اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟'' تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴾ ❶

''ہم بغیر تیرے ربّ کے حکم سے اتر نہیں سکتے ہمارے آگے پیچھے اور ان کے درمیان کی کل چیزیں اسی کی ملکیت میں ہیں، تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں۔''

علاوہ ازیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴾ ❷

''کسی بات پر اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں۔''

❷ فرشتے ہمہ وقت اللہ کے ذکر میں لگے رہتے ہیں اور سب سے بڑا ان کا ذکر اللہ کی پاکی اور اس کی تسبیح ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا ﴾ ❸

''عرش کے اٹھانے والے اور اس کے پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اواس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔''

﴿ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ﴾ ❹

''اور تو فرشتوں کو اللہ کے عرش کے اردگرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے دیکھے گا۔''

﴿ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴾ ❺

---

❶ ١٩/ مريم: ٦٤۔ ❷ ٢١/ الانبياء: ٢٧۔ ❸ ٤٠/ الغافر: ٧۔

❹ ٣٩/ الزمر: ٧٥۔ ❺ ٣٧/ الصافات: ١٦٥، ١٦٦۔

''اور ہم تو (بندگی الٰہی میں) صف بستہ کھڑے ہیں اور اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔''

﴿ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ ﴾ ❶

''اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں، وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا سی بھی سستی نہیں کرتے۔''

﴿ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۝ ﴾ ❷

''اگر یہ تکبر کریں تو تیرے رب کے پاس جو فرشتے ہیں وہ اس کی شب و روز تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہ اکتاتے نہیں۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا ذکر افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا اصْطَفَاهُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ أَوْ لِعِبَادِهٖ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ)) ❸

''جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں یا بندوں کے لیے منتخب کیا ہے وہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" ہے۔''

❸ فرشتوں کی عبادت کے دو منظر

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے تو ان سے کہا:

((أَتَسْمَعُوْنَ مَا أَسْمَعُ؟)) قَالُوْا مَا نَسْمَعُ مِنْ شَيْءٍ.

''کیا تم سنتے ہو جو میں سن رہا ہوں؟'' کہنے لگے ہم تو کچھ بھی نہیں سن رہے۔

---

❶ ۲۱/ الانبیاء: ۱۹، ۲۰۔ ❷ ۴۱/ فصلت: ۳۸۔ ❸ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب فضل سبحان اللہ وبحمدہ: ۶۹۲۵۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي أَسْمَعُ أَطِيطَ السَّمَاءِ وَمَا تُلَامُ أَنْ تَئِطَّ وَمَا فِيهَا مَوْضِعُ شِبْرٍ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ أَوْ قَائِمٌ)) ❶

''میں آسمان کی چرچراہٹ کو سن رہا ہوں اور واقعی اسے چرچرانا چاہیے۔ اس میں ایک بالشت بھر جگہ بھی باقی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ قیام، سجدے میں مصروف نہ ہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے معراج والی حدیث میں فرمایا:

((ثُمَّ رُفِعَ بِي إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفًا لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ آخِرَمَا عَلَيْهِمْ)) ❷

''ساتویں آسمان سے آگے بڑھنے کے بعد مجھے بیت المعمور دکھلایا گیا جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے جاتے ہیں اور دوسرے دن اتنے ہی اور لیکن جو آج گئے ان کی باری پھر قیامت تک نہیں آئی۔''

---

❶ السلسلة الاحاديث الصحيحة: ۸۵۲ شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے۔

❷ صحيح مسلم، الايمان، باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض الصلوات: ٤١٦؛ صحیح بخاری: ۳۲۰۷۔

ابلیس نے سجدہ نہ کیا

﴿ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ٭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ ❶

''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہو گیا۔''

فوائد:

❶ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے قصے کا تذکرہ کئی ایک مقام پر کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ ﴾ ❷

''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، یہ جنوں میں سے تھا اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی، کیا پھر بھی تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بنا رہے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے ایسے ظالموں کا کیا ہی برا بدلہ ہے۔''

❷ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا

❶ ٢/ البقرة: ٣٤ - ❷ ١٨/ الكهف: ٥١-

ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٢٢﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٢٤﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿٢٥﴾ ❶

''پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں دونوں کے روبرو بے پردہ کردے اور کہنے لگے کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے اور کسی سبب سے منع نہیں فرمایا، مگر محض اس وجہ سے کہ تم دونوں کہیں فرشتے ہو جاؤ یا کہیں ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ اور ان دونوں کے روبرو قسم کھالی کہ یقین جانئے میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں، سو ان دونوں کو فریب کے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا دونوں کی شرمگاہیں ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے ان کو پکارا: کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے؟ دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نیچے ایسی حالت میں جاؤ کہ تم باہم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں رہنے کی جگہ ہے اور نفع حاصل کرنا ہے ایک وقت تک، فرمایا تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر نکالے جاؤ گے۔''

❶ ٧/ الاعراف: ٢٠، ٢٥-

3 ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابلیس فرشتوں کے ایک قبیلہ میں سے تھا جنہیں جن کہتے تھے جو آگ کے شعلوں سے پیدا ہوئے تھے۔ اس کا نام حارث تھا اور جنت کا خاندان تھا۔ اس قبیلے کے سوا اور فرشتے سب کے سب نوری تھے۔

قرآن نے بھی ان جنوں کی پیدائش کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے ﴿مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ نَّارٍ﴾ 1 آگ کے شعلے کی جو تیزی سے بلند ہوتے ہیں اسے مارج کہتے ہیں جس سے جن پیدا کیے گئے تھے اور انسان مٹی سے پیدا کیا گیا۔ زمین میں پہلے جن بستے تھے۔ انہوں نے فساد اور خون ریزی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو فرشتوں کا لشکر دے کر بھیجا انہی کو ''جن'' کہا جاتا تھا۔ ابلیس نے لڑ بھڑ کر مارتے اور قتل کرتے ہوئے انہیں سمندر کے جزیروں اور پہاڑوں کے دامنوں میں پہنچا دیا اور ابلیس کے دل میں یہ تکبر سما گیا کہ میں نے وہ کام کیا ہے جو کسی اور سے نہ ہو سکا۔ چونکہ دل کی اس بدی اور اس پوشیدہ خودی کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو تھا۔

جب پروردگار نے فرمایا کہ زمین میں خلیفہ پیدا کرنا چاہتا ہوں تو ان فرشتوں نے عرض کیا کہ ایسے کو کیوں پیدا کرتا ہے جو اگلی قوم کی طرح فساد و خونریزی کریں تو انہیں جواب دیا گیا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے یعنی ابلیس کے دل میں جو کبر و غرور ہے اس کا مجھ ہی کو علم ہے تمہیں خبر نہیں، پھر آدم علیہ السلام کی مٹی اٹھائی گئی جو چکنی اور اچھی تھی۔ جب اس کا خمیر اٹھا تب اس سے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور چالیس دن تک وہ یونہی پتلے کی شکل میں رہے ابلیس آتا تھا اور اس پر لات مار کر دیکھتا تھا تو وہ بجتی مٹی ہوتی جیسے کوئی کھوکھلی چیز ہو پھر منہ کے سوراخ سے گھس کر پیچھے کے سوراخ سے اور اس کے خلاف آتا جاتا رہا اور کہتا رہا کہ درحقیقت یہ کوئی چیز نہیں اور اگر میں اس پر مسلط کیا گیا تو اسے برباد کر کے چھوڑ دوں گا اور اسے مجھ پر مسلط کیا گیا تو میں ہرگز تسلیم نہ کروں گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان میں روح پھونکی اور وہ سر کی طرف سے نیچے کی طرف آئی تو جہاں جہاں تک پہنچتی گئی خون اور گوشت بنتا گیا۔ جب ناف تک روح پہنچی تو اپنے جسم کو دیکھ کر خوش ہوئے اور فوراً اٹھنا چاہا لیکن نیچے کے دھڑ میں روح نہیں پہنچی تھی اس لیے اٹھ نہ سکے اسی جلدی کا بیان اس آیت میں ہے:

---

1 ۵۵/ الرحمن: ۱۵۔

﴿ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا ﴾ ❶ یعنی انسان بے صبرا اور جلد باز ہے نہ تو خوشی نہ رنج میں۔ جب روح جسم میں پہنچی اور چھینک آئی تو کہا: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا دعا (یرحمك الله) پھر ابلیس اور فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کے سامنے سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس کا وہ غرور و تکبر ظاہر ہو گیا اس نے نہ مانا اور سجدے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں اس سے بڑی عمر والا ہوں۔ اور اس سے قوی اور مضبوط ہوں۔ یہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور میں آگ سے بنا ہوں اور آگ مٹی سے قوی ہے۔ اس کے انکار پر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے ناامید کر دیا اور اسی لیے اسے ابلیس کہا جاتا ہے۔ اس کی نافرمانی کی سزا میں اسے راندہ درگاہ شیطان بنا دیا۔ ❷

❹ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم حضرت آدم کو سجدہ کرو تو اس خطاب میں ابلیس بھی داخل تھا اس لیے کہ گو وہ ان میں سے نہ تھا لیکن ان ہی جیسا اور ان ہی جیسے کام کرنے والا تھا اس لیے اس خطاب میں داخل تھا اور پھر نافرمانی کی سزا بھگتی۔ ❸

❺ بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ سجدہ سلام اور عزت و اکرام کا تھا جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمان ہے۔ کہ انہوں نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھا لیا اور سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: "ابا جان یہی میرے اس خواب کی تعبیر ہے جسے میرے رب نے سچا کر دکھایا۔" ❹ اگلی امتوں میں سجدہ تعظیم جائز تھا لیکن ہمارے دین میں یہ منسوخ ہو گیا۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شامیوں کو اپنے سرداروں اور علماء کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا تو آپ سے گزارش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے تو آپ نے فرمایا:

"اگر میں کسی انسان کو کسی انسان کے سامنے سجدہ کرنے کی اجازت دینے والا ہوتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں کیونکہ ان کا ان پر بہت

---

❶ ١٧/ الاسراء: ١١۔ ❷ تفسیر ابن کثیر، ١/ ١٤٤۔ ❸ تفسیر ابن کثیر، ١/ ١٤٤۔

❹ ١٢/ یوسف: ١٠٠۔

بڑا حق ہے۔“ ❶

❻ بت پرستی کا آغاز اسی نے کروایا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بت جو قوم نوح میں تھے وہی عرب میں اس کے بعد پوجے جانے لگے ”ود“ قوم کلب کا بت تھا جو دومۃ الجندل میں تھے اور ”سواع“ ہذیل کا اور ”یغوث“ مراد کا پھر بنی عطیف کا سبا کے پاس جوف میں تھا اور ”یعوق“ ہمدان کا اور ”نسر“ حمیر کا جو ذی الکلاع کے خاندان سے تھا یہ قوم نوح علیہ السلام کے نیک لوگوں کے نام تھے بت نصب کر دیں اور اس کا نام ان (بزرگوں) کے نام پر رکھ دیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا لیکن اس کی عبادت نہیں کی تھی یہاں تک کہ جب وہ لوگ بھی مر گئے اور اس کا علم جاتا رہا تو اس کی عبادت کی جانے لگی۔ ❷

❼ ابلیس اپنا تخت پانی پر سجاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بے شک ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر وہ اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے پس اس کے نزدیک مرتبے کے اعتبار سے وہی مقرب ہوتا ہے جو فتنہ ڈالنے میں ان سے بڑا ہو ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس اس طرح کیا تو شیطان کہتا ہے تو نے کوئی (بڑا کام) سرانجام نہیں دیا پھر ان میں سے ایک (اور) آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے (فلاں آدمی) کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈلوا دی شیطان اسے اپنے قریب کر کے کہتا ہے ہاں تو ہے۔“ اعمش نے کہا میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا وہ اسے اپنے سے چمٹا لیتا ہے۔ ❸

---

❶ سنن ابن ماجه، النكاح، باب حق الزوج على المرأة: ۱۸۵۲؛ ابن حبان: ۴۱۷۱، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ارواء الغلیل: ۷_۵۵، ۵۶؛ الصحيحة: ۱۲۰۳۔

❷ صحیح بخاری، التفسير، تفسير سورة الجن، باب ﴿ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق﴾: ۴۹۲۰۔

❸ صحيح مسلم، صفات المنفقين صفة القيامة والجنة والنار، باب تحريش الشيطان وبعثه سراياه......: ۲۸۱۳۔

نماز باجماعت اور عمل

﴿ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ ۝ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ ﴾ ❶

''اور نہ ہی حق و باطل کی آمیزش کرو اور دیدہ دانستہ سچی بات کو نہ چھپاؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ تم بھی رکوع کیا کرو، تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو مگر اپنے آپ کو بھول ہی جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب (تورات) کی تلاوت کرتے ہو؟ کیا تم پھر بھی عقل سے کام نہیں لیتے۔''

فوائد:

❶ یہود علم ہونے کے باوجود کہ تورات میں موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ برحق نبی ہیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے والے کو دوہرا اجر ملے گا اس کے باوجود وہ حق کو چھپاتے تھے البتہ جو ان میں چند ایک مسلمان ہوئے تھے یہودی علماء اپنے عزیزوں کو جو مسلمان ہو گئے تھے کہتے تھے کہ اسی دین (اسلام) پر قائم رہو کیونکہ دین برحق ہے، مگر بعض دنیوی مفادات کی بنا پر خود مسلمان نہیں ہوئے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی اور یہ حکم سب کے لیے عام ہے۔

❷ نماز اور زکوٰۃ ہر زمانہ میں دین اسلام کے اہم ارکان رہے ہیں لیکن یہود میں نماز باجماعت کا اہتمام نہیں تھا اور ان کی نماز میں رکوع بھی نہیں تھا۔ بلکہ یہود نے نماز پڑھنا ہی چھوڑ دی تھی اور زکوٰۃ ادا کرنے کی بجائے سود کھانا شروع کر دیا تھا۔ اسی لیے انہیں تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اب تمام امور میں نبی کریم ﷺ کی اتباع کرو۔ چنانچہ ہماری شریعت میں بھی نماز باجماعت ادا کرنا بہت فضیلت رکھتا ہے اور پھر عذر ترک جماعت کبیرہ گناہ ہے جیسا کہ احادیث سے واضح ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۴۲، ۴۳، ۴۴۔

ہدایت کے طریقے سکھائے، ان ہدایت کے طریقوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس مسجد میں نماز ادا کی جائے جس میں اذان دی جاتی ہے (دوسری ایک روایت میں ہے کہ)

((وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ)) ❶

''اگر تم نماز اپنے اپنے گھروں میں پڑھو گے جیسے جماعت سے پیچھے رہنے والا یہ شخص اپنے گھر میں پڑھ لیتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر نبی کی سنت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔''

(یہ بات بھی شامل ہے کہ) جب کوئی شخص اچھا وضو کر کے مسجد جائے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے۔ ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک برائی مٹا دیتا ہے۔ جماعت سے، سوائے کھلے منافق کے کوئی پیچھے نہیں رہتا۔ بیمار بھی دو آدمیوں کے سہارے نماز کے لیے آتا تھا۔

❸ حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بھی بستی یا دیہات میں تین آدمی ہوں اور وہ باجماعت نماز ادا نہ کریں تو شیطان اُن پر حملہ کر دیتا ہے اس لیے جماعت کو لازم پکڑو۔'' ❷

❹ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً)) ❸

''باجماعت نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس (۲۷) درجے زیادہ افضل ہے۔''

❺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کا حکم دوں، اس کے لیے اذان کہی جائے پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو امامت کرائے پھر میں (جماعت سے) پیچھے رہنے والوں کے ہاں جا کر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ انہیں (جماعت میں شامل ہونے پر) ایک موٹی ہڈی یا دو کھر ملیں گے تو عشاء کی نماز میں ضرور آتے۔'' ❹

---

❶ صحیح مسلم، المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى: ٦٥٤۔ ❷ ابو داود، الصلاة، باب فى التشديد فى ترك الجماعة: ٥٤٧۔ ❸ صحيح بخارى، الأذان، باب فضل صلاة الجماعة: ٦٤٥؛ مسلم: ٦٤٩؛ ابن ماجه: ٧٨٩۔ ❹ صحيح بخارى، الاذان، باب وجوب صلاة الجماعة۔

پتھر دل لوگ

﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهٰرُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ ❶

''پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھر جیسے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے، بعض پتھروں سے نہریں بہہ نکلتی ہیں اور بعض پھٹ جاتے ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے غافل نہ جانو۔''

فوائد:

❶ اس آیت میں بنی اسرائیل کو زجر وتوبیخ کی گئی ہے کہ اس قدر زبردست معجزے اور قدرت کی نشانیاں دیکھ کر پھر بھی بہت جلد تمہارے دل سخت پتھر بن گئے۔ اسی لیے ایمان والوں کو اس طرح کی سختی سے روکا گیا اور کہا گیا:

﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ﴾ ❷

''کیا اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ ایمان والوں کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اللہ کے نازل کردہ حق سے کانپ اٹھیں؟ اور اگلے اہل کتاب کی طرح نہ ہو جائیں جن کے دل لمبا زمانہ گزرنے کے بعد سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔''

❶ ٢/ البقرة: ٧٤۔ ❷ ٥٧/ الحديد: ١٦۔

❷ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس مقتول (جسے قتل کیا گیا تھا اور اس کے لیے گائے کو ذبح کرنے کا حکم ملا تھا کہ اس گائے کے گوشت کا ٹکڑا مقتول کی زبان پر لگا وہ وہ بول کر سچ بتائے گا) کے بھتیجے نے اپنے چچا کے دوبارہ زندہ ہونے اور بیان کر دینے کے بعد جب مر گیا تو کہا کہ اس نے جھوٹ کہا ہے۔ ❶

اور پھر کچھ وقت گزر جانے کے بعد بنی اسرائیل کے دل پھر پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے کیونکہ پتھروں سے تو نہریں نکلتی اور بہنے لگتی ہیں بعض پتھر پھٹ جاتے ہیں ان سے چاہے وہ بہنے کے قابل نہ ہوں بعض پتھر اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں لیکن ان کے دل کسی وعظ ونصیحت سے کسی پند وموعظت سے نرم ہی نہیں ہوتے۔ ❷

❸ سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ۙ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ وَالۡمُشۡرِكٰتِ وَيَتُوۡبَ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴾ ❸

"بے شک ہم نے امانت کو آسمان وزمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا بیشک وہ ظالم اور جاہل تھا، تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہربانی کرے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔"

﴿ لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيۡتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلۡكَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ﴾ ❹

"اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھتا کہ خوف الٰہی سے وہ پست

---

❶ تفسیر الطبری، ۲/ ۲۳٤۔ ❷ تفسیر ابن کثیر، ۱/ ۱۸۵۔

❸ ۳۳/ الاحزاب: ۷۲، ۷۳۔ ❹ ۵۹/ الحشر: ۲۱۔

ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔"

اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کسی سخت بلند اور اونچے پہاڑ پر بھی نازل فرماتا اور اسے غور وفکر اور فہم وفراست کی حس بھی دیتا تو وہ بھی اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا، پھر انسانوں کے دلوں پر جو نسبتاً بہت نرم اور چھوٹے ہیں۔ جنہیں پوری سمجھ بوجھ ہے، اس کا بہت بڑا اثر پڑنا چاہیے، ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے ان کے غور وفکر کے لیے اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا، مطلب یہ ہے کہ انسانوں کو بھی ڈر اور عاجزی اختیار کرنی چاہیے، متواتر حدیث میں ہے کہ منبر تیار ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ ایک کھجور کے تنے پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے جب منبر بن گیا، بچھ گیا اور حضور ﷺ اس پر خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور وہ تنا دور ہو گیا، تو اس میں سے رونے کی آواز آنے لگی اور اس طرح سسکیاں لے لے کر وہ رونے لگا جیسے کوئی بچہ بلک بلک کر روتا ہو اور اسے چپ کرایا جا رہا ہو کیونکہ وہ ذکر وحی کے سننے سے کچھ دور ہو گیا تھا۔ ❶

② یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پتھروں میں ادراک اور سمجھ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴾ ❷

"ساتوں آسمان اور زمینیں اور ان کی تمام مخلوق اور ہر ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ حلم و بردباری والا اور بخشش وعفو والا ہے۔"

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ اِنِّیْ

---

❶ صحيح البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام: ٣٥٨٣؛ الترمذي: ٥٠٥۔

❷ ١٧/ بني اسرائيل: ٤٤۔

لَاَعْرِفُهُ الْآنَ)) ❶

''میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں ہے وہ مجھے نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا۔ میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔''

حجر اسود کے بارے میں ہے کہ جس نے اسے حق کے ساتھ بوسہ دیا ہو گا یہ اس کے ایمان کی گواہی قیامت والے دن دے گا۔

اس کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَأْتِيَنَّ هٰذَا الْحَجَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُبِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهَا يَشْهَدُ مَنْ يَسْتَلِمُهُ بِحَقٍّ)) ❷

ایک دفعہ پیارے نبی ﷺ اپنے تین رفقاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ احد پہاڑ کی جانب گئے جب احد پر آپ قدم رنجہ ہوئے تو اچانک پہاڑ نے حرکت شروع کر دی۔ نبی کریم ﷺ نے پہاڑ کی جنبش اور کانپنا دیکھ کر اپنا قدم مبارک احد پہاڑ پر مارا اور فرمایا:

((اُثْبُتْ يَا اُحُدُ! فَاِنَّ عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ))

''اے اُحد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک ابوبکر صدیق اور دو شہید (عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما) ہیں۔'' ❸

اسی لیے میرے نبی ﷺ اُحد کے متعلق کہا کرتے تھے۔

((هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) ❹

''(لوگو!) یہ احد کے پتھر ہم سے محبت کرتے ہیں اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

اور اس طرح کی بہت سی آیات اور حدیثیں ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان چیزوں میں ادراک وحس ہے اور یہ تمام باتیں حقیقت پر محمول ہیں نہ کہ مجاز پر۔

---

❶ صحيح مسلم، الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ وتسليم ...... : ٢٢٧٧ ومسند الإمام احمد: ٥/ ٨٩۔ ❷ سنن ابن ماجة، المناسك، باب استلام الحجر: ٢٩٤٤ وتحفة الأشراف: ٥٥٦٣٦ ...... (الحديث صحيح) ❸ صحيح بخاری، فضائل الصحابة، باب مناقب ابی بكر: ٣٦٧٥۔ ❹ صحيح بخاری، المغازی، باب احد يحبنا ونحبه: ٤٠٨٤؛ صحيح مسلم: ١٣٩٣۔

جنتی کون، جہنمی کون؟

﴿وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝﴾ [1]

”یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف چند روز آگ میں رہیں گے ان سے کہو کہ کیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد ہے؟ اگر ہے تو یقیناً اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا (ہرگز نہیں) بلکہ تم بے علمی سے اللہ تعالیٰ کے ذمہ باتیں گھڑ لیا کرتے ہو، یقیناً جو بھی برے کام کرے اور اس کی نافرمانیاں اسے گھیر لیں وہ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں وہ جنتی ہیں جو جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔“

فوائد:

1. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودی لوگ کہا کرتے تھے کہ دنیا کی کل مدت سات ہزار سال ہے ہر سال کے بعد ایک دن ہمیں عذاب ہوگا تو صرف سات دن ہمیں جہنم میں رہنا پڑے گا اس کی قول کی تردید میں یہ آیات نازل ہوئیں اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں صرف چالیس دن عذاب ہوگا کیونکہ ان کے بڑوں نے چالیس دن غیر اللہ یعنی بچھڑے کی پوجا کی تھی پھر ہم جنت میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی۔ [2]

2. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح خیبر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

---

[1] ۲/ البقرة: ۸۰، ۸۲۔ [2] تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۱۹۱؛ الطبری: ۲/ ۲۷۶۔

میں بطور ہدیہ بکری کا پکا ہوا زہر آلود گوشت لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں کے یہودیوں کو جمع کرلو پھر ان سے پوچھا۔ تمہارا باپ کون ہے؟'' انہوں نے کہا۔ فلاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹے ہو بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے۔'' انہوں نے کہا بجا ارشاد ہوا وہی ہمارا باپ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو اب میں کچھ اور پوچھتا ہوں سچ سچ بتانا۔'' انہوں نے کہا اے ابو القاسم! اگر جھوٹ کہیں گے تو آپ کے سامنے نہ چل سکے گا ہم تو آزما چکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بتاؤ جہنمی کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے کہا، کچھ دن ہم سب پھر آپ کی امت، آپ ﷺ نے فرمایا: ''غلط ہرگز نہیں۔'' پھر فرمایا: ''اچھا بتاؤ اس گوشت میں تم نے زہر ملایا ہے؟'' انہوں نے کہا ہاں۔ حضور ﷺ اگر سچے ہیں تو یہ زہر آپ کو ہرگز ضرر نہ دے گا اور اگر جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے نجات حاصل کرلیں گے۔ ❶

❸ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں واضح کردیا کہ جنتی اور جہنمی کون ہے جو بداعمال لے کر آئے گا وہ جہنمی اور جو ایمان لانے کے بعد نیک اعمال سے جھولی بھر کر لائے گا وہ جنتی ہے۔

یہود کہا کرتے تھے:

﴿ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ﴾ ❷

''ہم تو اللہ کے بیٹے اور چہیتے (پیارے) ہیں۔''

ہمیں سزا اور جہنم نہیں ملے گی بلکہ ہم تو جنتی ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ)) ❸

''جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے ڈال دیا اس کا نسب اس کو آگے نہیں کر سکے گا۔''

❹ اعمال بد کرنے والا جہنمی اور اعمال حسنہ کرنے والا جنتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ صحيح بخاري، الجزية، باب اذا عذر المشركون بالمسلمين: ٣١٦٩؛ نسائي: ٣٧٥؛ احمد، ٢/ ٤٥؛ دارمي: ٦٩۔ ❷ ٥/ المائدة: ١٨۔

❸ صحيح مسلم، الذكر، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر: ٦٨٥٣؛ ابو داود: ٤٩٤٦؛ ابن ماجه: ٢٢٥۔

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝ ﴾ ❶

''جو شخص اپنے رب کے پاس اس حالت میں پہنچا کہ وہ (دنیا میں) گناہ کرتا رہا تھا تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں اسے نہ موت آئے گی اور نہ زندہ ہی رہے گا اور جو شخص اپنے رب کے پاس اس حالت میں پہنچے گا کہ وہ مومن تھا اور اس نے (دنیا میں) نیک عمل کیے تھے تو ایسے لوگوں کے (بڑے) بلند درجات ہوں گے یعنی ہمیشہ رہنے والے باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ ہے اس شخص کی جزا جو (دنیا میں گناہوں سے) پاک ہے۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ ﴾ ❷

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا ٹھکانہ باغات ہیں یہ ان کی مہمانی ہوگی ان اعمال کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے اور جن لوگوں نے (اللہ کی) نافرمانی کی تو ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب بھی وہ اس میں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا جس عذاب جہنم کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کا مزا چکھو۔''

5 روز قیامت کسی کا نسب نامہ کام نہیں کرے گا بلکہ اعمال کے لیے ترازو لگے گا نیکیوں والا پلڑا بھاری ہوا تو نجات ہے ورنہ کامیابی نہیں۔ جیسا کہ سورۃ العصر میں اللہ نے چار لوگوں کو کامیاب شمار فرمایا ہے: ۱۔ ایمان لانے والے ۲۔ نیک اعمال کرنے والے، ۳۔ حق کی تلقین

❶ ۲۰/ طٰه: ۷۴، ۷۶۔ ❷ ۴۱/ الٓمّٓ تنزيل السجدة: ۱۹، ۲۰۔

کرنے والے ہیں۔ اور صبر کی تلقین کرنے والے۔ ان کے علاوہ سبھی خسارے میں ہیں۔

نیز یہ بات بھی ارشاد فرمائی کہ جنت اور جہنم محض خواہش کرنے سے نہیں بلکہ اعمال کے بل پر حاصل کی جائے گی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝ ﴾ [1]

"(اے ایمان والو! نجات کا دارومدار) نہ تمہاری خوش فہمیوں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی خوش فہمیوں پر۔ جو شخص بھی برا عمل کرے گا۔ اسے اس کی سزا ملے گی اور وہ اللہ کے علاوہ نہ کسی کو اپنا کارساز پائے گا اور نہ مددگار اور جو شخص مرد ہو یا عورت نیک عمل کرے گا بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی تل برابر بھی حق تلفی نہیں کی جائے گی۔"

---

[1] ٤/ النساء: ١٢٣، ١٢٤۔

اچھی بات کہو اور......!

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾ ❶

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا تو چند لوگوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے۔''

فوائد:

❶ بنی اسرائیل سے جن چیزوں پر عہد لیا گیا ان میں سے ایک یہ تھا کہ وہ توحید کو تسلیم کریں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں۔

یہ حکم نہ صرف بنو اسرائیل کو ہی دیا گیا بلکہ تمام مخلوق کو دیا گیا ہے۔

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴾ ❷

''تمام رسولوں کو ہم نے یہی حکم دیا کہ وہ اعلان کر دیں کہ قابل عبادت میرے سوا اور کوئی نہیں سب لوگ میری ہی عبادت کریں۔''

اور فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾ ❸

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے سوا

---

❶ ۲/ البقرة: ۸۳۔ ❷ ۲۱/ الانبياء: ۲۵۔ ❸ ۱۶/ النحل: ۳۶۔

دوسرے معبودان باطل سے بچو۔"

❷ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ ﴾ ❶

"اور تیرا پروردگار صاف فیصلہ دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا اگر تیری موجودگی ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام کے ساتھ بات چیت کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا کہ انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔"

﴿ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ ﴾ ❷

"ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وقت پر نماز پڑھنا۔" میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) "والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔" ❸

❸ قریبی رشتہ داروں، یتیموں اور مساکین کا خیال رکھنا۔

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَـيْـــًٔـا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

❶ ١٧/ الاسراء: ٢٣، ٢٤۔ ❷ ٢٩/ العنكبوت: ٨۔

❸ صحیح بخاری، مواقیت الصلوٰة، باب فضل الصدقة لوقتها: ٥٢٧، ٥٩٧٠۔

فَخُوْرَاۙ﴾ ❶

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں سے یتیموں اور مسکینوں سے اور قرابتدار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں (غلام) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔''

❹ ہر ایک کے ساتھ اچھی گفتگو کرنا۔

﴿قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ﴾ ❷

''اور (اے محمد ﷺ!) میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ صرف اچھی بات ہی کہیں۔''

حضرت ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کونسی چیز ایسی ہے جو جنت کو واجب کر دیتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ وَبَذْلِ الطَّعَامِ)) ❸

''اچھی گفتگو کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو۔''

((وَلَا تَقُلْ بِلِسَانِكَ إِلَّا مَعْرُوْفًا)) ❹

''تو ہمیشہ اپنی زبان سے اچھی بات ہی کہہ۔''

❺ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۝﴾ ❺

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَانِعُ الزَّكَاةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ)) ❻

''زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا روز قیامت آگ میں ہوگا۔''

---

❶ ٤/ النساء: ٣٦۔ ❷ ١٧/ بنی اسرائیل: ٥٣۔ ❸ صحیح الترغیب والترھیب، الادب، باب الترغیب فی طلاقة الوجه...... : ٢٦٩٥۔ ❹ الترغیب والترھیب: ٣/ ٥٣٠ باسنادہ حسن۔ ❺ ٢/ البقرة: ٤٣۔ ❻ صحیح الجامع الصغیر: ٥٨٠٧؛ صحیح الترغیب: ٧٦٢۔

زکوٰۃ ادا کرو

﴿ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ ﴾ ❶

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ اور جو بھی نیکی تم اپنی جانوں کے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس پا لو گے، بے شک اللہ جو تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے۔''

فوائد:

❶ دائرہ اسلام میں داخلے کے لیے زکوٰۃ کے وجوب کا اعتراف اور ہر سال نصاب کے مطابق ادا کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ نیز زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ادائیگی کا کئی ایک مقام پر حکم سنایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ﴾ ❷

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو پھر تم پھر گئے مگر تم میں سے تھوڑے اور تم منہ پھیرنے والے تھے۔''

﴿ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ۝ ﴾ ❸

''نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

❷ تمام انبیاء زکوٰۃ دیتے تھے نیز اہل کتاب کو بھی زکوٰۃ کا حکم دیا گیا تھا۔

ارشاد ہوتا ہے۔

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۱۱۰۔ ❷ ۲/ البقرۃ: ۸۳۔ ❸ ۲/ البقرۃ: ۴۳۔

﴿ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴾ ❶

''اور ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا اور وہ ہماری عبادت کیا کرتے تھے۔''

﴿ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴾ ❷

❸ زکوٰۃ کی ادائیگی پر پابندی مومنوں کی صفت ہے اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ ❸

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ ﴾ ❹

''بیشک ایمان والے فلاح پا گئے، جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔''

❹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ.

---

❶ ۲۱/ الانبیاء: ۷۳۔ ❷ ۹۸/ البینۃ: ۵۔ ❸ ۹/ التوبۃ: ۷۱۔ ❹ ۲۳/ مومنون: ۱۔۲۔

مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جب میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہوں۔

آپ نے فرمایا:

((تَعْبُدُاللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ))

''کہ تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور فرض نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔''

تو اس اعرابی نے کہا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا أَزِيْدُ عَلَى هٰذَا.

قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس پر زیادتی نہ کروں گا۔

جب وہ چلا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا)) [1]

''کہ جس شخص کو کوئی جنتی دیکھنا اچھا معلوم ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔''

5. قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر حائل ہیں اور ہم آپ کی طرف صرف حرام مہینوں میں آنے کا موقع پاتے ہیں اس لیے آپ ہمیں ایسی بات کا حکم دیں کہ ہم اس پر عمل کریں اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو اس کی طرف دعوت دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں:

((الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) وَعَقَدَ بِيَدِهِ هٰكَذَا ((وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ)) [2]

اللہ پر ایمان لانا اور گواہی دینا کہ معبود سوائے خدا کے کوئی نہیں اور اپنے ہاتھ سے

---

[1] صحیح بخاری، الزکاۃ، باب وجوب الزکوۃ: ۱۳۹۷؛ صحیح مسلم: ۱٤۔

[2] صحیح بخاری، الزکاۃ، باب وجوب الزکوۃ: ۱۳۹۸؛ صحیح مسلم: ۱۷؛ ابو داود: ۳٦۹۲۔

اس طرح اشارہ کیا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور مال غنیمت سے خمس دو۔“

6 جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. ❶

”میں نے نبی ﷺ سے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔“

7 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، یکا یک آپ ﷺ کے سامنے ایک شخص آیا: اس شخص نے کہا کہ اسلام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ مفروضہ ادا کیا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔“ ❷

---

❶ صحیح بخاری، الزکاۃ، باب البیعۃ علی ایتاء الزکاۃ: ۱۴۰۱؛ صحیح مسلم: ۵۶۔

❷ صحیح بخاری، تفسیر القرآن، باب قولہ ﴿ان اللہ عندہ علم الساعۃ﴾: ۴۷۷۷؛ صحیح مسلم: ۹۔

ابراہیم علیہ السلام پر آزمائش اور مقام ابراہیم

﴿ وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۝ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ ﴾ [1]

''اور جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے ربّ نے کئی باتوں میں آزمایا تو انہوں نے ان سب باتوں کو پورا کر دیا اور فرمایا: میں تمہیں سب لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کیا میری اولاد سے (بھی یہی وعدہ ہے؟) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ظالموں سے میرا یہ وعدہ نہیں اور جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے عبادت گاہ اور امن کی جگہ قرار دیا (تو حکم دیا کہ) مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو اور سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسماعیل علیہما السلام کو تاکید کی کہ وہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں۔ اعتکاف اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے صاف ستھرا رکھیں۔''

فوائد:

❶ حضرت ابراہیم علیہ السلام سن شعور سے وفات تک قربانیاں ہی قربانیاں دے کر ربّ کے خلیل بنے، جس میں انسان جن چیزوں سے محبت کرتا ہے ان میں کوئی چیز بھی ایسی نہ تھی جسے ابراہیم نے حق کی خاطر قربان نہ کیا ہو اور ان کی خاطر مصائب نہ جھیلے ہوں مثلاً:

① بت تراش کے گھر پیدا ہوئے باپ اپنے ساتھ کام کاج میں شامل چاہتا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام

[1] ۲/ البقرۃ: ۱۲۴، ۱۲۵۔

الٹا ہاتھ بٹانے کے بجائے بت شکن بن گئے جس جرم کی پاداش میں باپ نے گھر سے نکال دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے حق کی خاطر جلاوطنی کی صعوبتوں کو برداشت کیا۔

② بتوں کو پاش پاش کیا جس کے نتیجہ میں آپ کو آگ میں جلا دینا چاہا مگر ربّ نے اپنے بندے کے لیے آگ کو گلزار بنا دیا۔

③ اللہ کے حکم سے اپنے پیارے بیٹے اور بیوی کو بے آب وگیاہ میدان میں چھوڑ دیا جو بعد میں مکہ مکرمہ بن گیا۔

④ بوڑھی عمر میں ملنے والے بچے کو راہِ حق میں قربان کرنے کا حکم ملا تو تب بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے جس کا یہی نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل، کائنات کا امام اور آپ کی بہت سی سنتوں کو تا قیامت جاری رہنے کا حکم دے دیا۔

❷ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے رہے۔ اسی پر کھڑے ہو کر آپ نے لوگوں کو حج کے لیے پکارا۔ یہ پتھر خانہ کعبہ کے صحن میں ہے اور آج کل اسے ایک چھوٹی سی شیشہ کی گنبد نما عمارت میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی، میں نے (ایک مرتبہ) کہا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَخَذْنَا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى.

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کاش مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لیں تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى﴾ ❶

اور پردہ کی آیت بھی میری خواہش کے مطابق نازل ہوئی میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کاش آپ اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم دے دیں اس لیے کہ ان سے ہر نیک و بد گفتگو کرتا ہے تب پردے کی آیت نازل ہوئی اور (ایک مرتبہ) نبی کی بیویاں آپ پر غیرت کے سلسلے میں جمع ہوئیں تو میں نے ان سے کہا: ❷

﴿عَسٰى رَبُّهٗٓ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهٗٓ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ ......﴾ (٦٦/ التحريم:٥)

---

❶ ٢/ البقرة:١٢٥۔ ❷ صحيح بخاري، التفسير، باب ﴿واتخذوا من مقام......﴾: ٤٤٨٣۔

''اگر وہ (نبی ﷺ) تم کو طلاق دے دیں تو عنقریب ان کا ربّ انہیں تم سے اچھی بیویاں تمہارے بدلے میں دے دے گا۔'' چنانچہ یہی آیت نازل ہوئی۔

③ مساجد کی صفائی ستھرائی رکھنا بہت ضروری ہے اس بات کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دو اولوالعزم رسولوں کو بطور خاص حکم دیا ہے، یاد رہے اس صفائی سے مراد ظاہری صفائی اور باطنی صفائی دونوں مراد ہیں، باطنی صفائی سے مراد کہ مشرک جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں ایسی پاکیزہ جگہوں میں داخل نہ ہوں کیونکہ مشرک نجس ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے (یا صاف کر دینا ہے)۔'' ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک کالی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی وہ مر گئی آپ ﷺ نے جب اسے نہ دیکھا تو لوگوں سے دریافت کیا کہ ''وہ عورت کہاں ہے؟'' انہوں نے کہا وہ تو مر گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھے کیوں نہ خبر کی۔ چلو اب اس کی قبر بتاؤ۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کی قبر پر نماز جنازہ ادا کی (یعنی مسجد کی صفائی ستھرائی کرنا افضل اور فضیلت والا کام ہے اسے معمولی نہ سمجھا جائے۔) ❷

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ ایک دن مسجد نبوی ﷺ میں کھڑا تھا کسی نے مجھ پر پتھر پھینکا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے مجھے کہا: جاؤ فلاں دو آدمیوں کو میرے پاس بلا لاؤ میں انہیں بلا لایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہنے لگے ہم طائف سے آئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم اس شہر (مدینہ) کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے (شور مچاتے) ہو۔ ❸

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مکتوب میں لکھا:

فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا بِالْمَسَاجِدِ اَنْ نَصْنَعَهَا فِيْ دُوْرِنَا

---

❶ صحیح بخاری، الصلاۃ، باب کفارۃ البزاق فی المسجد۔ ❷ صحیح بخاری، الصلاۃ، باب کنس المسجد۔ ❸ صحیح بخاری، الصلاۃ، باب رفع الصوف فی المسجد۔

وَنُصْلِحَ صَنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا. ❶

رسول اللہ ﷺ ہمیں محلوں میں مساجد بنانے، ان کی بناوٹ کی اصلاح کرنے اور انہیں پاکیزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ انہیں خوشبودار رکھنے کا حکم دیتے تھے۔ ❷

---

❶ صحیح ابی داود، الصلاۃ، باب اتخاذ المساجد فی الدور: ٤٣٧، ٤٥٦۔

❷ صحیح ابی داود: ٤٣٦؛ ایضاً ترمذی: ٥٩٤۔

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا

﴿ فَاذْكُرُونِيْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴾ ❶

”پس تم مجھے یاد کرو (اور یاد رکھو) میں تمہیں یاد کروں گا (اور یاد رکھوں گا) میرا شکر ادا کرو میری نعمتوں کی ناشکری نہ کرو۔“

فوائد:

❶ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کا ذکر فرمایا ہے ایک یہ کہ تم ذکر الٰہی میں ہمیشہ مشغول رہو اور دوسرا یہ کہ تم ہمیشہ میرا شکر کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہو تو میں ایک کلاوہ (دونوں بازو پھیلائے) اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ چلتا ہوا میرے پاس آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔“ ❷

❷ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات میں اپنے خاص بندوں کو کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے کی تلقین فرمائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ ❸

”اور بہت زیادہ اللہ کا ذکر کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔“

﴿ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا

❶ ٢/ البقرة: ١٥٢۔ ❷ صحيح بخاري، التوحيد، باب قول الله ﴿ويحذركم الله نفسه......﴾: ٧٤٠٥؛ صحيح مسلم: ٢٦٧٥؛ ترمذي: ٢٣٨٨؛ ابن ماجه: ٣٨٢٢۔ ❸ ٦٢/ الجمعة: ١٠۔

عَظِيمًا﴾ ❶

''اور بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ ❷

''اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔''

❸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ)) ❸

''جب کچھ لوگ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں تو فرشتے ان کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت ان پر سایہ فگن رہتی ہے اور ان پر سکونت وطمانیت نازل ہوتی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنے مقرب فرشتوں میں کرتے ہیں۔''

ایک روایت میں ہے کہ'' اللہ تعالیٰ اس مجلس میں بیٹھنے والوں کے تمام گناہ معاف کر دیتے ہیں۔'' ❹

❹ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الَّذِیْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا يَذْكُرُ رَبَّهٗ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ)) ❺

''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور اس کی جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا، زندہ اور مردہ کی مثال ہے (یعنی جو ذکر کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے)۔''

---

❶ ۳۳/ الاحزاب: ۳۵۔ ❷ ۳۳/ الاحزاب: ۴۱۔ ❸ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر: ۲۷۰۰؛ ابن ماجہ: ۳۷۹۱۔

❹ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب فضل مجالس الذکر: ۲۶۸۹؛ ترمذی: ۳۶۰۰۔

❺ صحیح بخاری، الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل: ۶۴۰۷؛ صحیح مسلم: ۷۷۹۔

5 حضرت عبداللہ بن بسر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اسلام کے احکام بہت ہیں مجھے ایسی بات بتایئے میں جس میں ہر وقت لگا رہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ)) 1

''تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔''

6 حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا أَعْنَاقَكُمْ)) قَالُوْا بَلٰى قَالَ: ((ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى)) 2

''کیا میں ایسا عمل نہ بتاؤں جو بہترین ہو اور تمہارے بادشاہ (اللہ) کے نزدیک زیادہ اجر والا ہو اور تمہارے درجات بلند کرنے والا ہو اور تمہارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہو اور تمہارے لیے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم اپنے دشمنوں سے لڑائی کرو، تم ان کی گردنوں کو تہہ تیغ کرو اور وہ تمہاری گردنوں کو اڑائیں۔'' صحابہ کرام نے عرض کیا، ضرور بتائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اللہ کا ذکر ہے۔''

7 اطمینانِ قلب اور صحیح سکون و راحت کا ذریعہ ذکرِ الٰہی ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ﴾ 3

''جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے جو لوگ ایمان لائے اور

---

1 ترمذی، الدعوات، باب ماجاء فی فضل الذکر: ۳۳۷۵ حدیث صحیح۔

2 ترمذی، الدعوات، باب ماجاء فی القوم یجلسون فیذکرون: ۳۳۷۷؛ احمد، ۶/ ۴۴۷۔

3 ۱۳/ الرعد: ۲۸، ۲۹۔

جنہوں نے نیک کام بھی کیے ان کے لیے خوشخبری ہے اور بہترین ٹھکانہ ہے۔''

اور جو انسان ذکر الٰہی کو چھوڑ دیتا ہے دنیا و آخرت میں خائب و خاسر ہو جاتا ہے یعنی جو اللہ کو بھول جاتا ہے اللہ اسے بھلا دیتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم روز قیامت اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے گا خدایا! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا! جواب ملے گا، اسی طرح سے ہونا چاہیے تھا تو نے میری آیات کو بھلا دیا آج ہم نے تجھے بھلا دیا۔'' ①

---

① ۲۰/ طٰہٰ: ۱۲۴، ۱۲۶۔

میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو

﴿ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴾ ❶

''پس تم میرا ذکر کرو۔ میں بھی تمہیں یاد کروں گا، میری شکر گزاری کرو اور ناشکری نہ کرو۔''

فوائد:

❶ انسان کی ہمیشہ دو حالتیں رہتی ہیں آرام وراحت یا تکلیف و پریشانی، مومن آرام وراحت میں شکر کرتا ہے اور تکلیف و پریشانی میں صبر اور اس کے لیے ہر دو حالتیں ہی سودمند ثابت ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے اس کے ہر کام میں اس کے لیے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں:

((إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ)) ❷

اگر اسے خوشی ملتی ہے تو اس پر اللہ کا شکریہ ادا کرتا ہے تو یہ شکر کرنا اس کے لیے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے) اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے تو یہ صبر کرنا بھی اس کے لیے بہتر ہے۔''

❷ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار ہا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور نہ کرنے والے کو وعید سنائی ہے:

﴿ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴾ ❸

---

❶ ٢/ البقرة: ١٥٢۔ ❷ مسلم، الزهد، باب المؤمن أمره كله خير: ٢٩٩٩۔

❸ ١٤/ ابراهيم: ٧۔

''اگر تم شکر گزاری کرو گے تو ہم تمہیں زیادہ دیں گے اور اگر ناشکری کرو گے تو سزا کے مستحق ہو گے۔''

﴿ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴾ ❶

''ہم نے ان کو سیدھا راستہ بتایا (اب وہ) یا تو شکر گزاری کرے یا ناشکر گزار بن جائے۔''

﴿ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴾ ❷

''اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو خدا تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ تعالیٰ تو قدر پہچاننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔''

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ ﴾ ❸

''اے ایمان والو! ہم نے جو تم کو روزی دی پاک چیزوں میں سے اسے کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔''

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴾ ❹

''اللہ نے انسانوں پر بڑے بڑے فضل کیے ہیں لیکن ان میں سے بہت کم شکر کرتے ہیں۔''

❸ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی جب بھی کبھی خوشی نصیب ہوتی تو فوراً ربّ کے حضور سر بسجود ہو جاتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا وہاں جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے قبولِ اسلام کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو دی آپ نے جب یہ خبر اور خوشخبری سنی تو:

خَرَّ سَاجِدًا شُكْرًا لِلّٰهِ عَلَى ذٰلِكَ. ❺

اس پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر گئے۔

❹ دنیا میں اللہ کی شکر گزاری کے بعد ایک عورت کے لیے ضروری ہے کہ اپنے شوہر کی

---

❶ ٧٦/ الدهر: ٣۔ ❷ ٤/ النساء: ١٤٧۔ ❸ ٢/ البقرة: ١٧٢۔

❹ ١٠/ يونس: ٦٠۔ ❺ بيهقي: ٢/ ٣٦٩، صحيح على شرط البخاري۔

شکر گزاری کرے ورنہ ناشکری کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بن جائے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھ کو جہنم دکھائی گئی میں نے اس سے زیادہ قبیح منظر کبھی نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اس میں زیادہ تر عورتیں ہیں۔'' لوگوں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسے کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کفر کرتی ہیں۔'' آپ سے دریافت کیا گیا کہ اس کا کیا مطلب ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)) [1]

''وہ اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں وہ احسان فراموش ہیں یعنی نیکی کی ناقدری، ناشکری کرتی ہیں، اگر تم ان میں سے کسی سے زمانہ بھر نیکی کرو پھر وہ تم سے کچھ برائی دیکھے تو وہ کہہ دے گی کہ میں نے تم سے کبھی کوئی خیر نہیں دیکھی۔''

5 جو قومیں اللہ کی نعمتوں کی ناقدری و ناشکری کرتی ہیں وہ ذلیل و رسوا ہو جاتی ہیں جیسا کہ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ ملک یمن میں سبا کی قوم بڑی خوشحال و آباد تھی زمین نہایت سرسبز پھل پھول بکثرت میلوں تک میووں کے باغ، باغوں میں بارہ ماہ پھل لامقطوعہ ولاممنوعہ جنت کی کیفیت، سال درسال پر موقوف نہ ہوتی، میووں کی وہ کثرت کہ جس کا جی چاہے ٹوکرے بھرے مفت لے جائے، کسی کی روک تھی نہ ٹوک، جتنا چاہو کھالو، جتنا چاہو لے جاؤ۔ پھل اس کثرت سے گرتے تھے کہ مسافر نے اپنے سر پر ٹوکرا رکھا ہو پچاس قدم باغ میں راستہ چلا سارا ٹوکرا میووں سے بھر گیا، نہ ہاتھ سے توڑنے کی ضرورت نہ زمین پر گرے پڑے پھل اٹھانے کی حاجت، یہ حکم تھا کہ اس کا شکریہ ادا کرتے رہنا، انسان ہمیشہ نافرمان رہا ہے۔ شکر کی جگہ ناشکری، ایمان کی جگہ کفر کرنا شروع کر دیا، ہر چیز کی وعظ ونصیحت کی گئی، کب مانتے تھے آخر پانی کی ایک رو ایسی زبردست آئی کہ سارے باغ جڑ سے اکھڑ گئے کہیں پتہ نہ لگا وہ باغ اب تو خواب وخیال ہو گئے جب پانی کی رو، (لہر) خشک ہوگئی تو باغوں کی جگہ اندرائن کے پھل اور جھاؤ کے درخت اور جنگلی جھاڑی کے بیر پیدا ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو کچھ

---

[1] صحيح بخاري، النكاح، باب كفران العشير وهو الزوج وفي الحيض: ٣٠٤؛ صحيح مسلم: ١٣٢؛ فتح الباري: ٢/ ٦٢٨۔

یوں ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ۝ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ ﴾ [1]

''قوم سبا کے لیے اپنی بستیوں میں خدا کی قدرت کی نشانیاں تھیں ان کے دائیں بائیں دو باغ تھے، اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھا کر اس کا شکر ادا کرو، عمدہ شہر اور بخشنے والا ربّ، لیکن انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر تیز بہاؤ کے پانی کا نالا بھیج دیا اور ہم نے ان کے ان ہرے بھرے باغوں کے بدلے دو ایسے باغ دیئے جو بدمزہ میووں والے اور بکثرت جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں والے تھے، یہ ہم نے انہیں ان کی ناشکری کے بدلے میں دیا، ہم ایسی سخت سزا بڑے بڑے ناشکروں کو ہی دیتے ہیں۔ ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دے رکھی تھی چند بستیاں اور رکھی تھیں جو برسرِ راہ ظاہر تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں ہم نے مقرر کر دی تھیں۔ ان میں راتوں اور دنوں کو باامن وامان چلتے پھرتے رہو۔ لیکن انہوں نے پھر درخواست کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفر دور دراز کے کر دے چونکہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنا برا کیا اس لیے ہم نے انہیں گزشتہ فسانوں کی صورت میں کر دیا اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے ہر ایک صبر وشکر کرنے والے کے لیے اس قصے میں بہت سی عبرتیں ہیں۔''

[1] ٣٤/ سبا: ١٥۔ ١٩۔

مصائب میں صبر اور نماز سے مدد طلب کرو

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ﴾ ❶

''اے ایمان والو! (جب کوئی مشکل درپیش ہو تو) صبر اور نماز سے مدد طلب کرو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

فوائد:

❶ اس آیت مبارکہ میں مصیبت اور پریشانی میں صبر اور نماز کو اپنا شعار بنانے کا حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی یاد میں جس قدر طبیعت مصروف ہو اسی قدر دوسری پریشانیاں خود بخود کم ہو جاتی ہیں اور صبر سے انسان بہت سی مشکلات پر قابو پا لیتا ہے اور نماز ان حالات میں نفس انسانی کو اطمینان بخشتی ہے بندے کا اللہ پر توکل بڑھتا ہے اور یہی توکل مشکلات میں ثبات قدم رہنے کے لیے ایک بہت بڑا سہارا ثابت ہوتا ہے جیسا دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ ﴾ ❷

''اور (مشکل پڑنے پر) صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔''

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ ﴾ ❸

''اے ایمان والو! صبر کرو اور دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہو اور محاذ جنگ پر مورچے سنبھالے رہو۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)) ❹

''کہ کوئی انسان ایسا عطیہ اور تحفہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور توسیع تر ہو۔''

---

❶ ٢/ البقرة: ١٥٣۔ ❷ ٢/ البقرة: ٤٥۔ ❸ ٣/ آل عمران: ٢٠٠۔

❹ صحيح بخاري، الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة: ١٤٦٩؛ صحيح مسلم: ١٠٥٣۔

گویا جسے صبر کی نعمت مل گئی اسے کائنات کی عظیم ترین دولت سے نواز دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ ❶

''صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر دیا جائے گا بغیر حساب کے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک عورت سے ہوا جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ))

''اللہ سے ڈر اور صبر کر۔''

اس نے کہا مجھ سے دور ہو جا۔ تجھے وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے اس نے رسول اللہ کو پہچانا نہیں تھا (اس نے دکھ کی حالت میں یہ نازیبا الفاظ کہہ دیئے) بعد میں اسے بتلایا گیا کہ وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے یہ سن کر وہ آپ کے گھر آئی اور آپ سے معذرت کی کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر نصیحت کی اور فرمایا:

((اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى)) ❷

''صبر تو یہی ہے کہ صدمے کے آغاز میں صبر کیا جائے۔''

عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا کہ میں تمہیں جنتی عورت دکھاتا ہوں یہ سیاہ رنگ کی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر مرگی کے دورے پڑتے ہیں اور میں برہنہ ہو جاتی ہوں میرے لیے دعا کریں اللہ مجھے شفا عطا کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَكِ)) ❸

''اگر تو چاہے تو (اس بیماری پر) صبر کر اور تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے تیری عافیت کی دعا مانگتا ہوں۔''

---

❶ ۳۹/ الزمر: ۱۰۔ ❷ صحیح بخاری، الجنائز، باب زیارۃ القبور: ۱۲۸۳؛ صحیح مسلم، الجنائز، باب الصبر علی المصیبة عند الصدمة الاولی: ۹۲۶۔ ❸ صحیح بخاری، المرضی، باب فضل من یصرع من الریح: ۵۶۵۲؛ صحیح مسلم: ۲۵۷۶؛ مسند احمد: ۳۲۴۰۔

تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں صبر کرتی ہوں (اور مجھے جنت چاہیے) پس آپ اتنی دعا کریں کہ میں برہنہ نہ ہوا کروں پس آپ ﷺ نے اس کے لیے یہ دعا فرما دی۔ گویا صبر کا بدلہ جنت ہے۔

❷ نماز کے ساتھ اللہ سے مدد طلب کرنا چاہیے کیونکہ حالت نماز میں انسان اللہ کے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)) ❶

''بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے لہٰذا سجدے میں اللہ سے مدد و معاونت کے لیے کثرت سے دعا کیا کرو۔''

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ بھی تھی۔

إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى. ❷

آپ ﷺ کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو آپ ﷺ نماز پڑھتے۔

مسند احمد وغیرہ میں موجود ہے کہ تمام انبیا کی بھی یہی عادت تھی کہ پریشانی اور غم و دکھ کی حالت میں رب کے حضور سر بسجود ہو جاتے تھے۔ ❸

آپ ذرا غزوہ بدر کے دن کو دیکھیں جس دن مسلمان پریشانی اور مصیبت میں تھے رسول اللہ ﷺ سخت پریشان ہیں کیونکہ دونوں جانب تقابل کرنے سے سمجھ آتی تھی کہ مسلمان ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں اس حالت کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے سر سجدے میں رکھ دیا اور روتے ہوئے کہنے لگے: ((يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيثُ)) ''اے ہمیشہ زندہ رہنے اور قائم رہنے والے ہماری نصرت فرما'' اور پھر فرمانے لگے: ((اَللّٰهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعُصْبَةُ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَبَدًا)) ''اے اللہ! اگر آج یہ مختصر سی جماعت صفحہ ہستی سے مٹ گئی تو دنیا میں تیرا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔''

خندق کے موقعہ پر رات کے وقت جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر

---

❶ صحیح مسلم، الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود: ٤٨٢؛ ابو داود: ٨٧٥۔

❷ ابو داود، الصلاۃ، باب وقت قیام النبی ﷺ من اللیل: ١٣١٩؛ صحیح ابی داود للالبانی: ١/ ٢٦١۔ ❸ الصحیحۃ: ١٠٦١۔

ہوتے ہیں تو آپ ﷺ کو نماز میں پاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کی رات میں نے دیکھا کہ ہم سب سو گئے تھے مگر رسول اللہ ﷺ ساری رات نماز میں مشغول رہے صبح تک نماز اور دعاؤں میں لگے رہے۔ ❶

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک سفر میں تھے کہ انہیں ان کے بھائی حضرت قثم رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور راستے کی ایک جانب اونٹ کو بٹھا کر نماز شروع کر دی اور بہت لمبی نماز پڑھی پھر اپنی سواری پر سوار ہونے لگے اور اس آیت کی تلاوت کرتے ہیں: ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ ''نماز اور صبر کے ساتھ مدد طلب کرو۔'' ❷

---

❶ تفسیر ابن کثیر فی تفسیر سورۃ البقرۃ: ۲/ ٤٦۔

❷ تفسیر ابن کثیر فی تفسیر سورۃ البقرۃ: ۲/ ٤٦۔

شہید کو مردہ مت کہو

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝﴾ ❶

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُن کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔''

فوائد:

❶ جب انسان اپنی سب سے عزیز چیز اپنی جان اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے تو اللہ اسے اس سے بہتر اور اعلیٰ زندگی عطا کر دیتا ہے جو دائمی ہوتی ہے، یہ اللہ کی محبت ہی کا ایک پہلو ہے کہ جان نکل جانے کے باوجود اللہ شہید کو مردہ کہنا پسند نہیں کرتا جیسا کہ ہم میں سے کوئی جانور ذبح کرے تو اگرچہ اس کی جان نکل چکی ہے لیکن کوئی اسے مردہ کہے ہمیں اچھا نہیں لگتا۔

❷ درجہ شہادت وہ عظیم مقام ہے کہ شہید کی تمنا ہوگی کہ کاش! اسے دوبارہ زندگی ملے اور پھر شہید ہو کر اللہ کی جنت کا مہمان بنے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پریشان دیکھا تو کہنے لگے:

''اے جابر! ادھر آ، میں تجھے ایک بات بتاؤں اللہ تعالیٰ نے آج تک جس سے بھی بات کی پردے میں کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو سامنے بٹھا کر بات چیت کی۔ اللہ تعالیٰ پوچھنے لگے: اے میرے بندے! مجھ سے مانگ تجھے عطا کروں۔ اس پر تیرے والد نے عرض کی: میرے مولا! عرض یہی ہے کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں تیری خاطر دوسری بار قتل کیا جاؤں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عبداللہ سے کہا: یہ تو میرا فیصلہ ہو چکا کہ جو لوگ یہاں آ گئے وہ واپس دنیا میں نہیں جا سکتے۔ یہ سن کر عبداللہ کہنے لگے: میرے پروردگار! پھر میرے پیچھے جو

---

❶ ٢/ البقرة: ١٥٤۔

میرے ساتھی ہیں انہیں (میری جنت کی خوشحال زندگی کے بارے میں) آگاہ کردیجیے۔'' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ❶

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴾ (۳/آل عمران: ۱۶۹)

''جو اللہ کے راستے میں شہید کردیے گئے ان کے بارے میں مت خیال کرو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں، اپنے رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں۔''

❸ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے جسم میں ہوں گی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخاطب کر کے آگاہ کیا: ''تمہارے وہ بھائی جو احد میں شہید ہو گئے اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں ڈال دیا، وہ جنت کی نہروں پر اڑتے پھرتے ہیں، نہروں کے اردگرد لگے درختوں کے پھلوں کو کھاتے ہیں پھر وہ ان قندیلوں میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں جو سونے کی بنی ہوئی ہیں اور عرش کے نیچے لٹک رہی ہیں۔ جب ان شہداء نے دیکھا کہ ان کا کھانا پینا اور ٹھکانا انتہائی باکمال ہے تو وہ کہنے لگے: اے کاش! جو سلوک ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اس کی خبر دنیا میں ہمارے بھائیوں کو ہو جائے تو وہ جہاد میں سستی نہ کریں اور نہ جنگ سے بھاگیں۔''

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں: ❷

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۘ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے

---

❶ الترمذی، تفسیر القرآن، باب: ومن سورة آل عمران: ۳۰۱۰؛ مستدرك حاكم: ۳/ ۲۰۳، ۲۰۴، ۴۹۱۴، حسن۔

❷ مسند احمد: ۱/ ۲۶۵، ۲۲۶، ۲۳۸۸؛ ابو داؤد: ۲۵۲۰، حسن۔

ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اُس میں خوش ہیں اور جو لوگ اُن کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) اُن میں شامل نہیں ہو سکے اُن کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) اُن کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے اور اللہ کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں اور اس سے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔" [1]

4 خاک و خون میں لت پت شہید پر حور کا نازل ہونا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ پر جاتے ہوئے اپنے صحابہ کے ہمراہ ایک جھونپڑی پر سے گزرے۔ایک دیہاتی جھونپڑی میں سے نکلا اور پوچھا تم کون لوگ ہو؟ بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی ہیں اور جہاد پر جا رہے ہیں اس نے پوچھا کیا دنیا کا بھی کوئی فائدہ ملے گا؟ کہا ہاں، مال غنیمت ملے گا جسے مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔اس نے اپنے اونٹ پر پلان رکھا اور لشکر کے ساتھ روانہ ہو گیا۔وہ اپنے اونٹ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کرتا تھا اور صحابہ اس کے اونٹ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کرتے تھے آپ نے فرمایا:

((دَعُوا لِيَ النَّجْدِيَّ، فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اِنَّهُ لَمِنْ مُلُوْكِ الْجَنَّةِ))

"دیہاتی کو میرے قریب آنے دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ تو جنت کے بادشاہوں میں سے ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پھر دشمن سے معرکہ ہوا اور یہ آدمی شہید ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی۔آپ اس کے لاشے پر آئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور مسکرانا شروع کر دیا۔پھر اس سے منہ پھیر لیا۔ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! پہلے ہم نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"میرے مسکرانے کی وجہ یہ تھی میں اللہ کی طرف سے ہونے والی رحمت و بخشش کو دیکھ

---

[1] ۳/ آل عمران:۱۶۹۔۱۷۱۔

رہا تھا۔ پھر اچانک جنت سے حورعین نازل ہوئی اور اس کے سرہانے آ کر بیٹھ گئی تو میں نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔'' [1]

5 شہید کے چھ اعزاز

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ہاں شہید کے چھ اعزاز ہیں (اور وہ یہ ہیں)

① ((يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ))
''پہلے ہی لمحہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔''

② ((وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) ''عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔''

③ ((وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ)) ''قیامت کی بڑی مصیبت سے محفوظ رہتا ہے۔''

④ ((وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا))
''اُس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا صرف ایک ہی یاقوت دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے قیمتی ہے۔''

⑤ ((وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ إِنْسَانًا زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعِينِ))
''خوبصورت، بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر ۷۲ حوروں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے۔''

⑥ ((وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقَارِبِهِ)) [2]
''اس کے ستر ۷۰ رشتہ داروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔''

6 حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کا غسل

حنظلہ بن ابی عامر لڑتے ہوئے ابوسفیان کے پاس جا پہنچے، وہ اسے قتل کرنے ہی والے

---

[1] شعب الایمان للبیهقی (٤٣١٧) اس کی سند حسن ہے۔

[2] ابن ماجه، الجهاد، باب فضل الشهادة فی سبیل الله: ٢٧٩٩؛ صحیح الترغیب: ١٣٧٥۔

تھے کہ شداد بن اسود نے حنظلہ رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ان کی شہادت کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا:

((إِنَّ صَاحِبَكُمْ حَنْظَلَةَ تُغَسِّلُهُ الْمَلَائِكَةُ فَسَلُوْا صَاحِبَتَهُ))

''تمہارے ساتھی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں، اس کی بیوی سے پوچھو (کہ اس کا سبب کیا ہے)؟''

بیوی سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ جب حنظلہ نے معرکہ آرائی کا سنا تو اس پر غسل واجب تھا لیکن وہ اللہ کے راستے میں اسی حالت میں نکل کھڑا ہوا۔ یہ سن کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَذَاكَ قَدْ غَسَّلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ)) [1]

''اسی وجہ سے فرشتوں نے حنظلہ کو غسل دیا۔''

---

[1] ابن حبان: ۷۰۲۵؛ مستدرك حاكم: ۳/ ۲۰۴، ۲۰۵، ۴۹۱۷۔

آزمائش اللہ کی سنت ہے

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ ❶

''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، خوف سے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔''

فوائد:

❶ آزمائش اللہ کی سنت ہے اللہ تعالیٰ کا کسی کو آزمائش میں ڈالنا، اس کے کئی ایک مقاصد ہوتے ہیں کبھی ایمان کا امتحان، کبھی گناہوں سے معافی اور کبھی رفع الدرجات اور کبھی رضا جوئی، جو شخص اللہ کی آزمائش میں پورا اترتا ہے اور ہر حال میں عسر و یسر اور تنگی و آسانی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجالاتا ہے صبر و شکر کا دامن تھامے رکھتا ہے یقیناً وہ ہر آزمائش میں پورا اترتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آزمائش بھی انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جن سے محبت کرتا ہے اور پھر اس پر پورا اترنے پر انہیں اجر و ثواب سے مالا مال کر دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضٰى وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ)) ❷

''بلاشبہ بڑا اجر و ثواب اسی کو حاصل ہوتا ہے جس پر آزمائش بڑی ہو اور اللہ عزوجل جب کسی قوم سے محبت کرتے ہیں تو اسے آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں پھر جو شخص آزمائش پر راضی ہو جاتا ہے (یعنی اللہ کا حکم سمجھتے ہوئے اس پر

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۱۵۵۔ ❷ صحیح بخاری، المرضی، باب ماجاء فی کفارۃ المرض: ۵٦٤٥۔

صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو جاتے ہیں اور اگر جزع فزع کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جاتے ہیں۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَوَدُّ اَهْلُ الْعَافِيَةِ حِيْنَ يُعْطَى اَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ اَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيْضِ......)) ❶

"روز قیامت جب اہل آزمائش کو ثواب اور عظیم انعامات سے نوازا جائے گا تو دنیا میں ہمیشہ عافیت وتندرستی کی زندگی بسر کرنے والے لوگ خواہش کریں گے کہ کاش! دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں کے ساتھ کاٹ دیے جاتے (اور آج انہیں بھی وہ انعامات ملتے جو اہل آزمائش کو ملے ہیں)۔"

❷ آزمائش کی مختلف صورتیں ہیں جن میں چند اس آیت مبارکہ میں ذکر ہوئی ہیں مثلاً: دشمن کا ڈر اور خوف، جو عموماً جنگوں کے ہوتا ہے جیسا کہ جنگ احزاب کے وقت ہر طرف خوف تھا جو مدینہ کی چھوٹی سی ریاست کے چار طرف منڈلا رہا تھا، ایک دفعہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کاش! آج رات کوئی میرا پہرہ دے تا کہ میں سو سکوں۔" یہ سن کر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مسلح ہو کر آ گئے اور کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں پہرہ دیتا ہوں آپ سو جائیں چنانچہ آپ نے اس طرح آرام فرمایا۔ ❷

اور اسی طرح ایک رات اہل مدینہ ایک خوفناک آواز سن کر گھبرا گئے پھر وہ اس آواز کی طرف روانہ ہوئے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے آ رہے ہیں آپ ان سے پہلے ہی اس آواز کی جانب روانہ ہو گئے تھے اور خبر معلوم کر کے آ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا: "ڈرو نہیں، ڈرو نہیں (اور جا کر سو جاؤ)۔" ❸

❸ اور کبھی آزمائش بھوک پیاس اور معیشت کی کمی سے ہوتی ہے معیشت کی کمی سے مراد

---

❶ ترمذی، الزهد، باب يوم القيامة وندامة المحسن والمسيء يومئذ: ٢٤٠٢، حديث حسن؛ هداية الرواة، ٢/ ١٧٠؛ الترغيب والترهيب: ٤/ ١٤٦۔ ❷ صحيح بخاری، الجهاد، باب الحراسة فی الغزو فی سبيل الله عزوجل: ٢٨٨٥۔ ❸ صحيح بخاری، الجهاد، باب الحمائل وتعليق السيف بالعنق: ٢٩٠٨؛ صحيح مسلم، الفضائل، باب شجاعة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

کاروباری اور روزگاری کی مشکلات کا بڑھ جانا، جس سے سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے،
ذیل میں ہم چند روایات صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ کی معیشت تنگدستی اور معیشت کی کمی کے متعلق ذکر کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے صفہ والوں میں ستر آدمی ایسے دیکھے جن کے پاس چادر تک نہ تھی یا تو فقط تہبند تھا یا فقط کمبل، جسے انہوں نے گردن سے باندھ رکھا تھا۔ جو کسی کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک، جسے وہ اپنے ہاتھ سے سمیٹتے رہتے۔ اس ڈر سے کہیں ان کا ستر نہ کھل جائے۔ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھانجے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بتاتی ہیں کہ ہم پر ایسے وقت بھی آئے کہ دو دو تین تین ماہ ہمارے گھر آگ نہیں جلتی تھی پس پانی اور کھجور پر گزارا کرتے تھے اور کبھی کبھار آپ ﷺ کے ہمسائے اپنی بکریوں کا دودھ تحفہ میں دے دیتے تو پی لیتے تھے۔ ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آل پر آپ کی وفات تک ایسا زمانہ نہیں گزرا کہ انہوں نے مسلسل تین دن پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔ ❸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھوک لگی ہوئی تھی مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے تو ان سے کہا کہ قرآن مجید کی فلاں آیت: ﴿ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ ﴾ ❹ مجھے پڑھ کر سناؤ وہ اپنے گھر میں گئے اور یہ آیت مجھے پڑھ کر سنائی اور سمجھائی آخر میں وہاں سے چلا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ بھوک سے بے حال ہو کر اوندھے منہ گر پڑا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ میرے سرہانے کھڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھایا اور پہچان گئے کہ بھوک کے مارے میرا یہ حال ہے۔ آپ مجھے گھر لے گئے اور میرے لیے دودھ کا پیالہ لانے کا حکم دیا میں نے دودھ پیا۔ پھر فرمایا: ''ابو ہریرہ اور پی۔'' میں نے اور پیا۔ پھر فرمایا: ''اور پی'' میں نے اور پیا۔ حتی کہ میرا پیٹ تن کر سیدھا ہو گیا پھر میں حضرت عمر سے ملا اور اپنا حال بیان کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بھوک دور کرنے کے لیے

---

❶ صحيح بخاري، الصلاة، باب نوم الرجال في المسجد:٤٤٢۔

❷ صحيح بخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها۔

❸ صحيح بخاري، الاطعمة، باب قول الله تعالى ﴿كلوا من طيبات ما رزقنكم﴾:٥٣٧٤۔

❹ ٧٦/ الدهر:٨۔

ایسے شخص کو بھیج دیا جو آپ سے اس بات کے زیادہ لائق تھے۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ سے جو آیت پڑھ کر سنانے کو کہا تھا۔ وہ مجھے آپ سے زیادہ یاد تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اللہ کی قسم! اگر میں اس وقت تمہیں گھر لے جا کر کھانا کھلاتا تو سرخ اونٹوں کے ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔ ❶

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور ہم نے اپنے تئیں اس وقت جہاد کرتے پایا جب ہمیں حبلہ اور سمر (کانٹے دار درخت) کے پتوں کے سوا اور خوراک نہ ملتی۔ ہم لوگوں کو اس وقت بکری کی طرح سوکھی مینگنیاں آیا کرتیں جن میں تری نام کی کوئی چیز نہ ہوتی۔ ❷

❶ صحیح بخاری، الاطعمة، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿کلوا من طیبات ما رزقناکم﴾ ٥٣٧٥۔

❷ صحیح بخاری، الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ وأصحابه: ٦٤٥٣۔

مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہنا

﴿الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ ❶

"(مومنین) کہ جب انہیں کوئی مصیبت آئے تو فوراً کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم خود بھی اللہ ہی کی مِلک ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے، ایسے ہی لوگوں پر ان کے پروردگار کی طرف سے عنایات اور رحمتیں برستی ہیں اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔"

فوائد:

❶ دنیا میں دکھ سکھ غم و مسرت اور رنج و راحت جوڑا جوڑا ہیں دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں جسے کسی مصائب و آلام اور دکھ نے نہ چھوا ہو۔ مومن اس دکھ اور غم کی حالت میں ضبط نفس اور صبر و تحمل سے کام لیتا ہے اور سب سے پہلے اپنی زبان سے یہ کلمات جاری کر دیتا ہے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ" یہی مومنین کی صفت اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت مبارکہ میں بیان فرمائی ہے۔

❷ جب مسلمان پر کوئی مصیبت و آفت آئے تو سب سے پہلے وہ اپنی زبان سے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِیْبُهُ مُصِیْبَةٌ فَیَقُوْلُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَیْرًا مِنْهَا)) ❷

---

❶ ۲/ البقرة: ۱۵٦، ۱۵۷۔

❷ صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة: ۲۱۲٦؛ احمد: ٦۳٤۳۔

”جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے پھر وہ کہتا ہے کہ ہم تو خود اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے بدلے میں اس سے بہتر عطا کر تو اللہ تعالیٰ اسے اس چیز کے بدلے میں اس سے بہتر عطا فرما دیتے ہیں۔“

مسند احمد میں یہ روایت مفصل موجود ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے خاوند حضرت ابو سلمہ ایک روز میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے ہو کر آئے اور خوشی خوشی فرمانے لگے آج تو میں نے ایک ایسی حدیث سنی ہے کہ میں بہت ہی خوش ہوا ہوں وہ حدیث یہ ہے کہ جس کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہے:

((اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِی فِیْ مُصِيْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَيْرًا مِنْهَا))

تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر بدلہ ضرور دیتا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس دعا کو یاد کر لیا جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں نے یہ کلمات پڑھے لیکن مجھے خیال آیا کہ بھلا ابو سلمہ سے بہتر شخص کون مل سکتا ہے؟ جب میری عدت گزر چکی (چار ماہ دس دن) تو میں ایک روز ایک کھال کو دباغت دے رہی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے اپنے ہاتھ دھو ڈالے کھال رکھ دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کی درخواست کی اور آپ کو ایک گدی پر بٹھا دیا۔

آپ نے مجھ سے اپنا نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی میں نے کہا یہ تو میری خوش قسمتی کی بات ہے لیکن اوّل تو میں بڑی غیرت والی ہوں ایسا نہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کے خلاف کوئی بات مجھ سے سرزد ہو جائے اور خدا کے ہاں عذاب ہو دوسرا یہ کہ میں عمر رسیدہ ہوں تیسرا یہ کہ میں بال بچوں والی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو سنو۔ ایسی بے جا غیرت اللہ تعالیٰ تمہاری دور کر دے گا اور عمر میں کچھ میں بھی چھوٹا نہیں اور رہی بچوں کی بات تو تمہارے بچے میرے ہی بچے ہیں۔“

میں نے یہ سن کر کہا پھر تو مجھے کوئی عذر نہیں۔ چنانچہ میرا نکاح نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میرے میاں (خاوند) سے بہت ہی عظیم الشان کو (یعنی رسول اللہ ﷺ کو) میرا خاوند بنا دیا۔ ❶

❸ ہمارے معاشرے میں عام یہ ہے کہ ان الفاظ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" تو صرف اس وقت ادا کرتے ہیں جب کسی کی موت کی خبر وصول ہوتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عام رکھا ہے جب بھی کوئی پریشانی ومصیبت آئے تو اس وقت یہ الفاظ ادا کرنا چاہیے۔

❹ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں: کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی ہے؟''

فرشتے کہتے ہیں ''ہاں'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''کیا تم نے میرے بندے کے جگر کا ٹکڑا لے لیا ہے؟'' فرشتے نے عرض کیا ''ہاں''

((فَيَقُوْلُ مَا ذَا قَالَ عَبْدِیْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ)) ❷

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا تھا؟ پس وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس گھر کا نام ''بیت الحمد'' رکھ دو۔''

❺ مصائب کے وقت "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" صبر وتحمل سے کام لینا۔ نماز اور دعا کے ساتھ مدد طلب کرنا، استقامت کا مظاہرہ کرنا، جزع فزع اور شکوے شکایت سے بچنا، استغفار طلب کرنا، عمل صالح کے توسط سے دعا کرنا یہ مومنانہ شیوہ ہے اور اس کے برعکس کرنا مومن کی شان نہیں۔

---

❶ مسند احمد: ١٦٢٩٦؛ سنده حسن عند احمد شاكر؛ تحفة الاشراف: ١٨٢٤٨۔

❷ ترمذی، الجنائز، باب فضل المصيبة اذا احتسب: ١٠٢١؛ صحيح ترمذی للالبانی: ١/ ٨١٤۔

توحید الوہیت

﴿ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴾ ❶

"تمہارا سچا معبود ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے بے حد رحم والا نہایت مہربان ہے۔"

فوائد:

❶ اس آیت مبارکہ میں اللہ کی توحید الوہیت کو بیان کیا گیا ہے۔ یعنی وہ تمام عبادات میں اکیلا اور تنہا ہے اس کا کوئی ہمسر اور کوئی شریک نہیں اور تمام وہ عبادات جن کا تعلق زبان، مال اور جسم سے ہے وہ صرف اللہ ہی کے لیے بجالائی جائیں۔ دعا، توبہ، قسم، نذر و نیاز، نماز، روزہ، رکوع، سجدہ، محبت وخشیت وغیرہ سب اللہ کے لیے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کا تذکرہ کئی ایک مقامات پر فرمایا ہے۔

﴿ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ ❷

"اللہ نے گواہی دی کہ بے شک اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتوں نے اور علم والوں نے بھی، اس حال میں کہ وہ انصاف پر قائم ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں سب پر غالب کمال حکمت والا ہے۔"

﴿ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ ﴾ ❸

"وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، ہر چھپی اور کھلی چیز کو

---

❶ ۲/ البقرة: ۱۶۳۔ ❷ ۳/ آل عمران: ۱۸۔ ❸ ۵۹/ الحشر: ۲۲، ۲۳۔

جاننے والا ہے، وہی بے حد رحم والا اور نہایت مہربان ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بادشاہ ہے نہایت پاک، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، اپنی مرضی چلانے والا، بے حد بڑائی والا ہے پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

❷ سب انبیا نے ایک ہی دعوت دی ہے۔

نوح علیہ السلام:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ ❶

"بلاشبہ ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، یقیناً میں تم پر ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔"

ہود، صالح، اور شعیب:

﴿يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ﴾

"اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔"

❸ ایک سے زیادہ معبودوں کا وجود محال ہے۔

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ ❷

"اگر ان دونوں میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتے تو وہ دونوں ضرور بگڑ جاتے سو پاک ہے اللہ جو عرش کا رب ہے ان چیزوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔"

﴿قُل لَّوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ۝ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا﴾ ❸

"کہہ دیجئے اگر اس کے ساتھ کچھ اور معبود ہوتے جس طرح کہ یہ کہتے ہیں تو

---

❶ ۷/ الاعراف: ۵۹۔ ❷ ۲۱/ الانبیاء: ۲۲۔ ❸ ۱۷/ بنی اسرائیل: ۴۲، ۴۳۔

اس وقت وہ عرش والے کی طرف کوئی راستہ ضرور ڈھونڈتے۔ پاک ہے وہ اور بہت بلند ہے اس سے جو کہتے ہیں بہت زیادہ بلند۔‘‘

﴿مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ ❶

’’نہ اللہ نے کوئی اولاد بنائی اور نہ کبھی اس کے ساتھ کوئی معبود تھا، اس وقت ضرور ہر معبود جو کچھ اس نے پیدا کیا تھا، اسے لے کر چل دیتا اور ان میں سے بعض بعض پر چڑھائی کر دیتا پاک ہے اللہ اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔‘‘

❹ قسم صرف اللہ کے نام کی اٹھائی جا سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ)) ❷

’’جس نے قسم کھانی ہو وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔‘‘

❺ نذر و نیاز صرف اللہ کے لیے جائز ہے۔

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَاۗىِٕنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَاۗىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَاۗىِٕهِمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ ❸

’’اور انہوں نے اللہ کے لیے ان چیزوں میں سے حصہ مقرر کیا جو اس نے کھیتی اور چوپاؤں میں سے پیدا کی ہیں پھر انہوں نے کہا یہ اللہ کے لیے ہے ان کے خیال کے مطابق اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے ہے، پھر جو ان کے شرکاء کا حصہ ہے وہ اللہ کی طرف نہیں پہنچتا اور جو اللہ کا ہے وہ ان کے شریکوں کی طرف پہنچ جاتا ہے برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔‘‘

❻ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے وہ حرام ہے۔

---

❶ ۲۳/ المؤمنون: ۹۱۔ ❷ صحیح بخاری، الشهادات، باب كيف يستحلف؛ صحيح مسلم، الايمان، باب النهي عن الحلف بغير الله۔ ❸ ٦/ الانعام: ۱۳٦۔

﴿ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ❶

''اس نے تو تم پر مردار اور خون اور ہر وہ چیز حرام کی ہے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے، پھر جو مجبور کر دیا جائے اس حال میں کہ وہ بغاوت کرنے والا نہ ہو اور نہ حد سے گزرنے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

حضرت ابوالطفیل فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں ایسی بات بتائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصاً آپ کے ساتھ کی ہو تو فرمانے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ کوئی ایسی خاص بات نہیں کی جو لوگوں سے چھپائی ہو لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ الْمَنَارَ)) ❷

''اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو کسی بدعتی کو پناہ دے، اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے والدین پر لعنت کرے اور اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو زمین کے نشانات کو مٹائے۔''

❼ تعویذ وغیرہ لٹکانا بھی شرک ہے۔

محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے بھائی عیسیٰ سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ابو معبد جہنی عبداللہ بن حکیم کے پاس عیادت کے لیے گیا جن کو خسرہ کی بیماری تھی میں نے کہا آپ کوئی تعویذ وغیرہ کیوں نہیں لٹکاتے تو کہنے لگے موت اس سے زیادہ بہتر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ)) ❸

''جس نے کوئی چیز (تعویذ) لٹکائی تو وہ اس کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔''

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۱۷۳۔ ❷ صحیح مسلم، الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللہ تعالیٰ: ۵۱۲۵؛ نسائی، الضحایا، باب من ذبح لغیر اللہ۔ ❸ ترمذی، الطب، باب کراھیة التعلیق: ۲۰۷۲۔

غیر اللہ تو منہ پھیر لیں گے

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴾ ❶

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں سخت ہوتے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (تو ہرگز شرک نہ کرتے)۔''

فوائد:

❶ اس آیت میں مشرکین کا دنیوی اور اخروی حال بیان ہو رہا ہے، یہ اللہ کا شریک مقرر کرتے ہیں اس جیسا اوروں کو ٹھہراتے ہیں اور پھر ان کی محبت اپنے دل میں ایسی ہی جماتے ہیں جیسی اللہ کی ہونی چاہیے حالانکہ معبود برحق صرف ایک ہی ہے، وہ شریک اور حصہ داری سے پاک ہے اور جو انہوں نے اللہ کے مقابلے میں شریک بنائے ہوں گے وہ ان سے منہ پھیر لیں گے اور براءت کا اعلان کر دیں گے۔

﴿ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴾ ❷

''جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور کل رشتے ناتے ٹوٹ جائیں گے۔''

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۱۶۵۔ ❷ ۲/ البقرۃ: ۱۶۶۔

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴾ ❶

''اور تابعدار لوگ کہنے لگیں گے، کاش! ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کو یہ ہرگز جہنم سے نہیں نکلیں گے۔''

❷ قرآن میں ہے کہ یہ لوگ جن جن کی عبادت کرتے تھے وہ سب کے سب قیامت کے دن ﴿ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴾ ❷ ''ان کی عبادت سے انکار کریں گے اور ان کے دشمن بن جائیں گے۔''

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا فرمان ہے ﴿ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ ﴾ ❸ ''تم نے اللہ کے سوا بتوں کی محبت دل میں بٹھا کر ان کی پوجا شروع کر دی ہے۔'' قیامت کے دن وہ تمہاری عبادت کا انکار کریں گے اور آپس میں ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور تمہارا مددگار کوئی نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک اور جگہ ہے: ﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ﴾ ❹ ''یعنی یہ ظالم رب کے سامنے کھڑے ہوں گے۔'' اور اپنے پیشواؤں سے کہہ رہے ہوں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار بن جاتے۔ وہ جواب دیں گے کیا ہم نے تمہیں اللہ کی عبادت سے روکا تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ تم خود مجرم تھے، وہ کہیں گے تمہاری دن رات کی مکاریوں، تمہارے کفرانہ احکام، تمہاری شرک کی تعلیم نے ہمیں پھانس لیا، اب سب دل سے نادم ہوں گے اور ان کی گردنوں میں ان کے برے اعمال کے طوق ہوں گے۔ نیز ایک جگہ ہے کہ اس دن شیطان بھی کہے گا: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ ﴾ ❺ ''اللہ کا وعدہ تو سچا تھا۔'' اور میں تمہیں جو سبز باغ دکھایا کرتا تھا وہ محض دھوکہ تھا لیکن تم پر میرا کوئی زور تو نہیں تھا میں نے تمہیں صرف کہا اور تم نے منظور

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۱۶۷۔ ❷ ۱۹/ مریم: ۸۲۔ ❸ ۲۹/ العنکبوت: ۲۵۔
❹ ۳۴/ السبا: ۳۱۔ ❺ ۱۴/ ابراھیم: ۲۲۔

کر لیا اب مجھے ملامت کرنے سے کیا فائدہ؟ اب اپنی جانوں کو لعنت و ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں نہ تم میری، میرا تمہارے اگلے شرک سے کوئی واسطہ نہیں، جان لو کہ ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ عذاب دیکھ لیں گے اور تمام اسباب منقطع ہو جائیں گے نہ کوئی بھاگنے کی جگہ رہے گی نہ چھٹکارے کی کوئی صورت نظر آئے گی دوستیاں کٹ جائیں گی رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ [1]

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۲۹۷۔

محبت صرف اللہ سے

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴾ [1]

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (تو ہرگز شرک نہ کرتے)۔''

فوائد:

1 اللہ پر صحیح معنوں میں ایمان لانے والے کی کیفیت یہی ہوتی ہے کہ وہ ساری دنیا سے بڑھ کر اپنے رب سے محبت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرا محبوب ایسا ہے کہ کائنات میں ایسا کوئی نہیں، میرا محبوب سب کو کھلاتا ہے سب کو پلاتا ہے ان سب کی مشکل حل کرتا ہے گویا کہ مومن سب سے بڑھ کر اپنے رب اللہ سے محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے اپنے اس مومن بندے کی صفت خود قرآن مجید فرقان حمید میں بیان فرمادی ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ ﴾

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ مومن بندے اللہ کی محبت میں مانند پہاڑ ہوتے ہیں۔

تَزُوْلُ جِبَالُ الرَّاسِيَاتُ وَقَلْبُهُمْ
عَنِ الْحُبِّ لَا يَغْلُوْ وَلَا يَتَزَلْزَلُ

---

[1] ۲/ البقرۃ: ۱۶۵۔

مضبوط پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں لیکن ان کے دل اللہ کی محبت سے خالی نہیں ہوتے ہیں اور نہ ان میں لرزش آتی ہے۔

❷ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے مومن کی محبت اور دوستی کی جگہ کا ذکر کیا ہے۔

﴿ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۝ ﴾ ❶

''(مسلمانوں)! تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں، جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع (خشوع وخضوع) کرنے والے ہیں۔''

❸ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں لکھا ہے:

((حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ...... الخ)) مَعْنَاهُ مَنِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ عَلِمَ اَنَّ حَقَّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اٰكُدًا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَمِيْعُ النَّاسِ...... الخ. ❷

اور اللہ اور رسول کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ایمان کامل کر لیا وہ جان گیا کہ اللہ اور رسول کی محبت کا حق اس کے ذمہ اس کے باپ اور ماں اور اولاد اور بیوی اور سب لوگوں کے حقوق سے بہت ہی زیادہ بڑھ کر ہے اور اللہ اور رسول کی محبت کی علامت یہ ہے کہ شریعت اسلامی کی حمایت کی جائے اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو جواب دیا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ جیسے اخلاق پیدا کیے جائیں۔

❹ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ نے فرمایا:

((مَا اَعْدَدْتَ لَهَا))

---

❶ ٥/ المائدة: ٥٥۔ ❷ فتح الباری، ١٠/ ٥٦٨ تحت روایت: ٦٠٤١۔

"تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟"

انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے تیار نہیں کیے ہیں لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) ❶

"تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔"

❺ ایک مثال...... ذرا غور کرو!

محبت کے لائق اللہ ہی ہے، مٹی پیدا کی مٹی میں دانہ ڈالا، دانے سے پودا بنا، پودا جوان ہوا اس پے سٹا لگا، سٹے میں دانے پیدا ہوئے تم نے دانے دانے کی چکی میں پسوائے، آٹا بنایا آٹا گوندھا پھر روٹی بنائی روٹی کھائی گلوگوز بنا وہ معدے میں گئی خون بنا خون سے مادہ منویہ بنا نطفہ ماں کے رحم میں گیا نطفے سے لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ایک صورت عطا کی پھر ماں کے پیٹ سے باہر آیا اس کے لیے گودی کے قریب غذا پیدا کر دی۔

جب بڑا ہوا پھر دانت دیئے وہ کھا سکے زمین کا فرش بنایا وہ چل سکے اور فرش کے اندر تمام ضروریات زندگی رکھ دیں ضرورت کے مطابق نکالتا رہے اور فرش کو مضبوط کرنے کے لیے پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں آسمان کی چھت بنایا آسمانی برقی ذرات اور شعاعوں سے بچانے کے لیے سات تہوں والی چھت بنائی روزی کمانے کے لیے دن بنایا جب کما کر تھک جائے تو سونے کے لیے رات بنا دی اور جب کام کر کے ہمت جواب دے جائے تو موت عطا کر دی تا کہ یہ تکلیف میں نہ رہے اب بتائیے جس نے اتنے احسان کیے ہوں وہ محبت کے قابل ہے کہ نہیں؟ پتہ چلا انسان کی محبتوں کے لائق صرف ایک اللہ ہی ہے۔

❻ اللہ تعالیٰ سے محبت کا مطلب یہی ہے کہ مومن اللہ کو ہر وقت یاد رکھے اور اس کی اطاعت میں زندگی گزارے اور ہر وقت اسی کا ذکر کرتا رہے۔

---

❶ صحيح بخاري، الادب، باب علامة حب الله عزوجل: ٦١٧١؛ صحيح مسلم: ٢٦٣٩۔

﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ۝۲۰۰﴾ ❶

''پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کیا کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ، بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں بھی کوئی حصہ نہیں۔''

❶ ۲/ البقرۃ: ۲۰۰۔

حلال کماؤ، حلال کھاؤ

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ ﴾ [1]

''اے لوگو! زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں وہی کھاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ لگ جاؤ، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی کا ہی حکم دے گا نیز اس بات کا کہ تم اللہ کے ذمے ایسی باتیں لگا دو جن کا تمہیں خود علم نہیں۔''

فوائد:

1. اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا تذکرہ فرمایا ہے:

(ا) رزق حلال کماؤ اور کھاؤ۔

(ب) کہ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے وہ ہمیشہ انسان کو برائی اور فحاشی کے کاموں پر اکساتا ہے اور کوشش یہ کرتا ہے کہ یہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر لیں۔

2. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ ﴿ يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴾ (۲۳/ المؤمنون: ۵۱) وَقَالَ: ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ﴾ (۲/ البقرة: ۱۷۲) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ! يَا

---

[1] ۲/ البقرة: ۱۶۸، ۱۶۹۔

رَبِّ! يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَالِكَ)) ❶

''اے لوگو! اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک مال قبول کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا۔ چنانچہ فرمایا: اے انبیاء! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو اور فرمایا: اے ایمان والو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں، پھر آپ ﷺ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کر کے آیا ہو۔ اس کے بال پریشان اور خاک آلود ہوں وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے اور کہتا ہے اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! جبکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور جس غذا سے اس کا جسم بنا ہے وہ بھی حرام ہے تو پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو گی؟''

❸ تمام مخلوق کا رازق اللہ ہے لہٰذا رزق کی تلاش میں آدمی کو حلال وحرام کی تمیز رکھنی چاہیے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ؟)) ❷

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی کو اس کی پروا نہیں ہوگی کہ روزی حلال طریقے سے کمائی ہے یا حرام سے۔''

روز قیامت مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ یہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا تَزَالُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ أَرْبَعٍ))

''قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں قدم اس وقت تک حرکت نہیں کر سکیں گے جب تک وہ چار چیزوں کے متعلق جواب نہ دے دیں گے۔''

❶ صحيح مسلم، الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها: ١٠١٥؛ ترمذي: ٢٩٨٩؛ احمد: ٨٣٥٦۔ ❷ صحيح بخاري، البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال: ٢٠٥٩۔

① ((عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ؟))

''عمر کے متعلق کہ اس نے اسے کہاں فنا کیا؟''

② ((وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ؟))

''اس کی جوانی کے بارے میں اس نے اسے کہاں بوسیدہ کیا؟''

③ ((وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ؟))

''اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے اس نے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟''

④ ((وَعَنْ عِلْمِهِ مَاذَا عَمِلَ فِيهِ؟)) [1]

''اس کے علم کے متعلق کہ اس نے علم کے مطابق کیا عمل کیا؟''

4 ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْا خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا)) [2]

''اگر تم خدا پر کما حقہ اعتماد (توکل) کرلو، تو جس طرح وہ پرندوں کو روزی دیتا ہے اسی طرح تم کو بھی دے گا کہ وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس پلٹتے ہیں۔''

اگر آدمی ذریعہ معاش کے حرام طریقوں کو چھوڑ کر حلال طریقوں کو اپنائے تو اللہ رب العالمین اسے ایسے رزق عطا کرتا ہے اور ایسی جگہوں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے بندے کو تو رزق ایسے تلاش کرتا ہے جس طرح اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے۔'' [3]

5 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِحَرَامٍ)) [4]

---

[1] بیهقی فی شعب الایمان: ۱۸۸۵؛ صحیح الترغیب والترهیب: ۱۷۲۶۔

[2] ترمذی، الزهد، باب ماجاء فی الزهادة فی الدنیا: ۲۳٤٤؛ احمد: ۱/ ۳۵۔

[3] صحیح الترغیب والترهیب: ۱۷۰۳۔

[4] بیهقی فی شعب الایمان: ۵۷۵۹ وصحیح الترغیب: ۱۷۳۰۔

''جنت میں حرام کی کمائی سے پلا ہوا جسم نہیں جا سکتا۔''

6 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حرام مال سے اللہ تعالیٰ صدقہ قبول نہیں کرتے۔'' [1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! اپنی حلال کمائی میں سے خرچ کرو اور جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیا ہے اس میں سے خرچ کرو اور حرام مال اللہ کے راستے میں سے خرچ کرنے کا ارادہ مت کرو اور خود تم اس خراب مال کو نہیں لوگے یہ کہ تم چشم پوشی کر جاؤ تو الگ بات ہے۔'' [2]

---

[1] صحیح مسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة: ٥٣٥۔

[2] ٢/ البقرة: ٢٦٧۔

اپنے دشمن کو سمجھو

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''اے لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تمہیں بُرائی اور بے حیائی ہی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں۔''

فوائد:

1. آیت کریمہ میں چند چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے:

① رزق حلال کماؤ اور کھاؤ۔

② شیطانی کاموں کو مت اپناؤ۔

③ شیطان تمہارا ابدی ازلی دشمن ہے۔

④ شیطان ہمیشہ انسان کا برا چاہتا ہے اور اسے برائی کی ہی دعوت دیتا ہے۔

⑤ اور اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسی باتیں انسان سے کہلواتا ہے جس سے اس کا ایمان بگڑ جاتا ہے اور بعد میں خود براءت کا اظہار کر دیتا ہے۔

جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم فرماتا ہے:

''میں نے جو مال اپنے بندوں کو دیا ہے اسے ان کے لیے حلال کر دیا ہے میں نے اپنے بندوں کو موحد پیدا کیا مگر شیطان نے اس دین حنیف سے انہیں ہٹا دیا

---

[1] ۲/ البقرة: ۱٦۸، ۱٦۹۔

اور میری حلال کردہ چیزوں کو ان پر حرام کر دیا۔'' ❶

❷ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الشَّيْطَٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَٰبِ السَّعِيرِ ۝ ﴾ ❷

''شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنے (پیروں کے) گروہ کو بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخ والوں میں ہوں۔''

﴿ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِۦٓ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهُۥ وَذُرِّيَّتَهُۥٓ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِى وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّۢ ۚ بِئْسَ لِلظَّٰلِمِينَ بَدَلًا ۝ ﴾ ❸

''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (نے نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا تو اپنے رب کے حکم سے باہر ہو گیا، کیا تم اس کو اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں (اور شیطان کی دوستی) ظالموں کے لیے (اس کی دوستی کا) بُرا بدل ہے۔''

❸ شیطان انسان کا پکا دشمن ہے اور انسان کو طرح طرح سے پھسلانے اور بہکانے میں لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے مختلف مقامات پر اس کی چال بازی اور دھوکہ دہی کا تذکرہ کیا ہے۔ چند ایک آیات یہ ہیں:

﴿ قَالَ فَبِمَآ أَغْوَيْتَنِى لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَٰطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ ثُمَّ لَءَاتِيَنَّهُم مِّنۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَٰنِهِمْ وَعَن شَمَآئِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَٰكِرِينَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ ﴾ ❹

''(پھر) شیطان نے کہا کہ مجھے تو تو نے ملعون کیا ہی ہے میں بھی تیرے

❶ صحيح مسلم، الجنة، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا اهل الجنة و اهل النار: ٢٨٦٥؛ احمد: ٤/ ٢٦٦۔ ❷ ٣٥/ فاطر: ٦۔

❸ ١٨/ الكهف: ٥٠۔ ❹ ٧/ الاعراف: ١٦، ١٨۔

سیدھے راستے پر ان (کو گمراہ کرنے) کے لیے بیٹھوں گا۔ پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور ان کی راہ ماروں گا) اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ (اللہ نے) فرمایا کہ نکل جا یہاں سے، پاجی مردود! جو لوگ ان میں سے تیری پیروی کریں گے میں (اُن کو اور تجھے جہنم میں ڈال کر) تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔''

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴾ [1]

''شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تمہیں (ان کاموں سے) باز رہنا چاہیے۔''

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [2]

''شیطان کی مثال اس طرح کہ اس نے انسان سے کہا کفر کر، جب کفر کر چکا تو کہنے لگا میں تجھ سے بری ہوں میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔''

4 شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد میں تھے اور آپ کے پاس آپ کی بیویاں تھیں وہ روانہ ہونے لگیں تو آپ نے صفیہ بنت حیی سے فرمایا: ''جلدی نہ کرو، یہاں تک کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔'' اور ان کی کوٹھڑی اسامہ بن زید کے گھر میں تھی، نبی ﷺ ان کے ساتھ چلے۔ تو آپ سے دو انصاری ملے ان دونوں نے نبی ﷺ کو دیکھا پھر آگے بڑھے۔ اور نبی ﷺ نے ان دونوں کو پکارا:

((تَعَالَيَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ)) فَقَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّيْ

---

[1] ٥/ المائدۃ: ٩١۔ [2] ٥٩/ الحشر: ١٦۔

خَشِيتُ أَنْ يُلْقِيَ فِي أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا)) ❶

''تم دونوں آؤ یہ صفیہ بنت حیی ہیں۔'' ان دونوں نے عرض کیا سبحان اللہ یا رسول اللہ ﷺ (آپ کی طرف سے کوئی بدگمانی ہو سکتی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور مجھے خوف ہے کہ کہیں تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ پیدا کر دے۔''

❺ ہمیشہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان پر شیطان کا بھی ایک اثر ہوتا ہے اور فرشتے کا بھی۔ شیطان کا اثر شر کا وعدہ اور حق کی تکذیب ہے جبکہ فرشتے کا اثر بھلائی کا وعدہ دینا اور حق بات کی تصدیق کرنا ہے۔ پس جو شخص اپنے اندر اسے پائے تو جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے اور جو کوئی پہلے والا اثر پائے تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ﴾ (۲/ البقرۃ:۲٦۸) ❷

''شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔''

❻ شیطان سے بچاؤ کا طریقہ

حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول! شیطان میری نماز اور قراءت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور مجھ پر نماز میں شبہ ڈالتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ وہ شیطان ہے جسے خنزب کہا جاتا ہے جب تو ایسی بات محسوس کرے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کر اور اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دیا کر۔'' پس میں نے ایسے ہی کیا تو شیطان مجھ سے دور ہو گیا۔ ❸

---

❶ صحیح بخاری، الاعتکاف، باب زیارۃ المرأۃ زوجھا فی اعتکافہ: ۲۰۳۸؛ ابو داود: ۲٤۷۰؛ ابن ماجہ: ۱۷۷۹۔

❷ ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ البقرۃ: ۲۹۸۸؛ احمد: ۱/ ۲۳۵۔

❸ صحیح مسلم، السلام، باب التعوذ من شیطان الوسوسۃ فی الصلاۃ: ۲۲۰۲۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَقَلْبِهِ فَيَقُولُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا حَتَّى لَا يَدْرِيَ أَثَلَاثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا فَإِذَا لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلَّى أَوْ أَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ)) ❶

''جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے جب اذان ختم ہو جائے تو سامنے آجاتا ہے، پھر جب اقامت ہوتی ہے تو بھاگتا ہے اور جب پوری ہو جائے تو سامنے آجاتا ہے اور انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر اور فلاں کام یاد کر حتی کہ اس شخص کو یہ یاد نہیں رہتا کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو جب کسی کو یاد نہ رہے کہ تین رکعتیں پڑھیں ہیں یا چار تو سہو کے دو سجدے کرے۔''

❼ شیطان سے بچاؤ کی ایک دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے روزانہ سو مرتبہ یہ دعا پڑھی:

((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ))

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی حکومت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا سو نیکیاں اس کے لیے لکھ لی جائیں گی اور اس کی سو برائیں مٹا دی جائیں گی اور وہ اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا اور روز محشر کوئی شخص اس سے بہتر ثواب کا عمل پیش نہ کر سکے گا ہاں وہ شخص کر سکے گا جس نے اس دعا کو اس سے زیادہ پڑھا ہو'' ❷

---

❶ صحيح بخاري، بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده: ٣٢٨٥۔

❷ صحيح بخاري، الدعوات، باب فضل التهليل: ٦٤٠٣؛ صحيح مسلم: ٢٦٩١۔

8 شیطان سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ أَوْ كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ))

''کہ جب رات کو تاریکی چھانے لگے تو''

((فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ))

''اپنے بچوں کو (گھروں) سے باہر نہ جانے دو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں اور جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو۔''

((وَأَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ))

''اور اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کرو۔''

((وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ))

''اور اللہ کا نام لے کر اپنا چراغ گل کرو۔''

((وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ))

''اور اللہ کا نام لے کر اپنے پانی کا برتن بند کرو۔''

((وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا)) [1]

''اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتن ڈھانک دو اور اگر ڈھانکنے کی کوئی چیز نہ ملے تو عرضاً کوئی چیز اس پر رکھ دو۔''

9 شیطان ہمیشہ خواب دیکھاتا ہے اور جو اس کی مانتا ہے پھر سارا دن شیطان کا سایہ اس پر رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ مَكَانَهَا عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ

[1] صحيح بخاري، بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده: ٣٢٨٠، ٣٣٠٤۔

فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّهَا فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ)) [1]

''تم میں سے ہرایک کی گدی پر سونے میں شیطان گرہیں باندھ دیتا ہے اور وہ گرہ پر پھونک دیتا ہے کہ ابھی بہت رات پڑی ہے ابھی سو جا جب وہ شخص بیدار ہوکر اللہ کو یاد کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وہ وضو کرے تو دوسری بھی کھل جاتی ہے اور اگر وہ نماز پڑھے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور اس کی صبح فرحت وانبساط اور شگفتہ خاطری سے نمودار ہوتی ہے (اور دن بھر یہی کیفیت رہتی ہے) ورنہ کبیدہ خاطری اور کسل مندی سے دوچار رہتا ہے۔''

[1] صحیح بخاری، بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده: ۳۲۶۹، ۱۱۴۲۔

حرام اشیاء

﴿ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾ ❶

''تم پر مردار اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔''

فوائد:

❶ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے چند حرام چیزوں کا ذکر کیا ہے:

پہلی چیز مردار جو بھی جانور جو پہلے تو حلال تھا لیکن اس کی موت بغیر ذبح کیے آئی ہے وہ حرام ہے خواہ وہ خود مر گیا ہو یا گلا گھونٹ کر کسی نے مارا ہو یا کسی چیز میں پھنس کر خود گلا گھٹ جائے یا کسی کے پتھر، لاٹھی مارنے کی وجہ سے مر جائے تو وہ دور جاہلیت میں لوگ کھا لیتے تھے لیکن شریعت محمدی ﷺ نے منع قرار دے دیا ہے۔

البتہ دو طرح کے مردار ہمارے لیے جائز ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لیے دو مری ہوئی چیزیں اور دو خون حلال کئے گئے ہیں۔

((فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْجَرَادُ وَالْحُوتُ وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالطِّحَالُ وَالْكَبِدُ)) ❷

پس دو مری ہوئی چیزیں ٹڈی اور مچھلی ہیں اور رہے دو خون تو وہ ہیں جگر اور

---

❶ ۲/ البقرة: ۱۷۳۔ ❷ ابن ماجه، الصيد، باب صيد الحيتان والجرد: ۳۲۱۸؛ أحمد: ۲/ ۹۷ صححه الالبانی رحمہ اللہ۔

تلی۔"

❷ دوسری چیز خون ہے خون سے مراد بہا ہوا خون ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر اس کی وضاحت فرمائی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ❶

"آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا گیا ہو، پھر جو شخص مجبور ہو جائے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو تو واقعی آپ کا ربّ غفور الرحیم ہے۔"

❸ تیسری چیز اس آیت مبارکہ میں سور کا گوشت ہے جو حرام ہے اس آیت مبارکہ میں چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ صرف یہی حرام ہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی حرام چیزوں کا شمار اللہ تعالیٰ نے کیا ہے جیسا کہ سورۂ مائدہ (۵/۲۔۴) میں بیان کیا گیا ہے۔

❹ جس چیز پر بھی غیر اللہ کا نام لیا جائے یا وہ غیر اللہ کی طرف منسوب کر دی جائے یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کی جائے حرام ہے، جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ ❷

"تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے

❶ ٦/ الانعام: ١٤٥۔ ❷ ٥/ المائدۃ: ٣۔

درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔"

معلوم ہوا کہ درباروں، آستانوں، مقبروں اور درگاہوں پر جہاں شرک ہوتا ہو وہاں مدفون افراد کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوئی جانور ذبح کرنا یا ان کے نام کی کوئی چیز تقسیم کرنا حرام ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ایسے بندے پر لعنت کی ہے جو غیر اللہ کے نام پر (جانور) ذبح کرتا ہے۔" ❶

علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ذبح کیا تو وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبیحہ ایک مرتد کا ذبیحہ ہوگا۔ ❷

حضرت ثابت بن ضحاک فرماتے ہیں کہ دور نبوی میں ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ بوانہ مقام پر ایک اونٹ قربانی کرے گا پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے بوانہ مقام پر ایک اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: "کیا وہاں دور جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تھا جس کی عبادت کی جاتی رہی ہو۔" لوگوں نے کہا نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا "کیا وہاں مشرکوں کی عیدوں میں عید (میلہ، عرس) تو نہیں لگتا تھا؟" لوگوں نے کہا: نہیں، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے کہا: "اپنی نذر پوری کرو البتہ اللہ کی نافرمانی میں نذر پوری کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایسی چیز میں جو ابن آدم کی ملکیت میں نہ ہو۔" ❸

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے لیے منسوب کردہ اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کی ہوئی چیز حرام ہے مزید ایک مثال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اللہ کے نام پر قربان کی گئی قربانی کھانے سے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ابھی وحی کے نزول کا آغاز نہ ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے قریب بلدح کے نشیب میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات کی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دستر خوان بچھایا گیا تو آپ نے دستر خوان پر آنے والے

---

❶ صحیح مسلم، الاشربة، باب تحریم الذبح لغیر اللہ تعالیٰ ولعن فاعلہ: ٥١٢٤۔

❷ تفسیر عزیزی، ص: ٦١١۔

❸ ابو داود، الایمان والنذور، باب ما یؤمر به من الوفاء عن النذر: ٣٣١٣۔

کھانے کو تناول کرنے سے انکار کر دیا پھر جناب زید (جو وہاں موجود تھے وہ بھی) کہنے لگے:

((اِنِّیْ لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰى اَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ اِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ)) [1]

''میں بھی اس چیز کو نہیں کھاؤں گا جس کو تم اپنے آستانوں پر ذبح کرتے ہو میں تو صرف اس چیز کو کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔''

قریش جو اپنے جانور ذبح کرتے تھے حضرت زید ان کے بارے میں انہیں خوب لتاڑتے اور کہتے اللہ نے بکری کو پیدا کیا، اسی اللہ نے بکری کے لیے آسمان سے پانی اتارا، اسی اللہ نے اس بکری کے لیے زمین سے چارا اگایا، پھر تم لوگ اللہ کے غیر کا نام لے کر اس بکری کو ذبح کرتے ہو، زید یہ بات قریش کی اس (شرکیہ) حرکت کا انکار کرتے ہوئے اور اسے ایک بڑا گناہ سمجھتے ہوئے (بغرض تبلیغ کہتے)۔

[1] صحيح بخاری، مناقب الأنصار، باب حديث زيد بن عمرو بن نفيل: ٣٨٢٦۔

نیکی اور بدی کی پہچان

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ ﴾ [1]

”ساری بھلائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقت میں وہ شخص بھلا ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو۔ جو اس کی محبت میں مال خرچ کرے، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی کرے اور زکوۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے۔ تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔“

فوائد:

[1] پہلے پہل مومنوں کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی تلقین تھی پھر کعبہ کی طرف گھما دیا گیا جو اہل کتاب پر اور بعض ایمان والوں پر شاق گزرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حکمت بیان فرمائی کہ اصل مقصد، اطاعتِ الٰہی ہے وہ جدھر منہ کرنے کو کہے کرلو اور ان باتوں کو چھوڑ دو یہ تو صرف ایک اہل ایمان کی آزمائش ہے اصل مقصد حیات کی طرف آؤ اور بکثرت

[1] ۲/ البقرۃ: ۱۷۷۔

نیکیاں کرو اور وہ یہ ہیں جو آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادی ہیں۔

❷ علاوہ ازیں آیت مذکورہ میں مشرق ومغرب کو اس کے لیے خاص کیا گیا ہے۔ یہود مغرب کی طرف اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کیا کرتے تھے پس غرض یہ ہے کہ یہ لفظی ایمان ہے ایمان کی حقیقت تو عمل ہے۔ ❶

❸ آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے چند نیک اعمال کی طرف اشارہ فرمایا ہے جن میں سے پہلا یہ ہے کہ انسان کے ایمان کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب وہ اللہ، روز قیامت، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور انبیاء پر ایمان رکھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ سورۂ بقرہ کے آخر میں بھی فرمایا ہے اور چند سابقہ صفحات دیکھیں۔

❹ مال کی محبت کے باوجود انسان اللہ کی رضا کے لیے اپنے قریبی رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مانگنے والوں اور قیدیوں کو چھڑانے میں اسے خرچ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب چیز اللہ کے لیے خرچ کی فضیلت کئی مقامات پر بیان فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ ﴾ ❷

"اور مسلمان باوجود کھانے کی چاہت کے مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہیں اللہ کی خوشنودی کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔"

﴿ لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ ﴾ ❸

"جب تک تم اپنی چاہت کی چیزیں اللہ کے نام پر نہ دو تم حقیقی بھلائی نہیں پا سکتے۔"

صحیح بخاری میں حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"افضل صدقہ یہ ہے کہ تو اپنی صحت اور مال کی محبت کی حالت میں اللہ کے نام

---

❶ تفسیر ابن کثیر، ۱/ ۳۰۶۔ ❷ ۷٦/ الدھر: ۸، ۹۔ ❸ ۳/ آل عمران: ۹۲۔

پر دے، باوجود یہ کہ مال کی کمی کا اندیشہ ہو اور زیادتی کی رغبت بھی ہو۔" ❶

❺ آیت مذکورہ میں نیک اعمال شمار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے نماز، زکوٰۃ اور وعدے کی پاسداری کا ذکر کیا ہے۔

نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم اللہ تعالیٰ نے بارہا دیا ہے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قول منقول ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴾ ❷

"اور مجھے حکم دیا کہ میں جب تک زندہ رہوں نماز قائم رکھوں اور زکوٰۃ ادا کرتا رہوں۔"

حدیث نبوی ﷺ ہے:

((مَانِعُ الزَّكَاةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ)) ❸

"زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا روز قیامت آگ میں ہوگا۔"

مومنین، مومنین یہ صفت ہے کہ وہ وعدہ اور عہد کو نہیں توڑتے بلکہ اس کا خیال رکھتے ہیں اور اسے پورا کرتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ ﴾ ❹

"وہ لوگ اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔"

وعدہ اور عہد توڑنا منافق کی نشانی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "منافق کی تین نشانیاں ہیں:

① جب بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے۔

② جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

---

❶ صحيح بخاری، الزكاة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح: ١٤١٩؛ صحيح مسلم: ١٠٣٢؛ ابو داود: ٢٨٦٥۔

❸ صحيح الجامع الصغير: ٥٨٠٧۔ ❷ ١٩/ مريم: ٣١۔

❹ ١٣/ الرعد: ٢٠۔

③ اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔" ❶

حضرت حذیفہ بن یمان اور ابو حسیل رضی اللہ عنہما (یہ سیدنا یمان کی کنیت ہے) دونوں جنگ بدر میں شمولیت کے لیے جا رہے تھے کہ راستہ میں قریش مکہ کے ہتھے چڑھ گئے اور انہوں نے ان سے عہد لے کر چھوڑا کہ وہ غزوہ بدر میں حصہ نہیں لیں گے۔ چنانچہ یہ دونوں صحابی قریش سے چھٹکارا حاصل کر کے میدان بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایک آدمی کی شدید ضرورت تھی لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا اور فرمایا: "تم اپنا عہد پورا کرو۔ اللہ ہماری مدد فرمائے گا۔" ❷

❶ صحیح بخاری، الایمان، باب علامات المنافق: ۲۳، ۲۵۳٦؛ صحیح مسلم: ۵۹۔
❷ صحیح مسلم، الجهاد والسیر، باب الوفاء بالعهد: ۱۷۸۷۔

ارکان ایمان

﴿ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ﴾ [1]

”ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو۔“

فوائد:

1. آیت مذکورہ میں ارکان ایمان بیان کیے گئے ہیں یعنی ان تمام چیزوں پر پختہ اعتقاد رکھنا ہی ایمان کی تکمیل ہے۔

ارکان اسلام چھ ہیں:

① اللہ پر ایمان۔

② یوم آخرت پر ایمان۔

③ فرشتوں پر ایمان۔

④ آسمانی کتابوں پر ایمان۔

⑤ نبیوں پر ایمان۔

⑥ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ

[1] ۲/ البقرۃ: ۱۷۷۔

وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾ ❶

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں۔ ایمان لاؤ، جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ ❷

''رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔''

❸ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ایمان کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ)) ❸

''(ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے پیغمبروں پر، یوم آخرت پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

---

❶ ٤/ النساء: ١٣٦ـ ❷ ٢/ البقرة: ٢٨٥ـ ❸ صحيح مسلم، الايمان، باب بيان الايمان والاسلام والاحسان: ٨؛ صحيح بخاري: ٥٠؛ ابو داود: ٤٦٩٥؛ ترمذي: ٢٦١٠؛ احمد: ١٨٤ـ

❹ اللہ پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور اپنے افعال وتصرفات یعنی ربوبیت والوہیت اور اسماء وصفات میں یکتا اور اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں۔

❺ فرشتوں پر ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ ملائکہ کے وجود کی تصدیق ان کے مراتب وحیثیت اور یہ کہ فرشتے اللہ کی مخلوق اور انسان وجن کی طرح مکلّف و مامور ہیں۔ البتہ اللہ کے فرمانبردار اور اطاعت شعار ہوتے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے ان کی کچھ ذمہ داریاں لگا رکھیں ہیں اس میں وہ نہ کوتاہی کرتے ہیں اور نہ ہی اکتاتے ہیں۔ ❶

❻ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان واجب ہے آسمانی کتب جن کا ذکر قرآن وسنت میں ہے:

① تورات: یہ کتاب عبرانی زبان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
② انجیل: یہ کتاب خالدی زبان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
③ زبور: یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل فرمائی۔
④ صحف ابراہیم وموسیٰ: یہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیے جانے والے صحیفے ہیں۔
⑤ قرآن مجید: یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے اپنی آخرالزماں پیغمبر جناب محمد ﷺ پر عربی زبان میں نازل فرمائی۔

ہر کتاب پر ایمان واجب ہے لیکن واجب العمل صرف آخری کتاب قرآن مجید ہے۔

❼ پیغمبروں پر ایمان بھی ضروری ہے ان پر ایمان سے مراد اس بات پر پختہ اعتقاد رکھنا ہے جو ان کے متعلق قرآن میں بیان ہوا ہے کہ یہ اللہ کے بھیجے ہوئی قاصد اور برحق رسول ہیں اور تمام امین۔ سچے۔ نیک۔ ہدایت یافتہ اور معزز و متقی ہیں۔

❽ آخرت پر ایمان سے مراد کہ موت سے لے کر اس ٹھکانے جنت وجہنم تک جتنے پیش آنے والے احکام قرآن وسنت میں وارد ہوئے ہیں سب پر اعتقاد رکھنا کہ سب برحق ہیں۔ یعنی ان تمام امور پر ایمان رکھنا کہ یہ برحق ہیں:

---

❶ مختصر شعب الایمان: ۱/ ۴۰۵۔

موت، قبر، قیامت، یوم البعث، حوض کوثر، شفاعت، میزان، پل صراط اور جنت وجہنم۔

9 اچھی بری تقدیر پر ایمان سے مراد کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ ہر کام اللہ کی مرضی مشیت کے مطابق ہوتا ہے البتہ اللہ کا علم اس قدر وسیع تھا کہ اس نے اپنے علم کے مطابق قیامت تک ہونے والے افعال کو پہلے سے ہی قلم بند کروا دیا۔ اگر انسان اس بات پر اعتقاد جازم نہ رکھے اور اسی حالت میں اسے موت آجائے تو وہ حالت ایمان کے بغیر دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ [1]

---

[1] سنن ابی داود، السنة، باب فی القدر: ٤٧٠٠۔

رمضان کیوں آیا......؟

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ ❶

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کیے گئے تھے (اور اس کا مقصد یہ ہے) کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔''

فوائد:

❶ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نو برس ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھے، اس لیے کہ ہجرت کے دوسرے سال شعبان میں رمضان المبارک کے روزے فرض ہو گئے تھے اور گیارہ ہجری ربیع الاول کے مہینے میں آپ رحلت فرما گئے تھے۔ ❷

❷ لفظِ صیام (روزہ) اس کا معنی ہے رک جانا، روزہ رکھنا، اس کا مفہوم وسیع تر ہے یعنی کھانے پینے، غلط بولنے، جھوٹ، لغو اور جماع وغیرہ سے رک جانا جیسے احادیث صحیحہ سے واضح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ))

''جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت (پروا) نہیں کہ ایسا شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔''

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ اِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ

❶ ٢/ البقرة:١٨٣۔ ❷ المجموع:٦/ ٢٥٠۔

فَإِنْ سَالَكَ أَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ صَائِمٌ، إِنِّيْ صَائِمٌ)) ❶
''روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام نہیں ہے بلکہ روزہ تو لغو (ہر بے فائدہ و بے ہودہ کام) اور رفث (جنسی خواہشات جیسی حرکات اور کلام) سے بچنے کا نام ہے لہٰذا اگر کوئی تمہیں (دوران روزہ) گالی دے یا جہالت کی باتیں کرے تو اسے کہہ دو کہ میں تو روزہ دار ہوں میں تو روزہ دار ہوں۔''

❸ روزہ رکھنا تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے ان پر بھی روزے فرض تھے مگر ہر ایک کے لیے تعین ایام میں فرق ہے پہلے پہل نبی کریم ﷺ یوم عاشورہ اور ہر ماہ تین روزوں کو رکھا کرتے تھے اور وہ فرض سمجھے جاتے تھے لیکن پھر اس کا نسخ قرآن مجید نے اس آیت مبارکہ سے کر دیا کہ اب صرف رمضان المبارک کے مہینے کے روزے رکھنا ہی فرض ہیں۔

❹ فرضیت روزہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کا اصل مقصد بیان کیا ہے کہ یہ فرض کیوں کیا گیا اور وہ ہے تقویٰ اور یقیناً ہر طرح کی لغویات، جہالت و گناہ ترک کر دینے سے انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے بقول، شاعر

خَلِّ الذُّنُوْبَ صَغِيْرَهَا وَكَبِيْـرَهَـا ذَاكَ التُّقٰـى

ہر چھوٹے اور بڑے گناہ کو چھوڑ دینے کا نام تقویٰ ہے۔

شریعت اسلامی کے تمام امور کو ادا کرنے کا حکم اسی لیے دیا گیا ہے تاکہ ہمارے دلوں میں اللہ کا خوف، ڈر اور پرہیز گاری، گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت اور تقویٰ پیدا ہو جائے اور ایسی ہی صفات کے مالک لوگ جنتوں کے وارث ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝ حَدَآىِٕقَ وَاَعْنَابًا ۝ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝ ﴾ ❷

''یقیناً پرہیز گار لوگوں کے لیے کامیابی ہے، باغات ہیں اور انگور ہیں اور نوجوان کنواری ہم عمر عورتیں ہیں اور چھلکتے ہوئے جام شراب ہیں، وہاں نہ تو وہ

---

❶ صحیح ابن خزیمة ۱۹۹٦؛ صحیح الترغیب الصوم: ۱۰۸۲۔
❷ ۷۸/ النبأ: ۳۱-۳٦۔

بے ہودہ باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹی باتیں سنیں گے، (ان کو) تیرے رب کی طرف سے ان کے نیک اعمال کا یہ بدلہ ملے گا جو کافی انعام ہوگا۔"

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ لوگ کثرت سے کس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ)) "تقویٰ (اللہ کا ڈر) اور اچھا اخلاق۔" [1]

[1] ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی حسن الخلق: ٢٠٠٤ الصحيحة: ٩٧٧۔

مریض اور مسافر کا روزہ اور رخصتیں

﴿ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ ❶

”(یہ روزے) چند گنتی کے دن ہیں، پھر اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت تو رکھتے ہوں (مگر رکھیں نہیں) تو اس کا فدیہ ایک مسکین کا کھانا ہے اور جو شخص اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرے (یعنی فدیہ زیادہ دے دے) تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے۔“

فوائد:

❶ مریض، مسافر اور ایسا شخص جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اسے روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت ہے کہ بڑی عمر کے بوڑھے کو روزہ چھوڑ دینے کی رخصت دی گئی ہے وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے اور اس پر قضا نہیں۔ ❷

اسی طرح ایسا مریض جو روزہ رکھنے سے عاجز ہو یا اس پر روزہ شدید مشقت کا باعث ہو اور اس کے تندرست ہونے کی بھی امید نہ ہو وہ بھی روزہ چھوڑ سکتا ہے اور ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ ❸

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ ﴾ ❹ تو جو شخص روزہ چھوڑنا چاہتا وہ فدیہ دے دیتا حتی کہ

---

❶ ۲/ البقرة: ۱۸٤۔ ❷ دارقطني، ۲/ ۲۰۵؛ حاكم، ۱/ ٤۰۱؛ وصححه الحاكم والدارقطني۔ ❸ ابن قدامة في المغني، ٤/ ۳۹۵؛ فتاوىٰ لجنة الدائمة: ۱۰/ ۱٦۰۔
❹ ۲/ البقرة: ۱۸٤۔

اس کے بعد والی آیت نازل ہوئی اور اس لیے اسے منسوخ کر دیا۔ ❶

اس سے مفصل روایت سنن ابوداود میں آتی ہے جس میں ہے کہ جب یہ آیت ﴿ فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾ نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کا روزہ مقیم تندرست شخص پر ثابت کر دیا جبکہ مریض اور مسافر کے لیے اس میں رخصت دے دی۔ ❷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اسی آیت مبارکہ کے بارے میں قول بھی ہے کہ: یہ آیت ﴿ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ ﴾ منسوخ نہیں ہے بلکہ یہ ایسے بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے لیے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لیے وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں گے۔ ❸

❷ مسافر کو سفر میں روزہ رکھنے اور چھوڑنے کی رخصت ہے۔

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ)) ❹

''یہ (دوران سفر روزہ چھوڑنے کی اجازت) اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے جو اسے اختیار کر لے تو بہتر ہے اور جو شخص روزہ رکھنا پسند کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں۔''

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے روزے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ تک سفر کیا۔ ہم نے ایک جگہ پر پڑاؤ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلا شبہ تم دشمن کے قریب ہو لہٰذا روزہ چھوڑ دینا ہی تمہارے لیے بہتر ہے۔'' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات رخصت تھی یہی وجہ ہے کہ ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے افطار کر لیا پھر ہم نے ایک دوسری جگہ پر پڑاؤ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک تم صبح کو اپنے دشمن پر حملہ کرو گے اور تمہارے لیے روزہ چھوڑ دینا ہی زیادہ بہتر ہے لہٰذا تم روزہ چھوڑ دو۔'' پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

❶ صحيح بخاري، التفسير، باب ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾: ٤٥٠٧؛ صحيح مسلم: ١١٤٥۔
❷ ابو داود، الصلاة، باب كيف الأذان: ٥٠٦؛ صحيح ابي داود: ٤٧٨۔
❸ صحيح بخاري، التفسير، باب ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾: ٤٥٠٥؛ الحاكم: ١/ ٤٤٠۔
❹ صحيح مسلم، الصيام، باب التفسير في الصوم والفطر في السفر: ١١٢١؛ ابو داود: ٢٤٠٢۔

یہ بات عزیمت تھی پھر یقیناً یہ بات میرے مشاہدے میں آئی کہ اس سفر کے بعد بھی ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں روزہ رکھتے تھے۔ ❶

اگر کوئی شخص سخت مشقت اور ایسی حالت میں دوران سفر روزہ رکھتا ہے جس سے اسے تکلیف اٹھانی پڑتی ہے تو ایسا شخص رسول اللہ ﷺ کا نافرمان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے رخصت دی ہے اور آسانی پیدا کی ہے جبکہ وہ تنگی کو اختیار کرتا ہے، جیسا کہ احادیث سے واضح ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے آپ نے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' تو لوگوں نے بتلایا کہ یہ روزہ دار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ)) ❷

''سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

((عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّتِي رَخَّصَ بِكُمْ فَاقْبَلُوْهَا)) ❸

''اللہ تعالیٰ کی اس رخصت کو لازماً اختیار کیا کرو اور اسے قبول کرو، جس کی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اجازت دے رکھی ہے۔''

❸ اگر کوئی آدمی کسی شرعی عذر کی بنا پر روزہ نہیں رکھتا اس کے بدلے ہر دن مسکین کو کھانا دیتا ہے لیکن بعد میں وسعت آنے پر روزہ بھی رکھ لیتا ہے تو اس کے لیے بہتر ہے اور دوسرا مفہوم اس آیت مبارکہ کے آخری حصے کا یہ ہے کہ وہ کسی کو فدیہ ایک مسکین سے زیادہ دے دیتا ہے تو اس کے لیے بہتر ہے اور تیسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ اگر تمہیں روزے کا اجر و ثواب کا علم ہو تو تم روزہ ہی رکھنے کی کوشش کرو روزے کے بارے میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا روزہ دار میری خاطر اپنا کھانا پینا اور شہوت رانی چھوڑتا ہے۔'' ❹

---

❶ ترمذی، باب فی الرخصة فی الصوم فی السفر: ۷۱۰، ۷۱۱۔ ❷ صحیح بخاری، الصوم، باب قول النبی لمن ظل علیه واشتد الحر: ۱۹۴۶؛ مسلم: ۱۱۱۵؛ ابو داود: ۲۴۰۷؛ احمد، ۳/ ۲۹۹۔ ❸ نسائی، الصیام، باب العلة التی من أجلها قبل ذلك...... : ۲۲۶۰؛ صحیح نسائی: ۲۱۳۲۔ ❹ صحیح مسلم، الصیام، باب حفظ اللسان للصائم: ۱۱۵۱؛ ابن ماجه: ۱۶۳۸۔

روزوں کی قضائی کب اور کیسے......؟

﴿ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''پس تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پالے اس پر لازم ہے کہ پورا مہینہ روزے رکھے، ہاں! اگر کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کر سکتا ہے (کیونکہ) اللہ تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ چاہتا ہے سختی کا نہیں چاہتا (بعد میں روزہ رکھ لینے کی رخصت اس لیے ہے) کہ تم مہینہ بھر کے دنوں کی گنتی پوری کر لو اور جو اللہ نے تمہیں ہدایت دی ہے اس پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس لیے بھی کہ تم اس کے شکر گزار بن جاؤ۔''

فوائد:

1. اس آیت مبارکہ کے ابتدائی الفاظ کی مکمل وضاحت ہم سابقہ آیت مبارکہ میں کر چکے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مریض اور مسافر کو رخصت دی ہے کہ وہ بیماری اور سفر میں روزہ چھوڑ سکتے ہیں اور ان کی قضائی بعد میں بیمار تندرستی آنے پر اور مسافر سفر ختم کرنے پر ادا کر سکتا ہے۔

2. یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس مسافر اور مریض کو روزہ چھوڑنے کی رخصت دی ہے اسی پر حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) اگر چاہے تو روزہ چھوڑ سکتی ہے اور بعد میں اس کی قضائے دے گی۔

جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ۲/ البقرۃ: ۱۸۵۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز اور حاملہ اور دودھ پلانے والی خاتون سے (صرف) نماز ساقط کر دیا ہے۔" ❶

❸ اب ایک اہم مسئلہ سمجھئے کہ رمضان مبارک کے روزوں کی قضائی پے در پے دی جائے گی یا الگ الگ بھی دی جا سکتی ہے۔ یہ دونوں طرح ہی درست ہے جیسا کہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

نَزَلَتْ ﴿فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ مُتَتَابِعَاتٌ فَسُقِطَتْ مُتَتَابِعَاتٌ ❷

"پہلے یہ آیت نازل ہوئی کہ قضا روزے دوسرے دنوں میں پے در پے رکھے جائیں لیکن پھر پے در پے روزے رکھنے کا حکم ساقط ہو گیا۔"

صحیح بخاری میں بھی ابن عباس کی روایت میں ہے:

لَا بَأْسَ اَنْ يُفَرَّقَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ ❸

رمضان کی قضا مسلسل نہیں بلکہ الگ الگ روزے رکھ کر دی جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "دوسرے دنوں سے گنتی پوری کر لو (یہ نہیں فرمایا کہ پے در پے روزے رکھو)۔"

❹ روزوں کی قضا جلد سے جلد دینا چاہیے یہ افضل ہے لیکن اگر استطاعت نہ ہونے کے باعث یا کسی عذر کے بغیر کوئی آدمی تاخیر سے قضائی دیتا ہے تو اس میں بھی رخصت ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے ذمے رمضان کے روزے ہوتے تو میں ماہ شعبان کے علاوہ (سارا سال) ان کی قضائی دینے کی طاقت نہ رکھتی۔ ❹

ان تمام رخصتوں سے اسلام کی حقانیت اور عزیمت ظاہر ہوتی ہے کہ دین اسلام آسانیوں کا نام ہے جس نے اپنے ماننے والوں پر کبھی بھی مشقت کو برداشت نہیں کیا بلکہ دوسروں کو آسانی پیدا کرنے اور نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لوگوں پر آسانی کرو سختی نہ کرو اور خوشی کی بات سناؤ، نفرت نہ پھیلا کرو۔" ❺

---

❶ ابو داود، الصیام: ۲۳۰۸؛ صحیح ابی داود: ۲۱۰۷؛ ترمذی: ۷۱۵؛ ابن خزیمۃ: ۲۰۳۲؛ احمد: ۳۴۷/۴۔ ❷ دارقطنی، ۲/ ۱۹۲ امام دارقطنیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ ❸ صحیح بخاری، تعلیقا، الصوم، باب متی یقضی قضاء رمضان: ۱۹۵۰۔ ❹ صحیح بخاری، الصوم، باب متی یقضی قضاء رمضان: ۱۹۵۰؛ مسلم: ۱۱۴۶۔ ❺ صحیح بخاری، العلم، باب کان النبی یتخولهم بالموعظة والعلم۔

اللہ دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے

﴿ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴾ ❶

''اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے پوچھیں تو آپ کہہ دیں کہ میں (ان کے) قریب ہی ہوں، جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں لہٰذا انہیں چاہیے کہ میرے احکام بجالائیں اور مجھ پر ایمان لائیں اس طرح توقع ہے کہ وہ ہدایت پا جائیں گے۔''

فوائد:

❶ یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب بعض لوگوں نے پوچھا تھا کہ ہمارا ربّ اگر دور ہے تو ہم اسے بلند آواز سے پکارا کریں اور اگر قریب ہے تو آہستہ آواز سے پکارا کریں اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کا جواب دیا گیا کہ میں تمہارے بالکل قریب ہوں بلکہ تمہاری شہ رگ (رگ جان) سے بھی قریب ہوں اللہ نے بندۂ مومن کو اپنے سے دعا کرنے کا کئی مقامات پر حکم دیا ہے کیونکہ اس سے کوئی مانگے تو اسے بہت اچھا لگتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﴾ ❷

''تم اللہ تعالیٰ کو پکارو اس کے لیے دین کو خالص کر کے۔''

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾ ❸

''اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی سے پکارو، یقیناً وہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ

---

❶ ٢/ البقرة: ١٨٦۔ ❷ ٤٠/ المؤمن: ١٤۔ ❸ ٧/ الاعراف: ٥٥۔

سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾ ❶

''تمہارے رب کا فرمان سرزد ہو چکا ہے کہ مجھ سے دعا کرتے رہو، میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ یقیناً جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔''

❷ دعا اللہ کا محبوب ترین عمل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

((لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الدُّعَاءِ)) ❷

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ معزز کوئی عمل نہیں۔''

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ رَبَّكُمْ حَيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اِلَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا)) ❸

''بلاشبہ تمہارا رب بہت حیادار اور کرم والا ہے جب اس کا بندہ اس کی جانب دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ اپنے بندے سے شرم کرتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی واپس لوٹا دے۔''

❸ اگر آدمی دعا کے آداب وشرائط کو ملحوظ رکھ کر دعا کرے تو اس کی کوئی بھی دعا رد نہیں ہوتی بلکہ ہر نیک دعا قبول ہوتی ہے البتہ اس کی قبولیت کی صورتیں مختلف ہو سکتیں ہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا اِثْمٌ وَلَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اِحْدَى ثَلَاثٍ اِمَّا اَنْ تُعَجَّلَ لَهٗ دَعْوَتُهٗ وَاِمَّا اَنْ يَدَّخِرَهَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ وَاِمَّا اَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا))

---

❶ ٤٠/ الغافر: ٦٠۔ ❷ ابن ماجه، الدعاء، باب فضل الدعاء: ٣٨٢٩؛ ترمذی: ٣٣٧٥؛ صحيح الجامع الصغير: ٥٣٩٢۔

❸ ابو داود، كتاب الوتر، باب الدعاء: ١٤٨٨؛ ترمذی: ٣٥٥٦؛ صحيح ابن حبان: ٨٧٣؛ صحيح الترغيب: ١٦٣٥۔

قَالُوْا: إِذًا نُكْثِرُ قَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْثَرُ)) ❶

"جب بھی کوئی مسلمان دعا کرتا ہے جس میں نافرمانی اور قطع رحمی (رشتہ داری توڑنا) نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے ایک چیز عطا فرماتا ہے یا تو (دنیا میں) اس کی دعا کو جلد قبول فرمالیتا ہے یا آخرت میں اس دعا کو اس کے لیے ذخیرہ بنا دیتا ہے یا اس سے اس کے برابر کسی مصیبت کو دور فرما دیتا ہے۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ پھر تو ہم کثرت کے ساتھ دعائیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ (کی رحمت اور اس کا فضل) بہت زیادہ اور وسیع ہے۔"

❹ غیر اللہ سے دعا کرنا، مانگنا شرک ہے اور اللہ کو سخت ناپسند ہے ایسا آدمی قابلِ مذمت ہونے کے ساتھ ساتھ جہنمی بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ۝﴾ ❷

"اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کرسکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ)) ❸

"جو شخص فوت ہوا اور وہ اللہ کے علاوہ کسی اور شریک کو پکارتا تھا وہ نارِ جہنم میں داخل ہوگا۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

---

❶ مستدرك حاكم، ١/ ٤٦٣؛ احمد، ٣/ ١٨؛ صححهٔ الالبانی والحاكم۔

❷ ٤٦/ الاحقاف: ٥۔ ❸ صحيح بخاری، تفسير القرآن، باب قوله ﴿ومن الناس من يتخذ من دون الله أندادًا﴾: ٤٤٩٧۔

اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝﴾ [1]

''اے لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، ذرا کان لگا کر سن لو، اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے رہے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں، بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے جائے تو یہ تو اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے، بڑا کمزور ہے طلب کرنے والا اور بڑا کمزور ہے وہ جس سے طلب کیا جا رہا ہے۔''

[1] ۲۲/ الحج: ۷۳۔

روزہ توڑنے کا کفارہ

﴿ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ ﴾ ❶

''روزوں کی راتوں میں تمہارے لیے اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے، وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے لہٰذا اللہ نے تم پر مہربانی کی اور تمہارا قصور صاف کر دیا۔ سو اب تم ان سے مباشرت کر سکتے ہو اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لیے مقدر کر رکھا ہے اسے طلب کرو اور فجر کے وقت جب تک سفید دھاری، کالی دھاری سے واضح طور پر نمایاں نہ ہو جائے تم کھا پی سکتے ہو، پھر رات تک اپنے روزے پورے کرو۔''

فوائد:

❶ آیت کا شانِ نزول: ابتدائے اسلام میں فرضیتِ روزہ کی صورت یہ تھی کہ جب کوئی نماز عشاء ادا کر لیتا اور پھر سو جاتا تو اس پر کھانا پینا اور عورتوں سے ہم بستری کرنا حرام ہو جاتا جیسا کہ حدیث میں موجود ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب روزہ دار ہوتے اور افطار کا وقت آتا تو کوئی روزہ دار اگر افطار سے پہلے سو جاتا تو پھر اس رات میں بھی اور آنے والے دن میں بھی انہیں کھانے پینے

❶ ۲/ البقرة: ۱۸۷۔

کی اجازت نہیں تھی تا آنکہ پھر شام ہو جاتی، پھر ایسا ہوا کہ حضرت قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی روزے سے تھے جب افطار کا وقت ہوا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا اس وقت تو کچھ نہیں ہے لیکن میں جاتی ہوں، کہیں سے تلاش کر کے لاتی ہوں، دن بھر انہوں نے کام کیا تھا اس لیے ان کی آنکھ لگ گئی جب بیوی واپس آئی اور انہیں سویا ہوا دیکھا تو کہا افسوس! تم محروم ہی رہے پھر دوسرے دن وہ دوپہر کو بے ہوش ہو گئے جب اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ...... إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ﴾ اس پر صحابہ بہت خوش ہوئے اور یہ آیت بھی نازل ہوئی: ﴿ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ ...... الْأَسْوَدِ ﴾ [1]

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا تو صحابہ سارا رمضان عورتوں کے قریب نہیں جاتے تھے لیکن کچھ اس خیانت میں مبتلا بھی ہو جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ ...... الخ ﴾ [2]

[2] اگر حالت روزہ میں کوئی آدمی خیانت کر بیٹھے یعنی جماع یا کھانے پینے سے روزہ توڑ دے تو اس کا کفارہ ظہار کے کفارہ کی طرح ہے جو سورۂ مجادلہ کی آیت نمبر ۳ اور ۴ میں بیان ہوا ہے (کھانے پینے سے روزہ توڑنے میں کفارہ کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے) مزید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ ایک شخص (سلمہ بن صخر بیاضی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں تباہ ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ''کیوں کیا بات ہوئی؟'' کہنے لگا! میں رمضان میں اپنی عورت پر جا پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ''کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟'' کہنے لگا میں یہ قدرت نہیں رکھتا، پھر آپ نے دریافت کیا: ''دو مہینے کے پے در پے روزے رکھ سکتا ہے؟'' کہنے لگا نہیں (اتنا مقدور ہوتا تو یہ روزہ ہی کیوں توڑتا) پھر آپ نے پوچھا: ''اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟'' کہنے لگا نہیں۔ آپ نے اسے کہا: ''اچھا بیٹھ جاؤ۔'' اتنے میں آپ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا آ گیا جس میں پندرہ صاع کھجور آ سکتی ہے آپ نے اسے

---

[1] بخاری، الصیام، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿احل لکم لیلة الصیام﴾: ۱۹۱۵؛ ابو داود: ۲۳۱۴؛ ترمذی: ۲۹۶۸۔ [2] صحیح بخاری، التفسیر، باب ﴿احل لکم لیلة الصیام﴾: ۴۵۰۸۔

فرمایا: ”لے! ٹوکرا لے جا اور اسے محتاجوں میں تقسیم کر دے۔“ وہ کہنے لگا کہ میں اسے ان لوگوں میں تقسیم کروں جو ہم سے بڑھ کر محتاج ہوں، قسم اس پروردگار کی جس نے آپ ﷺ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا، مدینہ کے دونوں کناروں میں اس سرے سے اس سرے تک کوئی گھر والے ہم سے زیادہ محتاج نہیں یہ سن کر آپ ﷺ اتنے ہنسے کہ آپ کی کچلیاں نظر آنے لگیں اور فرمایا: ”جا اپنے بیوی بچوں کو ہی کھلا دے۔“ ❶

سنن ابی داود کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ”ایک دن کا روزہ رکھو اور اللہ سے استغفار کرو۔“ ❷

اس مقام پر ایک بات یاد رہے کہ اگر آدمی نے روزہ مباشرت وہم بستری سے توڑ لیا ہے تو اس پر قضاء، کفارہ اور توبہ لازم ہیں اور اگر روزہ کسی اور چیز سے توڑا ہے تو پھر قضاء اور توبہ لازم ہے کفارہ نہیں۔ ❸

❸ مذکورہ آیت مبارکہ میں سحری کا وقت بھی بیان ہوا ہے اور افطاری کا بھی جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت ”کھاؤ پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے واضح ہو جائے۔“ لیکن مِنَ الْفَجْرِ کے لفظ نازل نہیں ہوئے تھے اس پر کچھ لوگوں نے یوں کیا کہ جب روزے کا ارادہ ہوتا تو سیاہ اور سفید دھاگے کو لے کر پاؤں میں باندھ لیتے اور جب تک دونوں دھاگے پوری طرح دکھائی نہ دینے لگتے کھانا پینا بند نہیں کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْفَجْرِ کے الفاظ نازل فرمائے پھر لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس سے مراد رات اور دن ہیں۔“ ❹

---

❶ صحیح بخاری، الایمان، والنذور، باب من اعان المعسر فی الکفارۃ وفی الصوم: ۱۹۳۶؛ صحیح مسلم: ۱۱۱۱؛ ترمذی: ۷۲۴۔ ❷ ابو داود، الصوم: ۲۳۹۳؛ صحیح ابی داود: ۲۰۹۶۔ ❸ فتاوی إسلامیہ: ۲/ ۱۴۱۔ ❹ صحیح بخاری، الصوم، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط......﴾: ۱۹۱۷؛ صحیح مسلم: ۱۰۹۱۔

اعتکاف

﴿ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَٰكِفُونَ فِي الْمَسَٰجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ ءَايَٰتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴾ [1]

''اور اگر تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہوتو پھر بیویوں سے مباشرت نہ کرو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی حدود، تم ان کے قریب بھی نہ پھٹکو، اسی انداز سے اللہ تعالیٰ اپنے احکام لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں۔''

فوائد:

① اس آیت مبارکہ میں مساجد میں اعتکاف بیٹھنے اور دوران اعتکاف ممنوعات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اعتکاف خاص کیفیت سے کسی آدمی کا خود کو مسجد میں روک لینے کا نام ہے اور یہ صرف مساجد میں ہی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ آیت مبارکہ نے اس کی تخصیص کر دی ہے خواہ مرد ہو یا عورت اعتکاف مسجد کے علاوہ گھر وغیرہ میں نہیں بیٹھ سکتے۔ اعتکاف کسی بھی وقت کسی بھی مسجد میں کیا جا سکتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ مداومت رمضان المبارک کے ایام میں کیا کرتے تھے، کبھی ابتدائی عشرے میں کبھی درمیانے اور کبھی آخری عشرے میں، یہ معمول آپ ﷺ کا پہلے پہل تھا لیکن بعد میں آپ ﷺ کو مطلع کیا گیا کہ آخری عشرے میں لیلۃ القدر کی رات مقدور کی گئی ہے پھر آپ ﷺ اکثر آخری عشرے کا ہی اعتکاف کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ

---

[1] ٢/ البقرة: ١٨٧۔

يَعْتَكِفُ عَامًا فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ. ❶

نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف بیٹھا کرتے تھے ایک سال آپ اعتکاف نہ کر سکے تو اگلے سال آپ ﷺ نے بیس دنوں کا اعتکاف کیا۔

اعتکاف آدمی رمضان کے علاوہ دوسرے ایام میں بھی کر سکتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے شوال کے عشرے کا اعتکاف کیا تھا۔ ❷

اعتکاف کے لیے ضروری نہیں کہ آدمی پورے عشرے کا ہی اعتکاف کرے بلکہ جتنا آسانی سے ہو سکے اتنے دنوں کی نیت کر کے اعتکاف کر سکتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی آپ ﷺ سے آکر دریافت کیا کہ میں اعتکاف ایک رات کا کر سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ضرور اپنی نذر پوری کرو۔'' ❸

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں کیونکہ اگر روزہ شرط ہوتا تو رات کو اعتکاف کرنے کی اجازت نہ ملتی کیونکہ رات کو روزہ نہیں ہوتا اور جو روایات اعتکاف کے لیے روزے کی شرط لگاتی ہیں وہ مرفوع نہیں موقوف ہیں۔

② اعتکاف کرنے والا بیس رمضان المبارک کی شام کو اپنی اعتکاف والی جگہ بنا لے اور رات مسجد میں ٹھہرے صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد معتکف میں داخل ہو جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا۔ ❹

③ مذکورہ آیت مبارکہ ﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ......﴾ سے معلوم ہوا کہ دوران اعتکاف آدمی جماع نہیں کر سکتا ورنہ اس کا اعتکاف باطل ہو جائے گا، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اِذَا جَامَعَ الْمُعْتَكِفُ بَطَلَ اِعْتِكَافُهُ وَاسْتَأْنَفَ. ❺

---

❶ ابو داود، الصوم، باب الاعتکاف: ۲٤٦٣؛ ترمذی: ۸۰۳ حدیث صحیح؛ حاکم، ۱/ ٤۳۹؛ ابن حبان: ۳٦٦۲؛ احمد، ۳/ ۱۰٤؛ البیهقی، ٤/ ۳۱٤۔

❷ صحیح بخاری، الاعتکاف، باب اعتکاف النساء: ۲۰۳۳؛ صحیح مسلم: ۱۱۷۳؛ احمد، ٦/ ۸٤۔

❸ صحیح بخاری، الاعتکاف، باب الاعتکاف لیلا: ۲۰۳۲؛ صحیح مسلم: ۱٦٥٦۔

❹ ترمذی، الصوم، باب ماجاء فی الاعتکاف: ۷۹۱؛ صحیح بخاری: ۲۰۳۳۔

❺ ابن ابی شیبه، ۳/ ۹۲؛ صحیح عند الالبانی قیام رمضان، ص: ٤۱۔

جب اعتکاف بیٹھنے والا جماع کر بیٹھے تو اس کا اعتکاف باطل ہوگیا اور وہ دوبارہ اعتکاف بیٹھے۔

اسی طرح اور بھی کئی ایسے امور ہیں جو حالت اعتکاف میں ممنوع ہیں مثلاً: فضول گفتگو، بے جا مسجد سے نکلنا، کبائر کا مرتکب ہونا، مسجد میں گھر والوں کے ساتھ فضول گفت وشنید کرنا البتہ اگر کوئی ضروری مسئلہ ہو تو آدمی گفت وشنید کر سکتا ہے اور مسجد سے باہر بھی نکل سکتا ہے جیسا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رمضان کے آخری عشرے میں، جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے آپ سے ملنے کے لیے مسجد میں آئیں۔ کچھ دیر تک آپ ﷺ سے باتیں کیں پھر واپس جانے کے لیے کھڑی ہوئیں، نبی کریم ﷺ بھی انہیں (گھر) چھوڑنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے قریب والے مسجد کے دروازے پر پہنچیں تو دو انصاری آدمی اُدھر سے گزرے اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا آپ نے فرمایا: ''کچھ سوچنے کی ضرورت نہیں یہ میری بیوی صفیہ بنت حیی ہیں۔'' انہوں نے کہا سبحان اللہ اے اللہ کے رسول! (گویا) ان پر آپ ﷺ کا یہ جملہ نہایت گراں گزرا۔ آپ نے فرمایا: ''شیطان خون کی مانند جسم میں دوڑتا ہے مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال جائے۔'' [1]

④ اعتکاف کرنے والا رمضان المبارک کے آخری عشرے میں کثرت سے عبادت میں محنت کرے جیسا کہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی کمر کو کس لیتے رات بھر جاگتے رہتے اور اپنی بیویوں کو بھی جگاتے اور اس عشرے میں اتنی محنت کرتے کہ عام دنوں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، الاعتکاف، باب هل یخرج المعتکف لحوائجه إلی باب المسجد: ۲۰۳۸؛ صحیح مسلم: ۲۱۷۵؛ احمد، ۶/ ۳۳۷؛ ابن ماجه: ۱۷۷۹۔

[2] صحیح بخاری، فضل لیلة القدر، باب العمل فی العشر الأواخر من رمضان: ۲۰۲۴؛ صحیح مسلم: ۱۱۷۴؛ ابو داود: ۱۳۷۶؛ ابن ماجه: ۱۷۶۷، ۱۷۶۸۔

ناحق مال مت کھاؤ

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ [1]

''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ، نہ ہی ایسے مقدمات اس غرض سے حکام تک لے جاؤ کہ تم دوسرے کے مال کا کچھ حصہ ناحق طور پر ہضم کر جاؤ حالانکہ حقیقت حال تمہیں معلوم ہوتی ہے۔''

فوائد:

1. آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے دوسروں کا مال باطل طریقے سے کھانا حرام قرار دیا ہے۔ باطل طریقہ سے مراد تمام ناجائز صورتیں شامل ہیں مثلاً: چوری، خیانت، دغا بازی، دھوکہ دہی، ڈاکہ، جوا، سود وغیرہ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذْنَّهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ)) [2]

''میں بھی ایک انسان ہوں، تم اپنے مقدمات میرے پاس لاتے ہو اور ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی دلیل دوسرے کی نسبت زیادہ فصاحت کے ساتھ پیش کرے اور میں جو اس سے سنوں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ جس شخص کو اس کے (مسلمان) بھائی کے حق میں سے کوئی چیز دے دی جائے تو وہ اسے حاصل نہ کرے۔ (گویا اس طرح) میں اسے (جہنم کی) آگ کا ایک ٹکڑا دے

---

[1] ٢/ البقرة: ١٨٨۔ [2] صحيح بخاری، الحيل: ٦٩٦٧ وفی الاحکام، باب موعظة الامام للخصوم؛ صحيح مسلم: ٤٤٧٣۔

رہا ہوں۔“

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ناجائز طریقہ سے مال کھانے سے روکنے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا طریقہ بھی بتاتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوٓا۟ أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴾ ❶

”اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھایا کرو، سوائے اس صورت کے کہ تم آپس میں رضا مندی سے تجارت کرو (اور اس ذریعہ جو منافع حاصل ہو تو اس منافع کو کھانا تمہارے لیے جائز ہے) اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو، (اللہ نہیں چاہتا کہ تم ہلاک ہو) بے شک اللہ تم پر بڑا مہربان ہے۔“

❷ آیت مذکورہ کے دوسرے حصہ میں خصوصاً رشوت وغیرہ کی ممانعت کی گئی ہے اور قاضی یا حاکم کو غلط سلط بات یا کچھ دے لے کر غلط فیصلہ کروالیا جائے خواہ وہ ظلم ہی کیوں نہ ہو۔ اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا بلکہ ایسے شخص کو ملعون کہا گیا ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ. ❷

رسول اللہ ﷺ نے فیصلے میں رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر لعنت کی ہے۔

نیز حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں وَالرَّائِشَ کے لفظ بھی ہیں جس کا معنی ہے جو دونوں رشوت لینے اور دینے والے کے درمیان معاملہ طے کراتا ہے اس پر بھی لعنت کی گئی ہے۔ ❸

❸ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ)) ❹

---

❶ ٤/ النساء: ٢٩۔ ❷ ترمذی، الاحکام، باب ماجاء فی الراشی: ١٣٣٦۔

❸ البیهقی فی شعب الایمان: ٤/ ٣٩٠، ٥٥٠٣۔

❹ صحیح بخاری، المظالم، باب اثم من ظلم شیئا من الارض۔

”جس نے دوسرے کی زمین میں سے ذرا سا ٹکڑا بھی ناحق لے لیا تو اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔“

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ لِاَحَدٍ مِنْ عِرْضِهِ اَوْشَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ وَاِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّاٰتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ)) [1]

”جس شخص نے کسی دوسرے کی عزت یا کسی اور چیز میں کسی قسم کا ظلم کیا ہو تو اسے چاہیے کہ آج معاف کرا لے اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس دن نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم، اگر ظالم کے اچھے عمل ہوں گے تو اس کے ظلم کی مقدار کے مطابق اس سے لیے جائیں گے اور اگر اچھے عمل نہیں ہوں گے تو مظلوم کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔“

[1] صحیح بخاری، المظالم، باب من کانت له مظلمة عند الرجل......۔

چاند کے فائدے

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ ھِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِھَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ ❶

"لوگ آپ سے نئے چاند کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں کے لیے اوقات معلوم کرنے اور (خاص طور پر) حج کے ایام معلوم کرنے کا ذریعہ ہے اور (اے لوگو!) نیکی گھروں میں اس کی پشت سے آنے میں نہیں بلکہ نیکی تو (تقویٰ کا نام ہے لہٰذا) جس شخص نے تقویٰ حاصل کرلیا (پس وہ نیکی کو پہنچ گیا) اور (اے لوگو!) گھروں میں ان کے دروازوں سے ہی داخل ہوا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم فلاح پاسکو۔"

فوائد:

❶ سب سے پہلے طلوع ہونے والے چاند کو اَھِلّہ (ہلال) اور چودھویں کے چاند کو بدر اور جب چاند مکمل ہو جائے تو اسے قمر کہا جاتا ہے۔

❷ سائل کا سوال اصل میں چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے متعلق تھا جو کہ علم ہیئت کا پیچیدہ مسئلہ تھا جس کا انسانی عملی زندگی سے تعلق نہ تھا رسول اللہ ﷺ نے اسی لیے جواب کا رخ اس طرف پھیر دیا جو انسان کی عملی زندگی سے تعلق رکھتا تھا کہ چاند تمہارے لیے جنتری کا کام دیتا ہے۔ اس ضمن میں چند باتیں:

① جن شرعی احکام کا تعلق دن کے اوقات سے ہو ان کا تعلق سورج سے ہوگا جیسے نمازوں کے اوقات اور روزہ کے لیے سحری وافطاری کے اوقات۔

---

❶ ۲/ البقرة: ۱۸۹۔

② اسی طرح دنوں کا شمار سورج سے تعلق رکھتا ہے مگر جب یہ مدت ایک ماہ یا ایک ماہ سے زائد ہوگی تو مدت کا شمار چاند کے حساب سے ہوگا مثلاً: رمضان کے ایام (انتیس ہیں یا تیس) ہوں یا مطلقہ کی عدت، مدت حمل، رضاعت وغیرہ اور زکوۃ کا حساب بھی قمری سال کے مطابق ہوگا۔

③ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی اور قدرتی تقویم قمری ہے اور یہی (مواقیت للناس) کا مطلب ہے۔ ❶

④ ''اپنے حج کے اوقات'' تو ان کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ﴾ ❷ •

''اللہ کے نزدیک اللہ کی شریعت میں مہینوں کی گنتی بارہ ہے۔''

اور وہ بارہ مہینے یہ ہیں:

① محرم ② صفر ③ ربیع الاول ④ ربیع الثانی ⑤ جمادی الاولیٰ
⑥ جمادی الثانی ⑦ رجب ⑧ شعبان ⑨ رمضان ⑩ شوال
⑪ ذوالقعدہ ⑫ ذوالحجہ۔

ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں:

① ذوالقعدہ ② ذوالحجہ ③ محرم ④ رجب۔

اور ان بارہ مہینوں میں چند مہینے حج، احرام باندھنے کے مہینے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ﴾ ❸

''حج کے لیے چند مقررہ مہینے ہیں۔''

اور حج کے اوقات شوال، ذیقعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں جبکہ عمرہ سال بھر میں کسی بھی مہینہ میں کیا جا سکتا ہے۔

⑤ چاند کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ﴾ ❹

---

❶ تیسیر القرآن، ۱/ ۱۴۵۔ ❷ ۹/ التوبۃ: ۳۶۔ ❸ ۲/ البقرۃ: ۱۹۶۔ ❹ ۱۰/ یونس: ۵۔

"وہی ہے (قادرِ مطلق) جس نے سورج چمکتا ہوا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کے لیے منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔"

4 چاند، سورج، ستارے یہ سب اللہ نے آسمان کو مزین کرنے کے لیے بنائے ہیں اور اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور حساب کا ذریعہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾ 1

"اور وہی ہے جس نے رات، دن بنایا اور سورج چاند پیدا کیا اور ہر ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔"

﴿تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا﴾ 2

"بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور سورج اور چاند کو نور بنایا۔"

﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾ 3

"صبح کو نکالنے والا اور اس نے رات آرام کی چیز بنائی اور سورج چاند کی رفتار کو (حساب سے) رکھا۔ یہ بڑے قادر اور بڑے علم والے کی ٹھہرائی ہوئی بات ہے۔"

5 چاند اور سورج یہ خود اللہ کی مخلوق اور اس کے تابع فرماں اور اسی کی تقدیر کے مطابق چلتے ہیں جبکہ لوگوں نے انہیں اپنا معبود بنا رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ﴾ 4

"اس کے حکم سے سورج اور چاند حساب سے چلتے ہیں۔"

﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ﴾ 5

---

1 ٢١/ الانبیاء: ٣٣۔ 2 ٢٥/ الفرقان: ٦١۔ 3 ٦/ الانعام: ٩٦۔
4 ٥٥/ الرحمٰن: ٥۔ 5 ٣٦/ یٰسین: ٣٩۔

’’اور ہم نے چاند کو منزلیں باٹ دیں یہاں تک کہ وہ گھٹ کر پرانی سوکھی ٹہنی کی طرح آرہا ہے۔‘‘

﴿ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۝ ﴾ ❶

’’نہ سورج، اس کے لیے لائق ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے آنے والی ہے اور سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔‘‘

حضرت سلمان کے پاس ہدہد خبر لایا کہ ملکہ سبا کی قوم آگ اور سورج کی پوجا کرتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی چاند کی طرف دیکھ کر کہا تھا کہ یہ میرا ربّ ہے لیکن جب وہ ختم ہو گیا تو کہا نہیں یہ میرا رب نہیں ہو سکتا۔

الغرض لوگ سورج چاند، ستاروں کو اپنا معبود بنا کر ان کی پرستش کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۝ ﴾ ❷

’’تم سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو، سجدہ اللہ کو کرو جس نے ان کو پیدا کیا، اگر تم واقعی اسی کی عبادت کرنے والے ہو۔‘‘

❻ اہل عرب مہینوں کی گنتی میں کمی بیشی کرتے رہتے تھے جس کے نتیجے میں یا تو حج ہر سال ایک ہی موسم میں آتا یا پھر ۳۶ سالوں کے ایک چکر میں حج کم ہو جاتا جس کی تردید اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ﴾ ❸

’’مہینوں میں تقدیم و تاخیر کفر میں زیادتی ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑے

---

❶ ۳۶/ یٰسین: ۴۰۔ ❷ ۴۱/ حم السجدة: ۳۷۔ ❸ ۹/ التوبة: ۳۷۔

رہتے ہیں وہ ایک سال تو کسی مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام کر دیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ اس مہینہ کو حلال کر لیں جسے اللہ نے حرام قرار دیا تھا۔"

❼ قمری مہینوں کے دن کبھی (۲۹) اور کبھی (۳۰) ہوتے ہیں اور ان کی تعیین مشکل ہے جبکہ بکرمی اور شمسی کیلنڈر کے مہینوں کے دنوں کی تعین کی گئی ہے۔ (ہندی یا بکرمی تقویم)

① چیت (۳۰) ② بیساکھ (۳۱) ③ جیٹھ (۳۱) ④ ہاڑ (۳۱) ⑤ ساون (۳۲) ⑥ بھادوں (۳۱) ⑦ اسوج (۳۰) ⑧ کاتک (۳۰) ⑨ مگھر (۳۰) ⑩ پوہ (۲۹) ⑪ ماگھ (۲۹) ⑫ پھاگن (۳۰)۔ ۳۶۵ دن۔

شمسی تقویم:

① جنوری (۳۱) ② فروری (۲۸) ③ مارچ (۳۱) ④ اپریل (۳۰) ⑤ مئی (۳۱) ⑥ جون (۳۰) ⑦ جولائی (۳۱) ⑧ اگست (۳۱) ⑨ ستمبر (۳۰) ⑩ اکتوبر (۳۱) ⑪ نومبر (۳۰) ⑫ دسمبر (۳۱) ۳۶۵ دن

❽ اسلامی مہینوں کے نئے سال کی ابتدا محرم الحرام سے ہوتی ہے ہر نئے چاند کو دیکھ کر دعا پڑھیں ان شاء اللہ ہر ماہ اسی طرح پورا سال خیر و برکت کے ساتھ گزرے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَتَرْضٰى رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ)) [1]

"اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! تو اسے (اس چاند کو) ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ طلوع فرما اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جس کو تو پسند کرتا ہے۔ اے ہمارے رب! اور جس سے تو راضی ہوتا ہے۔ اے چاند! ہمارا اور تمہارا رب اللہ ہے۔"

[1] سنن الترمذی، الدعوات، باب مایقول عن رؤیة الهلال: ۳۴۵۱؛ الدارمی: ۱/ ۳۳۶ صحیح۔

حج میں قربانی

﴿ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾ [1]

''اور اللہ (کی خوشنودی) کے لیے حج اور عمرے کو پورا کرو اور اگر (راستے میں) روک لیے جاؤ تو جیسی قربانی میسر ہو (کردو) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے سر نہ منڈاؤ اور اگر کوئی تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کسی طرح کی تکلیف ہو تو (اگر وہ سر منڈا لے تو) اُس کے بدلے روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے پھر جب (تکلیف دُور ہو کر) تم مطمئن ہو جاؤ تو جو (تم میں) حج کے وقت تک عمرے سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ جیسی قربانی میسر ہو کرے اور جس کو (قربانی) نہ ملے وہ تین روزے ایامِ حج میں رکھے اور سات جب واپس ہو۔ یہ پورے دس ہوئے اور یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جس کے اہل وعیال مکہ میں نہ رہتے ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

[1] ۲/ البقرۃ: ۱۹۶۔

فوائد:

اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں چند مسائل حج وعمرہ اور قربانی کا تذکرہ فرمایا ہے:

❶ اگر حج یا عمرے کا احرام باندھ لیا ہے تو نیت کے مطابق اسے پورا کرو۔

❷ اگر راستے میں دشمن یا بیماری کی وجہ سے رکاوٹ ہو جائے تو ایک قربانی کا جانور وہیں ذبح کر کے سر منڈوا لو اور حلال ہو جاؤ جیسا کہ حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ نے کیا تھا۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے زمانے میں نکلے۔ بدیل بن ورقاء الخزاعی آیا اور کہنے لگا: وہ (قریش) آپ سے لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ جانے سے روکیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم لڑنے نہیں آئے، ہم تو عمرہ کرنے آئے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''اٹھو، قربانی کرو اور اپنے سر منڈا دو۔''

پھر آپ ﷺ نے اپنی قربانی ذبح کی اور پھر حجام کو بلایا، اس نے آپ ﷺ کا سر مونڈا۔ ❶

❸ اگر کوئی تکلیف ایسی ہو جائے کہ سر کے بال منڈانے پڑ جائیں تو اس پر فدیہ لازم ہے اور فدیہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ایک بکری ذبح کرنا یا تین دن کے روزے رکھنا۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے لیکن مشرکین نے ہمیں عمرہ سے روک دیا۔ میرے لمبے بال تھے اور جوئیں میرے منہ پر گر رہی تھیں۔ آپ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا:

''کیا سر کی جوئیں تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہیں؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ﴾ ''پھر مجھے فرمایا: ''سر منڈاؤ، تین روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا قربانی کرو۔'' ❷

❹ جس شخص کو قربانی میسر نہ ہو وہ تین روزے ایام حج میں اور سات روزے گھر جا کر رکھے یہ صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہیں۔

---

❶ صحیح بخاری، الشروط، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب۔

❷ صحیح بخاری، المغازی، باب غزوة حديبية لقوله تعالى ﴿لقد رضی الله......﴾، صحیح مسلم، الحج، باب جواز حلق الرأس للمحرم اذا كان به اذى۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو لوگوں سے کہا کہ جو شخص قربانی ساتھ لایا ہو اس کے لیے حج پورا ہونے تک کوئی بھی ایسی چیز حلال نہیں ہو سکتی جسے اس نے اپنے اوپر (احرام کی وجہ سے) حرام کر لیا ہے لیکن جن کے ساتھ قربانی نہیں ہے تو وہ بیت اللہ کا طواف کر لیں اور صفا و مروہ کی سعی کر کے بال ترشوالیں اور حلال ہو جائیں پھر حج کے لیے (دوبارہ ۸ ذوالحجہ کو) احرام باندھیں۔ ایسا شخص اگر قربانی نہ پائے تو تین دن کے روزے حج کے دنوں میں ہی اور سات دن کے روزے گھر واپس آ کر رکھے۔ ❶

❺ حج قران اور حج تمتع کرنے والے پر حج میں حسب طاقت قربانی ساتھ لے کر جانا ضروری ہے اگر وہ قربانی نہ پا سکے تو پھر ۱۰ روزے رکھنے ہوں گے اور یہ روزے ۹ ذوالحجہ سے پہلے یا پھر ایام تشریق میں رکھے جائیں گے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنا منع ہے البتہ ایسا شخص جس کے پاس قربانی نہیں وہ ایام تشریق میں روزے رکھ سکتا ہے۔ ❷

❻ حج کی تین اقسام ہیں:

حج اِفْراد: صرف حج کی نیت سے احرام باندھنا۔

حج قِران: حج اور عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کر کے احرام باندھنا۔

حج تمتع: اس میں بھی حج و عمرہ دونوں کی نیت ہوتی ہے لیکن پہلے صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جاتا ہے اور عمرہ کر کے پھر احرام کھول دیا جاتا ہے اور پھر ۸ ذوالحجہ کو حج کے لیے مکہ سے ہی دوبارہ احرام باندھا جاتا ہے۔

❼ حجاج کے لیے قربانی کے چند مزید مسائل:

① ۱۰ ذوالحجہ کو سب سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی پھر قربانی پھر سر منڈانا مسنون اعمال ہیں۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے سے پہلے قربانی کی اور اس کا اپنے صحابہ کو بھی حکم دیا۔ ❸

---

❶ صحیح بخاری، الحج، باب من ساق البدن معه: ۱۶۹۱؛ صحیح مسلم: ۱۲۲۷۔

❷ صحیح بخاری، الصوم، باب الصیام ایام التشریق: ۱۹۹۸۔

❸ صحیح بخاری، العمرة، باب النحر قبل الحلق فی العصر: ۱۸۱۱۔

② اگر کوئی شخص ۱۰ ذوالحجہ کے افعال میں تقدیم وتاخیر کر لے تو تب بھی کوئی حرج نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں منیٰ میں ٹھہرے کہ لوگ آپ سے (مسائل حج) پوچھیں ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا۔ مجھے خیال نہ رہا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب قربانی کر لو کچھ حرج نہیں۔'' پھر ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا مجھے خیال نہ رہا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی، فرمایا: ''اب کنکریاں مارلو کچھ حرج نہیں۔'' غرض یہ کہ جو کام بھی کسی نے آگے پیچھے کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب کر لو کوئی حرج نہیں۔'' [1]

---

[1] صحیح بخاری، الحج، باب الفتيا على الدابة عند الجمرة: ۱۷۳٦؛ صحیح مسلم: ۱۳۰٦؛ ابو داود: ۲۰۱٤؛ احمد، ۲/ ۱۵۹؛ ترمذی: ۹۱٦۔

حج وعمرہ

﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ﴾ ❶

''اور اگر اللہ (کی رضا) کے لیے حج وعمرہ (کی نیت کرو تو اسے) پورا کرو۔''

فوائد:

❶ حج وعمرہ کی نیت کرنے والا شخص ضروری ہے کہ وہ اب اس کو پورا کرے الا کہ اسے کوئی مجبوری آڑے آ گئی ہے۔

اس مقام پر ہم حج وعمرہ کے فضائل کے متعلق چند آثار نقل کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ)) ❷

''ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک دونوں کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔ حج مبرور (نیکی والا حج) کا بدلہ جنت کے علاوہ اور کوئی نہیں۔''

❷ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ وَفْدُ اللّٰهِ دَعَاهُمْ فَأَجَابُوْهُ وَسَأَلُوْهُ فَأَعْطَاهُمْ)) ❸

''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بلایا تو انہوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا تو اس نے انہیں عطا کر دیا۔''

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۱۹۶۔ ❷ صحیح بخاری، الحج، باب وجوب العمرۃ وفضلھا: ۱۷۷۳؛ صحیح مسلم: ۱۳۴۹؛ ابن ماجہ: ۲۸۸۸۔ ❸ ابن ماجہ، المناسك، باب فضل دعاء الحاج: ۲۸۹۳؛ صحیح الترغیب والترھیب: ۱۱۰۸۔

❸ حج گزشتہ تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا۔ اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا، تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''اے عمرو! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں شرط لگانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا: ''تم کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟'' میں نے عرض کیا۔ کہ میرے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ)) ❶

''کیا تجھے علم نہیں کہ اسلام گزشتہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے ہجرت گزشتہ تمام گناہ مٹا دیتی ہے اور حج گزشتہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

❹ رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سنان انصاریہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((فَاِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِیْ فَاِنَّ عُمْرَةً تَعْدِلُ حَجَّةً)) ❷

''جب رمضان آئے تو تو عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہوتا ہے (یعنی اس کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے)۔''

❺ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

ایک آدمی نبی کریم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اِنِّیْ جَبَانٌ وَاِنِّیْ ضَعِیْفٌ بلا شبہ میں ایک ضعیف اور کمزور آدمی ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَلُمَّ اِلٰی جِهَادٍ لَا شَوْکَةَ فِیْهِ الْحَجُّ)) ❸

''ایسا جہاد کرو جس میں کوئی ذرا برابر تکلیف نہیں اور وہ حج ہے۔''

---

❶ صحیح مسلم، الایمان، باب کون الاسلام یهدم ما قبله...... : ۱۲۱؛ احمد، ۱۷۷۹۲۔

❷ صحیح بخاری، الحج، باب حج النساء: ۱۸۶۳؛ صحیح مسلم: ۱۲۵۶؛ ابن ماجہ: ۲۹۹۳۔

❸ صحیح الترغیب والترهیب، الحج، باب الترغیب فی الحج والعمرة: ۱۰۹۸۔

6 بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ حج کرنے سے خاصہ خرچ ہوتا ہے مال میں کمی کے ڈر سے استطاعت رکھنے والے بھی اس عظیم سعادت کے حصول میں قدم پیچھے رکھتے ہیں حالانکہ یہ سفر سعادت غنی کے دروازے کھول دیتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ)) [1]

”پے در پے (مسلسل) حج و عمرہ کرتے رہو، بلاشبہ حج اور عمرہ گناہوں اور فقر کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔“

---

[1] جامع الترمذی، الحج، باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرة: ٨١٠؛ ابن خزیمة: ٢٥١٢؛ الصحیحة: ١١٨٥۔

حجِ مبرور اور تقویٰ

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴾ ❶

”حج کے مہینے مقرر ہیں اس لیے جو شخص ان میں حج لازم کرے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور اپنے ساتھ سفر خرچ (زادِراہ) لے لیا کرو۔ سب سے بہتر تو زادِراہ اللہ تعالیٰ کا ڈر (تقویٰ) ہے اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔“

فوائد:

❶ حج کے مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں مطلب یہ ہے کہ عمرہ تو سال میں ہر وقت جائز ہے لیکن حج صرف مخصوص دنوں میں ہی ہوتا ہے اس لیے اس سے اس کا احرام حج کے مہینوں کے علاوہ باندھنا جائز نہیں۔ ❷

احرام کے چند مسائل:

(ا) اہل مکہ مکہ کے اندر سے ہی حج قِران اور حج تمتع کا احرام باندھیں گے البتہ عمرہ کی صورت میں احرام کے لیے حرم سے باہر جانا ان کے لیے ضروری ہے۔

اہل مدینہ ذوالحلیفہ (آبارِ علی) سے احرام باندھیں گے۔

اہلِ شام جُحفہ سے

اہل نجد قَرن المنازل (سَیلِ کبیر) سے

---

❶ ۲/ البقرة ۱۹۷۔ ❷ صحيح بخاري، تعليقاً قبل الحديث: ۱۵٦۰۔

اہل یمن یَلَمْلَم (سعدیہ) سے
اہل عراق ذات عرق سے احرام باندھیں گے۔ ❶

ب۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا: محرم کیا پہنے؟ فرمایا: ''وہ نہ قمیص پہنے نہ عمامہ پہنے، نہ ٹوپی اور نہ وہ کپڑا جس میں ورس یا زعفران لگا ہو اور اگر چپل نہ ملے تو موزے ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر پہن لے۔'' ❷

❷ دوران مناسک حج کوئی برائی کا کام اور جماع، لڑائی جھگڑا نہیں کرنا ایسے حج کو مبرور کہتے ہیں۔

حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةَ)) ❸
''حِجِ مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ)) ❹
''جس نے حج کیا اور اس میں نہ مباشرت کی اور نہ ہی کوئی فسق و فجور کا کام کیا تو وہ اپنے گناہوں سے (پاک صاف ہو کر) اس دن کی طرح لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا۔''

❸ زادراہ سے مراد کہ حج میں سامان ساتھ لے کر جانا اور تقویٰ سے مراد کہ سوال کرنے سے بچو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:
یمن کے لوگ حج کے لیے آتے لیکن زادراہ ساتھ نہ لاتے اور کہتے کہ ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں پھر مکہ پہنچ کر لوگوں سے مانگنا شروع کر دیتے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ﴾ (۲/ البقرۃ: ۱۹۷)

---

❶ صحیح بخاری، الحج، باب مهل أهل الشام: ۱۵۲۶؛ صحیح مسلم: ۱۱۸۳؛ ابو داود: ۱۵۳۱۔
❷ صحیح بخاری، العلم، باب من اجاب السائل باکثر مما سأله۔ ❸ جامع الترمذی، ۸۱۰، ۹۳۳؛ ابن ماجه، المناسك: ۲۸۸۸؛ الصحیحة: ۱۱۸۵۔ ❹ صحیح بخاری، الحج، باب فضل الحج المبرور: ۱۵۲۱؛ صحیح مسلم: ۱۳۵۰؛ ابن ماجه: ۲۸۸۹؛ ترمذی: ۸۱۱۔

''اور زادِ راہ لے لیا کرو کہ سب سے بہتر زادِ راہ تو تقویٰ ہے۔'' ❶

ضرورت کے وقت اگرچہ سوال کیا جا سکتا ہے تاہم بے جا سوال اور گداگری کے پیشے کو اسلام نے حقارت کی نظر سے دیکھا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور مجھ پر (دورانِ بیعت) شرط لگائی:

((أَنْ لَّا تَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا))

''تم لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔''

میں نے عرض کیا ''ضرور'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَا سَوْطَكَ إِنْ سَقَطَ مِنْكَ حَتَّى تَنْزِلَ إِلَيْهِ فَتَأْخُذَهُ)) ❷

''اگر تیرا کوڑا گر جائے تو پھر بھی اتر کر اسے خود اٹھانا کسی اور کو اس کے اٹھانے کا سوال نہ کرنا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا زَالَ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ)) ❸

''آدمی لوگوں سے ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت والے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہو گا۔''

---

❶ صحیح بخاری، الحج، باب قول الله تعالىٰ: ﴿وتزودوا فان خير الزاد التقوى﴾: ۱۵۲۳۔

❷ مسند احمد: ۵/ ۱۸۱ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے: هداية الرواة: ۲/ ۲۷۶۔

❸ صحیح بخاری، الزكاة، باب من سأل الناس تكثرا: ۱۴۸۴؛ صحیح مسلم: ۱۰۴۵؛ ابن ابی شیبة: ۳/ ۲۰۸۔

تکمیل نعمت کے بعد

﴿ فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ ﴾ [1]

''پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں دے ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔''

فوائد:

1. اہل جاہلیت حج کے مناسک کی ادائیگی کے بعد اپنی آبا وَ اجداد کا تذکرہ کرتے رہتے اور کہتے کہ میرا باپ بڑا مہمان نواز تھا یا وہ لوگوں کے کام آتا ہے یا وہ شجاعت وسخاوت میں یکتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اللہ نے اس سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حج جیسی عظیم سعادت نصیب کی ہے تم اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے باپ داداؤں کو چھوڑ کر اللہ کا بکثرت ذکر کرو۔

معلوم ہوا کہ تکمیل کے بعد اللہ کا ذکر کرنا چاہیے اور شکرانے کے طور پر صدقہ وخیرات اور دوسروں کی دعوت وغیرہ کا اہتمام کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

---

[1] ۲/ البقرۃ: ۲۰۰، ۲۰۱۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَحَرَ جَزُوْرًا اَوْ بَقَرَةً. ❶

رسول اللہ ﷺ (کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ) جب (سفر حج وغیرہ) سے مدینہ واپس آتے تو اونٹ یا گائے ذبح کرتے (اور لوگوں کی دعوت فرماتے)۔

❷ معلوم ہوا کہ ہر خوشی کے ملنے کے بعد اللہ کا شکریہ بہت ضروری ہے جیسا کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو جب بھی کوئی خوشی کی خبر ملتی تو اللہ کے حضور سجدے میں گر پڑتے۔ ❷

جیسا کہ روزے کے احکام بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس کسی کے روزے کسی شرعی عذر کی وجہ سے رہ گئے ہوں وہ انہیں بعد میں پورے کرے اور اللہ کی اس آسانی اور روزوں کی بآسانی تکمیل کی خوشی میں اب ساری چاند رات اور عید کے ایام رقص وسرور اور فحاشی وعریانی میں نہ گزارے بلکہ اس سعادت کی تکمیل پر اللہ کی حمد وثنا اور تکبیر وتحمید اور بڑائی بیان کریں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴾ ❸

"اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔"

اسی اللہ نے ایک اور مقام پر ایک بات کو سمجھایا کہ نعمت کے حصول اور اس کی تکمیل کے بعد کیا کرنا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ ﴾ ❹

"ہم نے آپ کو (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے، پس آپ اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ یقیناً آپ کا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔"

❸ تکمیل حج کے بعد اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت اور دنیاوی معاملات کی

---

❶ صحیح بخاری، الجهاد والسير، باب الطعام عند القدوم: ٣٠٨٩۔

❷ ابو داود، فی باب سجود الشكر، الجهاد: ٢٧٧٤۔

❸ ٢/ البقرة: ١٨٥۔ ❹ ١٠٨/ الكوثر: ١-٣۔

درستگی کی دعا کرنی چاہیے۔ حضرت قاسم بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جسے شکر گزار اور ذکر کرنے والی زبان اور صبر کرنے والا جسم مل گیا اسے دنیا و آخرت کی بھلائی مل گئی اور عذاب سے نجات پا گیا۔ ❶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس دعا کو پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر کس دعا کو پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے جواب میں یہ دعا پڑھی:

((رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) ❷

"اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات عطا فرما۔"

❹ دوران طواف آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

((رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) ❸

❺ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسلمان بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ بالکل دبلا پتلا ہو چکا ہے۔ صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ کیا تم نے کوئی دعا تو نہیں کر لی (جس میں اللہ سے بیماری مانگ لی ہو) تو اس نے کہا ہاں میں نے دعا کی تھی:

اَللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِيْ بِهٖ فِي الْاٰخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِيْ فِي الدُّنْيَا.

اے اللہ! جو عذاب تو مجھے آخرت میں دینے والا ہے اسے دنیا میں ہی دے دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سبحان اللہ! کسی میں ان کے برداشت کرنے کی بھی طاقت ہے تو نے یہ دعا کیوں نہ مانگی!

((اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) ❹

اس بندے نے یہ دعا کرنی شروع کر دی تو اللہ نے اسے شفا عطا کر دی۔

---

❶ تفسیر ابن ابی حاتم: ۲/ ۵٤۲۔ ❷ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء باللھم ربنا……: ۲٦۹۰۔ ❸ سنن ابی داود، المناسك، باب الدعاء فی الطواف: ۱۸۹۲؛ احمد، ۳/ ٤۱۱؛ حاکم: ۱/ ٤۵۵، صحیح۔ ❹ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب کراھیة الدعاء بتعجیل العقوبة فی الدنیا: ۳٦۸۸؛ ترمذی: ۳٤۸۷۔

دنیا تو قید خانہ ہے

﴿زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ❶

”جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے دنیا کی زندگی خوشنما بنا دی گئی ہے اور وہ ان لوگوں سے مذاق کرتے ہیں جو ایمان لائے حالانکہ جو لوگ ڈر گئے قیامت کے دن ان سے درجات میں اوپر ہوں گے۔“

فوائد:

❶ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اشیاء کفار کے لیے مزین کر دی ہیں تاکہ کافروں کے لیے آخرت میں کچھ نہ ہوگا مسلمانوں کے لیے دنیا میں کچھ نہیں بلکہ آخرت میں ہوگا، اس کی وضاحت نبی ﷺ کی حدیث یوں کرتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ)) ❷

”دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔“

مومن کے لیے قید خانہ اس لیے کہ اپنی مرضی سے زندگی نہیں گزار سکتا اور کافر کے لیے جنت اس لیے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ مومن آخرت کو یاد رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر عمل کرتا ہے اس لیے قیدی کہلاتا اور کافر دنیا کی زیب و زینت اور اس کی آرائش کو دیکھ کر آخرت کو بھول جاتا ہے وہ اپنی مرضی کرتے ہوئے دنیا سے جاتا ہے اس لیے دنیاوی جنتی کہلایا۔

---

❶ ۲/ البقرة: ۲۱۲۔ ❷ صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقاق، باب الدنيا سجن للمؤمن و جنة للكافر: ۲۹۵۶۔

❷ دنیا کی بے ثباتی اور اخروی زندگی کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے کئی ایک مقامات پر دنیا اور اس کی اشیاء کی حقارت کو بیان کیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴾ ❶

''لوگوں کے لیے نفسانی خواہشات کی محبت مزین کر دی گئی ہے جو عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی ہیں یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے۔''

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴾ ❷

''اے ایمان والو! یقیناً تمہاری بیویاں اور تمہارے بچے تمہارے دشمن ہیں تو تم ان سے ہوشیار رہو اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کرو اور بخش دو تو یقیناً اللہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے نہایت رحم کرنے والا ہے۔ بے شک تمہارا مال اور اولاد محض ایک آزمائش ہے اور اللہ ہی ہے جس کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔''

❸ دنیا اک دھوکہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴾ ❸

''ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا

❶ ٣/ آل عمران: ١٤۔ ❷ ٦٤/ التغابن: ١٤، ١٥۔ ❸ ٣/ آل عمران: ١٨٥۔

پورا بدلہ دیا جائے گا، تو جو شخص آتش جہنم سے دُور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔''

﴿ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴾ ❶

''اللہ تعالیٰ جس کا چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کا چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے اور کافر لوگ دنیا کی زندگی پر خوش ہو رہے ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت (کے مقابلے) میں (بہت) تھوڑا فائدہ ہے۔''

﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ﴾ ❷

''اور کاش تم (ان کو اس وقت) دیکھو جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اور وہ فرمائے گا کہ کیا یہ (دوبارہ زندہ ہونا) برحق نہیں ہے؟ تو کہیں گے کہ کیوں نہیں، اللہ کی قسم! (بالکل برحق ہے) اللہ فرمائے گا کہ اب کفر کے بدلے (جو دنیا میں کرتے تھے) عذاب (کے مزے) چکھو، جن لوگوں نے اللہ کے روبرو حاضر ہونے کو جھوٹ سمجھا وہ گھاٹے میں آ گئے یہاں تک کہ جب ان پر قیامت ناگہاں آ موجود ہوگی تو بول اٹھیں گے کہ (ہائے) اس تقصیر پر افسوس ہے جو ہم نے قیامت کے بارے میں کی اور وہ اپنے (اعمال کے) بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں گے دیکھو! جو بوجھ یہ اٹھا رہے ہیں بہت بُرا ہے، اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے اور بہت اچھا گھر تو آخرت کا گھر ہے

---

❶ ۱۳/ الرعد: ۲۶۔ ❷ ٦/ الانعام: ۳۰ تا ۳۲۔

(یعنی) ان کے لیے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ کیا تم نہیں سمجھتے؟"

اگر دنیوی اشیاء اور مال ومنال کو اصول خداوندی کے مطابق ان سے پیار ومحبت کیا جائے تو پھر دنیا وآخرت کامیابی کا ذریعہ بن سکتے ہیں، ورنہ یہی انسان کے دشمن ہو جائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝﴾ ❶

"پس جب کانوں کو بہرہ کردینے والی چیخ آئے گی (قیامت) جس دن آدمی اپنے بھائی سے، اپنی ماں سے، اپنے والد سے بھاگے گا اور اپنی بیوی سے بھاگے گا اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔"

﴿الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۖ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۝﴾ ❷

"مال اور بیٹے دنیا کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں ہیں تیرے رب کے ہاں ثواب میں بہتر اور امید کی وجہ سے زیادہ اچھی ہیں۔"

❹ دنیا کی مثال کیسی......؟

﴿إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنزَلْنَٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَٰمُ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَآ أَنَّهُمْ قَٰدِرُونَ عَلَيْهَآ أَتَىٰهَآ أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَٰهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝﴾ ❸

"دنیا کی زندگی کی مثال مینہ کی سی ہے کہ ہم نے اس کو آسمان سے برسایا پھر اس کے ساتھ سبزہ جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں ملا کر نکلا یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہوگئی اور زمین والوں نے خیال کیا کہ وہ اس پر

❶ ۸۰/ عبس: ۳۳ تا ۳۶۔ ❷ ۱۸/ الکهف: ۴۶۔ ❸ ۱۰/ یونس: ۲۴۔

پوری دسترس رکھتے ہیں ناگہاں رات کو یا دن کو ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے اس کو کاٹ (کر ایسا کر) ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں ۔ جو لوگ غور کرنے والے ہیں ان کے لیے ہم (اپنی قدرت کی) نشانیاں اسی طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔"

اس آیت عظیمہ میں انسان کو اللہ تعالیٰ نے یوں سمجھایا اے انسان! جس طرح ہم نے زمین کی پیداوار کے لیے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کو زمین میں کچھ دیر ٹھہرائے رکھا اسی طرح ہم نے تجھ کو بھی تیری ماں، باپ کے پانی کو رحم مادر میں کچھ دیر ٹھہرایا اور جس طرح ہم نے زمین کی پیداوار کو درجہ بدرجہ بڑھایا اسی طرح ہم نے تجھ کو بھی آہستہ آہستہ بڑھایا اور جس طرح زمین کی پیداوار کو لوگوں کی خوشی کا باعث بنایا تو اسی طرح ہم نے تجھے بھی پیدا کر کے رشتہ داروں کے لیے باعث مسرت بنایا اور جس طرح ہم نے اس لہلہاتی ہوئی کھیتی کو کاشت کی منزل تک پہنچایا اسی طرح ہم نے تجھ کو بھی بچپنے کی عمر کی منزلیں عبور کرواتے ہوئے بھرپور جوانی کی منزل میں قدم رکھوایا اور جس طرح اس کھیتی کا مالک اپنی کھیتی کو لہلہاتے ہوئے، الٹ پلٹ ہوتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتا ہے اسی طرح تیرے والدین تیرے عزیز و اقارب بھی تجھے جوانی میں دیکھ کر خوشی کی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں جس طرح اس کھیتی کی منزلیں عبور کرواتے درجہ بدرجہ بڑھاتے ہوئے اپنی قدرت سے اس کی پرورش کرتے ہوئے اس کی کٹائی کے وقت اس کے مالک دیکھتے ہی دیکھتے اس کا نام ونشان مٹا دیتے ہیں اس طرح ہم تجھے اے انسان پیدا کرنے، بچپنے کی عمر سے نکالنے اور جوانی میں قدم رکھنے کے بعد دنیا کی حقیقت پر اپنی بے خبری میں کہیں اس سے دل نہ لگا لینا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّتٍ قَالَ: ((أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟)) فَقَالُوْا: مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ قَالَ: ((فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ)) [1]

---

[1] صحيح مسلم، الزهد، الرقاق: ٢٩٥٧۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بکری کے بچے کے پاس سے گزرے جو مرا ہوا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرے گا کہ اس کو ایک درہم کے بدلہ میں خرید لے؟'' تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں خرید سکتا چاہے ایک درہم کے بدلے ہی ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے صحابہ اللہ کی قسم! یہ دنیا اللہ کے نزدیک اس بکری کے مرے بچے سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''

دنیا کی حقیقت کا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھاتے ہوئے تاکیداً ذکر کیا کہ ''اے لوگو! دنیا کی دلدل میں پھنس کر آخرت برباد نہ کر لینا۔''

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

((وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلَ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ)) [1]

''اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں مگر اتنی تھوڑی ہے جتنی کہ جب تمہارا کوئی ایک چلتے ہوئے دریا میں اپنی انگلی ڈالے تو جتنا اس انگلی سے پانی لگا ہے (یہی دنیا کی حیثیت ہے)۔''

5. دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے انسان کا سایہ۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ میں اپنے سائے کا تعاقب کروں اور اس کو پکڑ لوں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے سائے کے پیچھے جتنا دوڑے گا وہ سایہ اور آگے دوڑتا چلا جائے گا، وہ کبھی اس کو پکڑ نہیں سکے گا۔ لیکن اگر انسان اپنے سائے سے منہ موڑ کر اس کی مخالفت سمت میں دوڑنا شروع کر دے تو پھر سایہ اس کے پیچھے پیچھے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بھی ایسا بنایا ہے کہ اگر اس دنیا کے طالب بن کر اور اس کی محبت دل میں لے کر اس کے پیچھے بھاگو گے تو دنیا تم سے آگے آگے بھاگے گی۔ تم کبھی اس کو پکڑ نہیں سکو گے۔ لیکن جس دن ایک مرتبہ تم نے اس کی طلب سے منہ موڑ لیا تو پھر دیکھو گے کہ اللہ اس کو کس طرح ذلیل کر کے تمہارے پاس لاتے ہیں۔ ایسی بے شمار مثالیں ہیں کہ دنیا اس کے پاس آتی ہے اور

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها و أهلها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة: ٢٨٥٨.

وہ اس کو ٹھوکر مار دیتا ہے۔ لیکن دنیا پھر بھی پاؤں میں پڑتی ہے۔ اس کے لیے ایک مرتبہ سچے دل سے دنیا کی طلب سے منہ موڑنا ضروری ہے۔

6 حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو کہ بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے سے روایت ہے کہ غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے انہوں نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا تھا کہ وہاں سے جزیہ وصول کر کے لائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کر لی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا تھا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں تو انہوں نے فجر کی نماز رسول اللہ کے ساتھ پڑھی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور انصار آپ کے سامنے پیش ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر خوش ہوئے (مسکرائے) پھر آپ نے فرمایا: ''میرا گمان ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ بحرین سے کچھ (مال) لے کر آئے ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا جی ہاں! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ نے فرمایا:

((فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَاالْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ)) [1]

''خوش ہو جاؤ اور تم لوگ اس بات کی امید رکھو کہ جس سے تمہیں خوشی ہوگی اور اللہ کی قسم! مجھے تم پر فقر کا ڈر نہیں ہے بلکہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں تم پر دنیا کشادہ نہ ہو جائے جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی تھی تم حسد کرو گے جیسا کہ انہوں نے کیا اور تم ہلاک ہو جاؤ جیسا کہ تم سے پہلے ہلاک ہوئے۔''

7 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ کہتا ہے میرا مال۔ میرا مال۔ بلاشبہ اسے اس کے مال سے تین طرح کا فائدہ ہوتا ہے:

((مَا أَكَلَ فَأَفْنٰى)) جو اس نے کھا لیا اور اسے ختم کر لیا

((أَوْ لَبِسَ فَأَبْلٰى)) جو اس نے پہن لیا اور اسے بوسیدہ کر لیا

---

[1] صحيح مسلم، الزهد والرقاق، باب الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر: ٧٤٢٥۔

((اَوْ اَعْطٰى فَاقْتَنٰى)) جو اس نے اللہ کی راہ میں دیا اور محفوظ کرلیا۔“ ❶

❽ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ازواج رضی اللہ عنہن سے علیحدہ ہو گئے اس وقت میں مسجد میں داخل ہوا تو لوگوں کو کنکریاں الٹ پلٹ کرتے ہوئے دیکھا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے یہ انہیں پردے کا حکم دیے جانے سے پہلے کا واقعہ ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا میں آج کے حالات ضرور معلوم کروں گا پس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا اے ابوبکر کی بیٹی! تمہارا یہ حال کیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے لگی ہو انہوں نے کہا ابن خطاب! مجھے تجھ سے اور تجھ کو مجھ سے کیا کام تم پر اپنی گٹھڑی کا خیال رکھنا لازم ہے حفصہ کا۔ پھر میں حفصہ بنت عمر کے پاس گیا اور میں نے اسے کہا اے حفصہ! تمہارا یہ حال کیا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے لگی ہو اور اللہ کی قسم! تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے طلاق دے چکے ہوتے پس وہ روئیں اور خوب روئیں تو میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ تو اس نے کہا وہ اپنے گودام اور بالا خانے اوپر والے کمرے میں ہیں، میں حاضر ہوا تو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام رباح اس بالا خانے کے دروازے پر اپنے پاؤں ایک کھدی ہوئی لکڑی پر لٹکائے جو کہ کھجور دکھائی دے رہی تھی بیٹھا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لکڑی پر سے چڑھتے اور اترتے تھے میں نے آواز دی اے رباح! میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کے لیے اجازت لو، رباح نے کمرے کی طرف دیکھا پھر میری طرف دیکھا لیکن کوئی بات نہیں کی، پھر میں نے کہا حاضر ہونے کی اجازت لو تو رباح نے بالا خانے کی طرف دیکھا پھر میری طرف دیکھا لیکن کوئی بات نہیں کی پھر میں نے بآواز بلند کہا اے رباح! میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت لو پس میں نے اندازہ لگایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا کہ میں حفصہ کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں حالانکہ اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کی گردن مار دینے کا حکم دیتے تو میں اس کی گردن

---

❶ صحیح مسلم، الزھد، باب الدنیا سجن المؤمن...... : ٧٤٢٢۔

مار دیتا اور میں نے اپنی آواز کو بلند کیا تو اس نے اشارہ کیا کہ میں چڑھ آؤں پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔

وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى حَصِيرٍ فَجَلَسْتُ فَأَدْنَى عَلَيْهِ إِزَارَهُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ وَإِذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ فَنَظَرْتُ بِبَصَرِي فِي خِزَانَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا أَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِيرٍ نَحْوِ الصَّاعِ وَمِثْلِهَا قَرَظًا فِي نَاحِيَةِ الْغُرْفَةِ وَإِذَا أَفِيقٌ مُعَلَّقٌ قَالَ فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ قَالَ: ((مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ!)) قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَمَا لِيْ لَا أَبْكِي وَهَذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ لَا أَرَى فِيهَا إِلَّا مَا أَرَى وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرَى فِي الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَفْوَتُهُ وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا)) قُلْتُ بَلَى. [1]

آپ ﷺ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے میں بیٹھ گیا اور آپ ﷺ نے اپنی چادر اپنے اوپر لے لی اور آپ ﷺ کے پاس اس کے علاوہ کوئی کپڑا نہ تھا اور چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو (کمر) پر لگے ہوئے تھے پس میں نے رسول اللہ ﷺ کے خزانہ کو بغور دیکھا تو اس میں چند مٹھی جو تھے جو ایک صاع کی مقدار میں ہوں گے اور اس کے برابر سلم کے پتے ایک کونہ میں پڑے ہوئے تھے اور ایک کچا چمڑا جس کی دباغت اچھی طرح نہ ہوئی تھی لٹکا ہوا تھا پس میری آنکھیں بھر آئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابن خطاب! تجھے کس چیز نے رلا دیا؟“ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! مجھے کیا ہو گیا کہ میں نہ روؤں حالانکہ یہ چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر ہیں اور یہ آپ ﷺ کا خزانہ ہے میں نہیں دیکھتا اس میں کچھ مگر وہی جو سامنے ہے اور وہ قیصر و کسریٰ

---

[1] صحيح مسلم، الطلاق، باب في الايلاء: ٣٦٩١۔

ہیں جو پھلوں اور نہروں میں زندگی گزارتے ہیں حالانکہ آپ اللہ کے رسول اور اس کے برگزیدہ بندے ہیں اور یہ آپ ﷺ کا خزانہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن خطاب! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ ہمارے لیے آخرت ہے اور ان کے لیے دنیا؟'' میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔

یہ دو دن کی زندگی نہ اتنا اچھل کے چل
یہ راستہ چلو چل کا ہے ذرا سنبھل کے چل

کیا تم جنت میں ایسے ہی چلے جاؤ گے؟

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴾ [1]

’’کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ تمہیں ابھی وہ مصائب پیش ہی نہیں آئے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں کو پیش آئے تھے۔ ان پر اس قدر سختیاں اور مصیبتیں آئیں جنہوں نے ان کو ہلا کر رکھ دیا۔ تا آنکہ رسول خود اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے سب پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن لو! اللہ کی مدد پہنچ ہی چکی ہے۔‘‘

فوائد:

[1] حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ اس وقت اپنی ایک چادر پر ٹیک لگائے کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، کہ آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے آپ ہمارے لیے اللہ سے مدد کیوں نہیں طلب کرتے؟ یہ سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم سے پہلے لوگ گزر چکے ہیں جن کے گوشت اور پٹھوں میں ہڈیوں تک لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں آرا ان کے سر کے درمیان رکھ کر چلایا جاتا اور دو ٹکڑے کر دیے جاتے مگر وہ اپنے سچے دین سے نہیں پھرتے تھے اور اللہ اپنے اس کام کو ضرور پورا کر کے رہے گا۔ یہاں تک کہ ایک شخص صنعاء سے سوار ہو کر حضر موت تک چلا جائے گا اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا ڈر نہ ہوگا۔‘‘ اور ایک روایت میں ہے کہ ’’مگر تم اس سلسلہ میں جلدی مچانے لگے ہو۔‘‘ (اس پر یہ آیت اتری)۔ [2]

---

[1] ۲/ البقرۃ: ۲۱۴۔ [2] صحیح بخاری، المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام: ۳۶۱۲؛ ابو داود: ۲۶۴۹؛ تحفۃ الاشراف: ۷۲۹۸۔

❷ آیت مذکورہ میں جن مصائب وآلام کا تذکرہ ہے جو مکی دور میں نبی ﷺ اور صحابہ پر ڈھائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام مصائب پر صبر واستقامت کو اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس مضمون کو کئی ایک مقامات پر ذکر کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴾ ❶

''کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ انہیں صرف اتنی بات کہنے پر کہ، ہم ایمان لائے، چھوڑ دیا جائے گا اور ان کی آزمائش نہیں ہوگی۔''

معلوم ہوا ایمان کے بعد آزمائش بھی ہوتی ہے جس کا صبر واستقلال سے مقابلہ ضروری ہے، مزید ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ ❷

''کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ تعالیٰ نے (آزمائش کر کے) دیکھا ہی نہیں کہ کون تم میں سے جہاد کرتا ہے اور کون ثابت قدم رہتا ہے۔''

❸ اسلام کا قانون ہے تنگی کے بعد آسانی، آزمائش کے بعد فراوانی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ ﴾ ❸

''یقیناً سختی کے ساتھ آسانی ہے برائی کے ساتھ بھلائی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بندے جب (آزمائش اور تنگی کی وجہ سے) ناامید ہونے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تعجب کرتا ہے کہ میری فریادرسی تو آپہنچنے کو ہے اور یہ ناامید ہوتا چلا جا رہا ہے پس اللہ تعالیٰ ان کی عجلت اور اپنی رحمت کے قرب پر ہنس دیتا ہے۔'' ❹

---

❶ ٢٩/ العنکبوت: ٢۔ ❷ ٣/ آل عمران: ١٤٢۔ ❸ ٩٤/ الانشراح: ٥، ٦۔

❹ مسند احمد: ٤/ ١١؛ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے الصحیحة: ٢٨١٠۔

ہرقل نے جب ابوسفیان سے ان کے کفر کی حالت میں پوچھا تھا کہ تمہاری کوئی لڑائی بھی اس دعویدار نبوت سے ہوئی ہے؟ ابوسفیان نے کہا ہاں پوچھا پھر کیا رنگ تھا؟ کہا کبھی ہم غالب رہے کبھی وہ غالب رہے، تو ہرقل نے کہا انبیاء کی اسی طرح آزمائش ہوتی رہتی ہے لیکن انجام کار غلبہ انہیں ہی ہوتا ہے۔ ❶

❹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے لیکن سبھی نے کلمہ توحید پڑھ لینے کے بعد صبر و استقلال کا ایسا مظاہرہ کیا کہ تا قیامت لوگوں کے لیے مثال بن گئے ایک مثال عرض کی جاتی ہے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب کفار قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے گئے (جرم یہ تھا کہ کلمہ توحید کیوں کہا ہے) تو ابوسفیان نے جواب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ان سے کہا:

اَتُحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا عِنْدَنَا الْاٰنَ مَکَانَكَ نَضْرِبُ عُنُقَهٗ وَاِنَّكَ فِیْ اَهْلِكَ۔

کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم اپنے گھر میں رہو اور اس وقت ہمارے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور ہم (معاذ اللہ) ان کو قتل کر دیں؟

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا اظہار یوں فرمایا:

وَاللّٰهِ! مَا اُحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا الْاٰنَ فِیْ مَکَانِهِ الَّذِیْ هُوَ فِیْهِ تُصِیْبُهٗ شَوْکَةٌ تُؤْذِیْهِ وَاَنَا جَالِسٌ فِیْ اَهْلِیْ۔

اللہ کی قسم! مجھے اتنی بات بھی گوارا نہیں کہ میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں رہتے ہوئے ایک ذرا سا کانٹا چبھ جائے۔

اس قسم کے مظالم، جلا دانہ، بے رحمیاں، عبرت خیز سفا کیاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بھی راہ حق سے متزلزل نہ کرسکیں۔ اس لیے ابوسفیان نے اقرار کرتے ہوئے کہا:

مَا رَاَیْتُ مِنَ النَّاسِ اَحَدًا یُحِبُّ اَحَدًا کَحُبِّ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا۔

---

❶ صحیح بخاری، بدء الوحی: ۷؛ صحیح مسلم: ۱۷۷۳۔

''محمد ﷺ کے ساتھی جس طرح آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں اس طرح محبت اور تعظیم کرتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔''

احباب گرامی یہ حرم کے باہر مقام تنعیم تھا مشرکین مکہ نے سولی لگا دی تو خبیب بن علی رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز کی اجازت چاہی۔ آخری بار ربّ سے ملاقات سے قبل دو چار باتیں کی۔ نماز جلد ادا کی تاکہ مشرکین مکہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ یہ اپنے دین کے لیے قربانی دینے سے ڈرتے ہیں۔ پھر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکا دیا گیا، تو انہوں نے رب کے حضور دعا کرنے لگے:

اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا۔

اے پروردگار عالم تو ان کو شمار کرلے اور ایک ایک کر کے قتل کر دے اور ان میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑ۔

پھر یہ اشعار اپنی زبان سے کہے:

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ

وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاءُ
یُبَارِكْ عَلٰی اَوْ مَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٖ

اگر مسلمان رہ کر میں مارا جاؤں تو مجھے علم نہیں کہ کس پہلو پر خدا کی راہ میں پچھاڑا جاتا ہوں جو کچھ ہو رہا ہے خدا کی محبت میں ہو رہا ہے اگر وہ چاہے تو ان کٹے ہوئے ٹکڑوں پر برکت نازل کرے گا۔ [1]

[1] سیرت ابن ہشام، ۲۴۰/۱۶۸، ۱۶۹؛ صحیح بخاری، الجهاد والسیر: ۳۰۴۵۔

خرچ کی راہیں

﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ ❶

''لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں۔ کہہ دیجئے جو بھی مال تم خرچ کرو وہ والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے اور جو بھی بھلائی کا کام تم کرو گے یقیناً اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔''

فوائد:

❶ چند مال دار صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کے سوال کیے جن کے جواب میں یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔ سوال تو یہ تھا کہ کیا خرچ کریں؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے جواب کا رخ دوسری طرف پھیر دیا کہ خرچ کن پر کرنا ہے کیونکہ یہ قاعدہ تو پہلے بتا دیا گیا ہے:

﴿ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ ﴾ ❷

''تم جو بھی مال خرچ کرتے ہو اپنے ہی لیے خرچ کرتے رہو۔''

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نفلی صدقات کن پر خرچ کرنے کی ترتیب بتلائی ہے۔ جبکہ فرضی زکوٰۃ وصدقات سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ﴾ ❸

''صدقات صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور ان پر مقرر عاملوں کے لیے

---

❶ ٢/ البقرة: ٢١٥۔ ❷ ٢/ البقرة: ٢٧٢۔ ❸ ٩/ التوبة: ٦٥۔

ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں میں الفت ڈالنی مقصود ہے اور گردنیں چھڑانے میں اور تاوان بھرنے والوں میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافر میں (خرچ کرنے کے لیے ہیں) یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا۔کمال حکمت والا ہے۔''

❷ نفلی صدقات جہاں انسان مناسب سمجھے خرچ کرسکتا ہے تاہم سب سے پہلے والدین پھر درجہ بدرجہ اقارب، یتیم مسکین، فقراء اور مسافروں وغیرہ پر خرچ کرنا افضل ہے۔

والدین

انسان کا اولین فریضہ ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے گھر والوں پر خرچ کرے۔ اپنے والدین، بیوی، بچوں اور بہن بھائیوں پر۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ عَلٰى عِيَالِهٖ)) ❶

''افضل ترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔''

''اور وہ دینار افضل ہے جسے کوئی اپنے اس جانور پر خرچ کرے جو اللہ کی راہ میں لڑائی کے لیے (باندھا ہوا ہے) اور وہ دینار ہے جسے کوئی اللہ کی راہ میں اپنے (مجاہد) ساتھیوں پر خرچ کرے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَاِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ)) ❷

''بلاشبہ سب سے پاکیزہ چیز جسے تم کھاؤ وہ ہے جو تمہاری کمائی کی ہو اور یقیناً تمہاری اولاد تمہاری کمائی میں سے ہی ہے۔''

اقارب (رشتہ دار)

رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے متعلق مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ صحیح مسلم، الزکاۃ، باب فضل الصدقة علی العیال...... : ۹۹٤؛ ترمذی: ۱۹٦٦؛ ابن ماجه: ۲۷٦۰۔ ❷ سنن ابن ماجه، التجارات، باب ما للرجل من مال ولده: ۲۲۹۰؛ ابو داود: ۳۵۲۸؛ ترمذی: ۱۳۵۸؛ شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ صحیح ابن ماجه: ۱۸۵٤۔

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى﴾ ❶

''ماں باپ اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔''

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ﴾ ❷

''قرابت دار کو اس کا حق دو۔''

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا باغ راہ فی سبیل اللہ دینا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے رشتہ دار کو دے دو اللہ دوہرا اجر دے گا۔'' جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں یہ لفظ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ)) ❸

''مسکین پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے میں دو چیزیں شامل ہیں یعنی صدقہ اور صلہ رحمی۔''

یتیم

یتیم ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو بچپن میں اپنے باپ کے سایہ سے محروم ہو جائے ایسے بچوں کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے ایسے بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کرنے والے کو جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔ مزید دیکھیں آئندہ درس یعنی سورۃ البقرۃ کی ۲۲۰ نمبر آیت کی تفسیر میں۔

مساکین

مساکین بھی ہمارے صدقات وخیرات کے مستحق ہیں مسکین ایسا ضرورت مند جس کے مسائل زیادہ اور وسائل کم ہیں لیکن یہ لوگوں سے مانگنے سے بچتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ تَرُدُّهُ الْاُكْلَةُ وَالْاُكْلَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِيْ لَيْسَ لَهٗ غِنًى وَيَسْتَحْيِيْ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا)) ❹

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۸۳۔ ❷ ۱۷/ بنی اسرائیل: ۲۶۔ ❸ ترمذی، الزکوٰۃ، باب ماجاء فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ: ۶۵۸؛ ابن ماجہ، ۱۸۴۴ صحیح۔ ❹ صحیح بخاری، الزکاۃ، باب قول اللہ تعالی: ﴿لا یسئلون الناس الحافًا﴾: ۱۴۷۶، ۱۴۷۹؛ صحیح مسلم: ۱۰۳۹؛ الحمیدی: ۱۰۵۹۔

''مسکین وہ نہیں جسے ایک دو لقمے دردر پھرائیں۔ مسکین تو وہ ہے جس کے پاس مال نہیں۔ لیکن اسے سوال سے شرم آتی ہے اور وہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتا۔''

قرآن مجید میں ہلاکت میں گھیرے ہوئے شخص کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے:

﴿ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ ﴾ ❶

''اور وہ مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت تک نہیں دلاتا۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ ﴾ ❷

''اہل جنت (اہل دوزخ سے) پوچھیں گے! کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا؟ اہل دوزخ جواب دیں گے! ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔''

مسافر

مسافر اگرچہ غنی اہل وعیال میں غنی تھا مسکین دوران سفر محتاج ہوگیا تو ایسے شخص کے لیے جائز ہے کہ ضرورت کے مطابق سوال کر سکے اور مالدار اس کی تلقین کی گئی ہے مثلاً سورۃ النساء: ۴/ ۳۶ وانفال ۱۰/ ۴۱ وغیرہ۔ صحیح بخاری میں ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطٰى مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ وَالْيَتِيْمَ وَابْنَ السَّبِيْلِ)) ❸

''بلاشبہ یہ مال ایک خوشگوار سبزہ زار کی مانند ہے اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جو مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا جائے۔''

---

❶ ۱۰۷/ الماعون: ۳۔ ❷ ۷۴/ المدثر: ۴۲، ۴۴۔ ❸ صحیح بخاری، الزکاۃ، باب الصدقۃ علی الیتامی: ۱۴۶۵؛ صحیح مسلم: ۱۰۵۲؛ ابن ماجہ: ۳۹۹۵۔

ضرورت سے زائد خرچ کرو

﴿ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ ﴾ ❶

"اور آپ سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کریں؟ ان سے کہیے کہ جو کچھ بھی ضرورت سے زائد ہو (وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دو) اسی انداز سے اللہ تعالیٰ اپنے احکام تمہارے لیے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت دونوں کے بارے میں غور وفکر کرو۔"

فوائد:

❶ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے غلام بھی ہیں بال بچے بھی ہیں اور ہم مال دار بھی ہیں کیا کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کریں؟ تو اس کے جواب میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ ❷

❷ فرضی صدقہ دینا فرض ہے جبکہ نفلی صدقات اپنی استطاعت کے مطابق کرنا چاہیے اور صرف وہی خرچ کیا جائے جو ضرورت سے زائد ہو ایسا نہ ہو کہ آدمی خود صدقہ کر دے اور بعد میں خود گداگری پر اتر آئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا:

((اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا))

"سب سے پہلے اپنے آپ پر خرچ کرو۔"

((فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ اَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِيْ

---

❶ ٢/ البقرة: ٢١٩، ٢٢٠۔

❷ تفسير ابن كثير: ١/ ٣٨٤۔

قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) ❶

''اگر کچھ زائد ہو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرو، اگر کچھ گھر والوں کی ضرورت سے بھی زائد ہو تو اپنے قریبی رشتہ داروں پر خرچ اور اگر قریبی رشتہ داروں کی ضرورت سے بھی کچھ زائد ہو تو پھر اسی طرح اور اس طرح (یعنی دائیں بائیں کے لوگ پر) خرچ کرو۔''

❸ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری تیمارداری کے لیے تشریف لائے اس وقت میں مکہ میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سرزمین پر موت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ جہاں سے کوئی ہجرت کر چکا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ ابن عفراء پر رحم فرمائے۔'' میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں'' میں نے پھر پوچھا، آدھے مال کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں'' میں نے پوچھا پھر تہائی مال کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'تہائی مال کی وصیت کر سکتے ہو اور یہ بھی بہت زیادہ ہے۔''

((إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ))

''اگر تم اپنے ورثاء کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔''

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب تم اپنی کوئی چیز (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو گے تو وہ صدقہ ہے، یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے اور ممکن ہے کہ اللہ تمہیں شفا دے اور اس کے بعد تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو اور دوسرے بہت سے لوگ نقصان پہنچائیں، اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی صرف ایک بیٹی تھی۔ ❷

❹ جنگ تبوک کے موقعہ پر ایک آدمی ایک انڈا بھر سونا لایا اور کہنے لگا مجھے یہ کان سے ملا ہے

---

❶ صحیح مسلم، الزکاۃ، باب الابتداء فی النفقۃ بالتنفس...... : ۹۹۷؛ ابو داود: ۳۹۵۷۔

❷ صحیح بخاری، الوصایا، باب أن یترك ورثته أغنیاء...... : ۲۷۴۲؛ مسلم: ۱۶۲۸؛ ترمذی: ۲۱۱۶۔

اور یہ صدقہ ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا تو اس شخص نے دائیں ہو کر یہی بات دہرائی تو بھی آپ ﷺ نے اعراض کیا۔ پھر بائیں طرف۔ پھر پیچھے ہو کر یہی بات دہراتا رہا۔ آخر آپ ﷺ نے وہ سونا پکڑا پھر اسے ہی دے دیا اور فرمایا: ''یہ تمہارے لیے ہے ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔'' جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک شخص آ کر کہتا ہے کہ یہ صدقہ ہے پھر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے لگتا ہے۔'' اس موقعہ پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى)) ❶

''بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد آدمی محتاج نہ ہو جائے۔''

❺ آدمی کو اپنے سارے کے سارے مال کو صدقہ کرنے کی اجازت نہیں تاہم کچھ لوگوں کا تقویٰ اور اللہ پر توکل دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے سارے کا سارا بھی قبول کر لیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اسی دوران میرے پاس کچھ مال آ گیا میں نے خیال کیا کہ اگر کسی روز میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے سکوں تو آج کے دن میں ان سے سبقت لے جاؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لے کر آ گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟)) فَقُلْتُ مِثْلَهُ

''تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے کہا اس کی مثل (یعنی آدھا چھوڑ آیا ہوں)۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آئے آپ ﷺ نے دریافت کیا:

((يَا أَبَا بَكْرٍ! مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟))

''اے ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟''

فَقَالَ أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ۔

---

❶ سنن ابی داود، الزکاۃ، باب الرجل یخرج من مالہ: ١٦٧٦؛ صحیح بخاری: ١٤٢٦؛ احمد: ١٠٣٩٨۔

تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا، ان کے لیے صرف اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔

حضرت عمر کہتے ہیں میں نے خیال کیا کہ میں کبھی بھی ابوبکر سے آگے نہیں نکل سکتا (یہ غزوہ تبوک کی بات ہے)۔ ❶

---

❶ ترمذی، المناقب، باب فی المناقب ابی بکر وعمر کلیھما: ۳۶۷۵؛ ابو داود: ۱۶۷۸۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے؛ ھدایۃ الرواۃ: ۵/ ۳۹۵۔

یتیم کے متعلق اللہ سے ڈرو!

﴿ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ ❶

''وہ آپ سے یتیموں کے متعلق سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے! کہ ان کی اصلاح ہی بہتر ہے اگر انہیں اپنے ساتھ ہی رکھ لو تو تمہارے ہی بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ بگاڑ کرنے والے اور اصلاح کرنے والے دونوں کو جانتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس معاملے میں تم پر سختی کرتا بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔''

فوائد:

❶ یتیم ایسے شخص کو کہتے ہیں جو ابھی بالغ نہ ہو اور اس کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ جائے۔ اور اگر وہ بچے بالغ ہو جائیں تو یتیم کے زمرے سے نکل جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ)) ❷

''احتلام (بلوغت) کے بعد یتیمی نہیں ہے۔''

اور بسا اوقات بلوغت کے بعد بھی آدمی عقل و شعور نہیں رکھتا تو ایسا شخص یتیمی کے زمرے ہی میں رہے گا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے۔ ❸

❷ یتیم کے متعلق چند ارشاد الٰہی:

یتیم کا مال ناحق مت کھاؤ۔

---

❶ ۲/ البقرة: ۲۲۰۔ ❷ ابو داود، الوصایا، باب ماجاء حتی ینقطع الیتم: ۲۸۷۳ شیخ البانی نے صحیح کہا ہے۔ ❸ صحیح مسلم، الجهاد والسیر، باب النساء الغازیات ...... : ۱۸۱۲۔

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴾ ❶

''جولوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔''

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ﴾ ❷

''اور یتیم کے مال کے قریب بھی مت جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو نہایت عمدہ ہو یہاں تک کہ وہ اپنی سن رشد (سمجھداری والی عمر) کو پہنچ جائیں۔''

﴿ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا ۚ وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ ﴾ ❸

''اور ان (یتیموں) کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مالوں کو جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ کرو۔ مال داروں کو چاہیے کہ ان کے مال سے بچتے رہیں، ہاں جو فقیر محتاج ہو تو وہ دستور کے مطابق واجبی طور سے کھالے۔''

❸ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ ﴾ ❹

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں، باپ، قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔''

❹ ہمارے ہاں نبی ﷺ بھی یتیم تھے جیسا:

﴿ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ﴾ ❺

''کیا اس نے تجھے یتیم نہیں پایا، پس جگہ دی۔''

---

❶ ٤/ النساء: ١٠۔ ❷ ٦/ الانعام: ١٥٢۔ ❸ ٤/ النساء: ٦۔
❹ ٢/ البقرة: ٨٣۔ ❺ ٩٣/ الضحى: ٦۔

اسی لیے یتیموں کے متعلق خصوصی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ)) ❶

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا دونوں جنت میں ہوں گے۔"

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا وہ اپنے دل کی سختی کی شکایت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے اور تیری ضرورت پوری ہو جائے؟ تو تو:

((ارْحَمِ الْيَتِيمَ وَامْسَحْ رَأْسَهُ وَأَطْعِمْهُ مِنْ طَعَامِكَ يَلِنْ قَلْبُكَ وَتُدْرِكْ حَاجَتَكَ)) ❷

"یتیم پر رحم کر۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیر اور اسے اپنے غلے سے کھانا کھلا، تیرا دل نرم ہو جائے گا اور تیری ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔"

❺ یتیم کے ساتھ خیر خواہی کی جائے یہ مومنین کی نشانی ہے اور اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کی جائے یہ باعث ہلاکت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝﴾ ❸

"پس لیکن یتیم، پس اس پر سختی نہ کر اور سائل پس (اسے) مت جھڑک۔"

یتیموں و مسکینوں سے برا سلوک وہ عمل ہے جس سے انسان کی معیشت اور روزی تنگ کر دی جاتی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۝ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝﴾ ❹

---

❶ صحيح بخاری، الادب، باب فضل من يقول يتيما: ٦٠٠٥۔

❷ صحيح الترغيب، البر والصلة، باب الترغيب في كفالة……: ٢٥٤٤۔

❸ ٩٣/ الضحى: ٩، ١٠۔ ❹ ٨٩/ الفجر: ١٥، ١٨۔

''پس لیکن انسان جب اس کا ربّ اسے آزمائے پھر اسے عزت بخشے اور اسے نعمت دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت بخشی اور لیکن جب وہ اسے آزمائے، پھر اس پر اس کا رزق تنگ کر دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ ہرگز ایسا نہیں، بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور نہ تم آپس میں مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو۔''

6 روزِ قیامت پر ایمان اور یقین نہ رکھنے والا ہی یتیموں سے برا سلوک کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ ﴾ [1]

''کیا تو نے اسے بھی دیکھا ہے جو (روزِ) جزا کو جھٹلاتا ہے۔ یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔''

---

[1] ۱۰۷/ الماعون: ۱۔۲۔

حیض (مینسز) کیا ہے؟

﴿ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ [1]

''وہ آپ (ﷺ) سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے! کہ وہ گندگی کی حالت ہے لہٰذا حیض کے دوران عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاسکتے ہو۔ جہاں سے اللہ نے حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

فوائد:

[1] خواتین کو تین طرح کا خون جاری ہوتا ہے:

① حیض: ایسا خون جو عورت کو چند دن مخصوص بلوغت کے بعد رحم سے جاری ہو اور یہ ولادت اور بیماری سے سلامت ہوتا ہے۔ اسے ماہواری، ایام، تاریخ اور مینسز بھی کہتے ہیں۔

② استحاضہ: ایسا خون جو عورت کے رحم کے علاوہ کسی بیماری کی وجہ سے اس کی شرمگاہ سے جاری ہو۔ اس کی کوئی مدت نہیں ہوتی۔

③ نفاس: ایسا خون جو پیدائش کے وقت بچے کے ساتھ یا بعد میں خارج ہو، اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔

[2] حیض کے خون کا رنگ عموماً سیاہ، سرخ، زرد یا خاکی مائل ہوتا ہے اس کی کم از کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کی تعیین نہیں کی جاسکتی ہے عورت کو اس کے مزاج، طبیعت اور علاقائی

---

[1] ۲/ البقرۃ: ۲۲۲۔

اعتبار سے جاری ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

③ حائضہ عورت کے مسئلہ میں یہود و نصاریٰ افراط و تفریط کا شکار تھے۔ یعنی یہود تو دوران حیض ایسی عورتوں کو الگ مکان میں رکھتے اور نہ ان کے قریب جاتے اور نہ ہی ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھاتے جبکہ نصاریٰ دوران حیض مجامعت سے بھی پرہیز نہ کرتے تھے جبکہ اسلام نے ایسا نہیں کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں میں جب کوئی عورت حائضہ ہو جاتی تو وہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور گھروں میں میل جول رکھنا چھوڑ دیتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی:

﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ﴾ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ)) ❶

”تم ان سے ہر طرح کا فائدہ اٹھا سکتے ہو البتہ جماع و ہمبستری نہیں کر سکتے۔“

④ حائضہ عورت کے ساتھ کھایا جا سکتا ہے اس کے ہاتھ کا پکا بھی کھایا جا سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حالت حیض میں پانی پیتی تھی اس کے بعد وہ برتن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری ہونٹوں کی جگہ پر اپنے ہونٹ رکھتے اور پانی پیتے اور جب (دانتوں کے ساتھ) ہڈی سے گوشت اتارتی جبکہ میں حائضہ ہوتی اس کے بعد میں ہڈی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دانت میرے دانتوں کی جگہ پر رکھتے۔ ❷

⑤ حائضہ عورت بوقت ضرورت مسجد میں داخل ہو سکتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے مسجد سے مصلّٰی پکڑاؤ۔“ تو حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا میں تو حائضہ ہوں اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ)) ❸

”کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔“

❶ صحيح مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله: ٣٠٢؛ ابو داود: ٢٥٨۔ ❷ صحيح مسلم، الحيض، باب جواز غسل...... : ٣٠٠؛ ابن ماجه: ٦٤٣۔

❸ صحيح مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض: ٢٩٩۔

❻ حائضہ عورت قرآن مجید کی تلاوت کر سکتی ہے البتہ قرآن نہ چھوئے تو بہتر ہے کیونکہ حائضہ عورت کے قرآن مجید کی تلاوت سے ممنوع تمام دلائل ضعف سے خالی نہیں ہیں۔ ❶

❼ حائضہ عورت نہ نماز پڑھے گی اور نہ ہی روزہ رکھے گی۔ بعد میں نماز کی قضائی تو نہیں البتہ روزوں کی قضائی دے گی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے فاطمہ بنت ابی حبیش!

((فَإِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ)) ❷

''جب حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دو۔''

نیز دوسری روایت میں ہے اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ۔ ❸

ہمیں روزے کی قضائی کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضائی کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

❽ حائضہ عورت سے ہمبستری حرام ہے جیسا کہ آیت مذکورہ میں موجود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَتَى حَائِضًا اَوِ امْرَاَةً فِي دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ)) ❹

''جس نے حائضہ عورت سے مباشرت وہم بستری کی یا کسی عورت کی دبر (پشت) میں دخول کیا یا کاہن کے پاس آیا (اس کی تصدیق کی) تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ احکامات کا کفر کیا۔''

اور اگر کسی سے ایسی غلطی ہو جائے تو وہ ایک دینار یا آدھا دینار (استطاعت کے مطابق) صدقہ کرے، یہی اس کا کفارہ ہے۔ ❺

❾ خاوند اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ سو سکتا ہے جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

---

❶ فتاویٰ ابن باز مترجم: ١/ ٥٠؛ تحفة الاحوذی: ١/ ٤٣٠۔

❷ صحیح بخاری، الحیض، باب الاستحاضة: ٣٠٦؛ صحیح مسلم: ٣٣٣۔

❸ ابو داود، الطهارة، باب فی الحائض لا تقضی الصلاة: ٢٦٣ صحیح۔

❹ جامع الترمذی، الطهارة، باب ماجاء فی کراهیة اتیان الحائض: ١٣٥؛ ابو داود: ٣٩٠٤ صحیح۔ ❺ ابو داود، الطهارة: ٢٦٤، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی اتنے میں مجھ کو حیض آ گیا اور نکل بھاگی اور اپنے حیض کے کپڑے سنبھالے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے نفاس (یعنی حیض) آ گیا ہے؟'' تو میں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور اپنے ساتھ اپنی چادر میں داخل کر لیا۔ ❶

⑩ دوران حیض عورت کو طلاق نہیں دی جا سکتی جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو آپ ﷺ نے رجوع کا حکم دیا اور فرمایا: ''طہر اور پاکی کی حالت میں طلاق دو۔'' ❷

⑪ دوران حج اگر کسی عورت کو حیض آ جائے تو وہ طواف بیت اللہ کے علاوہ باقی تمام مناسک حج ادا کر سکتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

''تم پاکیزہ ہونے تک بیت اللہ کے طواف کے علاوہ وہ تمام کام کرو جو حاجی کرتے ہیں۔'' ❸

⑫ حائضہ عورت نماز نہیں پڑھ سکتی اور نہ ہی عام مسجد میں جا سکتی ہے لیکن نماز عیدین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے تلقین فرمائی کہ حائضہ عورتیں بھی گھروں سے نکلیں البتہ وہ نماز میں شامل نہ ہوں بعد میں مسلمانوں کی اجتماعی دعا میں شرکت ضرور فرمائیں۔ ❹

⑬ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میری گود میں ٹیک لگا کر قرآن پڑھتے جبکہ میں حائضہ ہوتی (یعنی حائضہ کے پاس بیٹھا اور گود وغیرہ میں سر رکھ کر قرآن پڑھا جا سکتا ہے۔) ❺

⑭ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر ہمارے کپڑوں کو حیض کا خون لگا ہوتا تو ہم خون کو مل دیتیں پھر اس جگہ کو دھو لیتیں اور تمام کپڑے پر پانی بہا دیتیں اور آپ ﷺ اسے پہن کر نماز پڑھتے۔ ❻

---

❶ بخاری، الحیض، باب النوم مع الحائض وھی فی ثیابھا: ۳۲۲۔
❷ صحیح بخاری، احکام، باب ھل یقض القاضی......: ۷۱۶۰۔
❸ صحیح بخاری، الحیض، باب تقضی الحائض المناسك: ۳۰۵۔
❹ صحیح بخاری، الحیض، باب شھود الحائض العیدین......: ۳۲۴۔
❺ صحیح بخاری، الحیض: ۲۹۷۔
❻ صحیح بخاری، الحیض، باب غسل دم الحیض: ۳۰۸۔

زوجہ کے پاس کیسے آئیں؟

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۖ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ❶

''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے لیے بھلائی آگے بھیجو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان لو! کہ تم اس سے ملنے والے ہو اور ایمان والوں کو خوش خبری سنا دیجئے۔''

فوائد:

❶ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں یہاں بیوی کو کھیتی سے تشبیہ دے کر یہ واضح کر دیا کہ نطفہ جو بیج کی طرح ہے صرف سامنے فرج ہی میں ڈالا جائے خواہ کسی بھی صورت میں ڈالا جائے، لیٹ کر، بیٹھ کر، پیچھے سے، بہر حال فرج ہی میں ڈالا جائے اور پیداوار یعنی اولاد کا حصول غرض ہو۔ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ، کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے آیت کا شان نزول دیکھنا مناسب ہوگا۔ اس سلسلہ میں تین احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

① صحیح بخاری میں ہے کہ یہود کہتے تھے کہ جب عورت سے مجامعت سامنے رخ کر کے نہ کی جائے اور حمل ٹھہر جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے ان کی تردید میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ ❷

② حضرت عبداللہ بن سابط رحمۃ اللہ علیہ حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا میں ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن شرم آتی ہے فرمایا: بھتیجے تم نہ شرماؤ اور جو پوچھنا ہو پوچھ لو کہا فرمایئے، عورتوں کے پیچھے کی طرف سے جماع کرنا جائز ہے؟ فرمایا: سنو مجھ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ انصار عورتوں کو الٹا لٹایا کرتے تھے اور یہود کہتے تھے کہ اس

---

❶ ۲/ البقرة: ۲۲۳۔ ❷ صحیح بخاری، التفسیر، سورة البقرة، باب ﴿نساؤكم حرث لكم فاتوا......الخ﴾: ٤٥٢٨؛ صحیح مسلم: ١٤٣٥۔

طرح سے بچہ بھینگا ہوتا ہے جب مہاجر مدینہ تشریف لائے اور یہاں کی عورتوں سے ان کا نکاح ہوا اور انہوں نے بھی یہی کرنا چاہا تو ایک عورت نے اپنے خاوند کی بات نہ مانی اور کہا جب تک آپ ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان نہ کرلوں تیری بات نہ مانوں گی، چنانچہ وہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بٹھایا اور کہا! ابھی آپ ﷺ آ جائیں گے جب آپ تشریف لائے تو انصاریہ عورت شرمندگی کی وجہ سے نہ پوچھ سکی اور واپس چلی گئی لیکن ام المومنین نے آپ ﷺ سے پوچھا، آپ نے فرمایا: ''انصاریہ عورت کو بلالو پھر یہ آیت پڑھ کر سنائی اور فرمایا پس سامنے سے پیچھے کی طرف سے اور جس طرح چاہے اختیار ہے ہاں جگہ ایک ہی ہو۔'' ❶

③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ میں ہلاک ہو گیا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''تجھے کس چیز نے ہلاک کر دیا؟'' کہنے لگے میں نے آج اپنی سواری پھیر لی آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا تا آنکہ آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی (پھر فرمایا) ''آگے سے صحبت کرو یا پیچھے سے مگر دبر میں یا حیض کی حالت میں مجامعت نہ کرو۔'' ❷

❷ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِ مِنَ الْحَقِّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَا تَأْتُوا النِّسَآءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ)) ❸

''اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔'' آپ ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی اور پھر فرمایا: ''عورتوں کی پشتوں میں جماع مت کرو۔''

❸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا)) ❹

''جو آدمی اپنی بیوی کے پاس اس کی دبر سے آتا ہے وہ ملعون ہے۔''

---

❶ مسند احمد: ٦/ ٣٠٥؛ دارمی: ١/ ٢٥٦؛ الطحاوی: ٣/ ٤٢؛ ترمذی: ٢٩٧٩؛ ابو یعلی: ٦٩٧٢۔
❷ ترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورة البقرة تحت الآية: ٢٩٨٠؛ احمد، ١٨٩ الفتح الربانی یہ حدیث صحیح ہے۔ ❸ سنن ابن ماجه، النكاح، باب النهی عن اتيان النساء فی أدبارهن: ١٩٢٤؛ احمد، ٥/ ٢١٣ صحيح۔ ❹ سنن ابی داود، النكاح، باب فی جامع النكاح: ٢١٦٢؛ ابن ماجه: ١٩٢٣، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔

4 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا)) 1

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے جس نے اپنی بیوی سے اس کی پشت میں جماع کیا۔''

5 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ)) 2

''جس شخص نے عورت سے ان کی پشت میں جماع کیا بلا شبہ وہ اس چیز سے بری ہو گیا جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے۔''

6 اس مقام پر ہم زوجین کو نصیحت کریں گے کہ وہ باہم ملاپ کے وقت شرعی اصول وقواعد کا خیال رکھیں اور ہمبستری سے قبل دعا پڑھیں اور ان شاء اللہ کہیں جس کی بدولت اللہ تعالیٰ انہیں نرینہ اولاد سے نوازیں گے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ایک واقعہ نقل ہے کہ حضرت سلمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ آج رات میں اپنی سو بیویوں (یہ پہلی شریعت میں جائز تھا) کہ پاس (ہمبستری کے لیے آؤں گا اور اس کے نتیجہ میں) ہر عورت ایک لڑکا جنے گی تو سو لڑکے ایسے پیدا ہوں گے جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ فرشتے نے ان سے کہا کہ ان شاء اللہ کہہ لیجیے، لیکن انہوں نے نہیں کہا اور بھول گئے چنانچہ آپ تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک کے سوا کسی کے ہاں بھی بچہ پیدا نہ ہوا اور اس ایک کے ہاں بھی ناقص الخلق بچہ پیدا ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ قَالَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ)) 3

''اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو ان کی مراد پوری ہوتی اور ان کی خواہش پوری ہونے کی امید زیادہ ہوتی۔''

7 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

1 سنن ابن ماجه، النكاح، باب النهي عن اتيان النساء في ادبارهن: ١٩٢٣، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ 2 سنن ابی داود، الطب، باب فی الکاھن: ٣٩٠٤۔

3 صحیح بخاری، النکاح، باب قول الرجل لأطوفن الليلة على نسائي: ٥٢٤٢۔

((بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا))

''اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ فرما اور اس اولاد کو بھی شیطان سے محفوظ فرمانا جو تو ہمیں عطا فرمائے۔''

تو یقیناً اس جماع سے ان کے مقدر و قسمت میں جو اولاد ہوگی تو شیطان اسے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ [1]

---

[1] صحیح بخاری، الوضوء، باب التسمية على كل حال وعند الوقاع: ١٤١؛ صحيح مسلم: ١٤٣٤؛ ابو داود: ٢١٦١؛ ابن ماجه: ١٩١٩؛ احمد: ١/ ٢١٧۔

مسنون طلاق اور خلع

﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴾ [1]

’’یہ رجعی طلاقیں دو مرتبہ ہیں پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دے دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو، اس لیے اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ دے ڈالے، اس میں دونوں پر گناہ نہیں۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، خبردار! ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں۔‘‘

فوائد:

① آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے اور خلع کے احکامات کا تذکرہ فرمایا ہے دور جاہلیت میں مرد کو اپنی عورت کو لاتعداد طلاقیں دینے کا حق حاصل تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ عورت ظلم در ظلم کا شکار تھی بعض مرد عورتوں کو نہ بساتے اور نہ ہی انہیں چھوڑتے، یعنی طلاق دیتے پھر رجوع کر لیتے پھر طلاق پھر رجوع جس کی وجہ سے عورت ظلم کی چکی میں پس پس کر موت کے منہ میں چلی جاتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرد اپنی عورت کو جتنی بھی

---

[1] ۲/ البقرۃ: ۲۲۹۔

طلاقیں دینا چاہتا دیئے جاتا اور عدت کے اندر رجوع کر لیتا اگرچہ وہ مرد سو بار یا اس سے زیادہ طلاقیں دیتا جائے، یہاں تک کہ ایک (انصاری) مرد نے اپنی بیوی سے کہا اللہ کی قسم! میں نہ تجھ کو طلاق دوں گا کہ تو مجھ سے جدا ہو سکے اور نہ ہی تجھ کو بساؤں گا، اس عورت نے پوچھا: وہ کیسے؟ وہ کہنے لگا میں تجھے طلاق دوں گا اور جب تیری عدت گزرنے کے قریب ہوگی تو رجوع کر لوں گا، یہ جواب سن کر وہ عورت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور اپنا یہ دکھڑا سنایا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں تا آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ماجرا سنایا، تو آپ بھی خاموش رہے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی ﴿الطلاق مرتان......﴾ [1]

2 طلاق دینے کا شرعی طریقہ۔

① مرد حالت طہر میں عورت کو ایک طلاق دے اور پوری عدت گزر جانے دے، اسے طلاق احسن کہتے ہیں۔

② مرد ایک طہر میں ایک طلاق دے اور دوسرے میں دوسری اور تیسرے میں تیسری دے دے، اسے حسن کہتے ہیں۔

③ حالت طہر یا حالت حمل میں پہلی طلاق کے بعد وقفہ کے ساتھ دوسری طلاق دے اگرچہ پہلی طلاق کے بعد رجوع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور اس وقفہ کی تعیین میں کتاب وسنت میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی جیسا کہ استاذی حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ فرماتے ہیں۔ (احکام ومسائل، ۱/۳۴۳)

④ طلاق دیتے وقت دو عادل گواہوں کی موجودگی ضروری ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنی اہلیہ کو طلاق دیتا ہے پھر اس سے جماع کرتا ہے اور نہ تو طلاق پر گواہ بناتا ہے اور نہ ہی رجوع پر۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

طَلَّقْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ وَرَجَعْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ أَشْهِدْ عَلٰى طَلَاقِهَا وَعَلٰى رَجْعَتِهَا وَلَا تَعُدْ. [2]

"تم نے سنت کے بغیر (خلاف) طلاق دی اور سنت کے بغیر (خلاف) رجوع

---

[1] سنن ترمذی، الطلاق: ۱۱۹۲؛ الحاکم: ۲/ ۲۷۹؛ البیہقی: ۷/ ۳۳۳۔ [2] سنن ابی داود، الطلاق، باب الرجل یراجع ولا یشھد: ۲۱۸۶؛ ابن ماجه، ۲۰۲۵ موقوفا صحیحا۔

کیا، اپنی طلاق اور اپنے رجوع پر گواہ مقرر کرو، آیندہ ایسا نہ کرنا۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ﴾ ❶

''پس جب یہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب ہو جائیں تو انہیں یا تو قاعدہ کے مطابق اپنے نکاح میں رہنے دو یا دستور کے مطابق انہیں فارغ کر دو (الگ کر دو) اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ کر لو اور اللہ کی رضامندی کے لیے ٹھیک ٹھیک گواہی دو۔''

⑤ اگر کسی کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے جبکہ وہ دینا چاہتا ہے ایسے شخص کی طلاق واقع نہیں ہوئی اگرچہ وہ طلاق کے کلمات بھی کہہ دے۔

❸ ایک وقت میں اکٹھی تین طلاقیں نہیں دی جا سکتیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تین الگ الگ طلاقوں کا تذکرہ کیا ہے جن میں دو رجعی اور تیسری بائن (جدائی والی) ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے طَلْقَتَانِ (دو طلاقیں) نہیں فرمایا: ((اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ)) طلاق دو مرتبہ فرمایا ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بیک وقت دو یا تین طلاقیں دینا اور انہیں بیک وقت نافذ کر دینا حکمت الٰہی کے خلاف ہے۔ دور نبوی میں ایک شخص نے اپنی عورت کو بیک وقت تین طلاقیں دے دیں آپ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو غصہ کی وجہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میری زندگی میں اللہ کے احکام سے کھیلا جانے لگا ہے جبکہ میں ابھی تم میں موجود ہوں۔'' ❷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

عہد رسالت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور حضرت عمر کی خلافت کی ابتدائی دو سال تک تین طلاقیں ایک طلاق ہی شمار ہوتی تھیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے ایسے معاملے میں جلدی کی ہے۔ جس میں ان کے لیے سہولت دی گئی تھی، پس چاہیے کہ ہم

❶ ٦٥/ الطلاق: ٢۔ ❷ سنن النسائی، الطلاق، باب طلاق الثلاث المتفرقة: ٣٤٣٠۔

اسے نافذ کردیں لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ان پر جاری کر دیا یعنی ڈانٹ ڈپٹ کے لیے تینوں کو بیک وقت واقع ہونے کا حکم جاری فرما دیا۔ ❶

نیز عہد رسالت میں ابو رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے دیں بعد میں نادم ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ تینوں طلاقیں ایک ہی ہیں۔'' (یعنی تجھے رجوع کا حق حاصل ہے۔) ❷

❹ رجوع کے مسائل آیندہ آیت میں بیان ہوں گے۔

❺ آیت مذکورہ میں ایک یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اگر عورتوں کو حق مہر میں بہت بڑا خزانہ بھی دے رکھا ہے تو اسے واپس لینا درست نہیں، ہاں! خلع کی صورت ہو تو الگ بات ہے۔

البتہ ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ حق مہر زیادہ مت رکھا کرو تو ایک عورت نے کھڑے ہو کر امیر المومنین کی اس بات کو رد کر دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ﴿وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا﴾ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق مہر بہت زیادہ بھی دیا جا سکتا ہے اور آپ کیوں روک رہے ہیں یا قرآن کی مخالفت کر رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات سے رجوع کر لیا، یہ واقعہ من گھڑت اور باطل ہے محدثین نے اس روایت کو ضعیف اور منکر کہا ہے۔ ❸

❻ مرد اگر عورت کے ساتھ نبھانہ کرنا چاہتا ہو تو اسے حق طلاق حاصل ہے ایسے ہی اگر عورت مرد کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو اسے بھی حق خلع حاصل ہے۔ البتہ اس کے لیے عورت کو حق مہر سارے کا سارا یا کچھ واپس کرنا ہوگا۔ باہم رضا مندی ہے۔ جیسا کہ آیت مذکورہ میں بیان ہوا ہے:

﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ ❹

''عورت علیحدگی اختیار کرنے کے لیے کچھ دے دے تو اس میں دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔''

---

❶ صحیح مسلم، باب طلاق الثلاث: ۱۴۷۲؛ ابو داود: ۲۱۹۹۔ ❷ مسند احمد: ۱/ ۲۶۵، حدیث حسن۔ ❸ ارواء الغلیل للالبانی، ۶/ ۳۴۷؛ تحت الحدیث: ۱۹۲۷۔

❹ ۲/ البقرة: ۲۲۹۔

اسلام میں سب سے پہلے جو خلع ہوا وہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کیا تھا۔ حضرت ثابت بن قیس کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کرتی ہے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اپنے خاوند کے اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں البتہ میں اسلام میں کفر (ناشکری) کو ناپسند کرتی ہوں (یعنی میں ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق ادا نہیں کر سکتی) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''کیا تم ان کا باغ (جو بطور مہر ملا ہے) واپس کر سکتی ہو؟'' انہوں نے کہا، جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے فرمایا: ''باغ واپس لے لو اور انہیں طلاق دے دو۔'' [1]

اس مقام پر عورت کو اتنا خیال ضرور رکھنا چاہیے کہ اگر وہ بلا کسی عذر کے ایسا کر رہی ہے تو اللہ کے غضب کا شکار ہوگی۔ جیسا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِيْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)) [2]

''جو بھی عورت بغیر کسی معقول عذر کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو تک حرام ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، الطلاق، باب الخلع وکیف الطلاق فیه: ۵۲۷۳؛ ابن ماجه: ۲۰۵۶؛ احمد: ۱۶۰۹۵۔ [2] سنن ابی داود، الطلاق، باب فی الخلع: ۲۲۲۶؛ ابن ماجه: ۲۰۵۵، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

رجوع اور حلالہ

﴿ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۝ ﴾ [1]

''پھر اگر اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب اس کے لیے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرلے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ یہ جان لیں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لیے بیان فرمارہا ہے۔''

فوائد:

1. دو طلاقیں رجعی ہیں جن میں شوہر کو بیوی سے رجوع کا حق حاصل ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا۔

مسئلہ: مطلقہ کی عدت تین حیض ہے اگر دوران عدت رجوع کر لیا تو بہتر اگر عدت گزرنے کے بعد رجوع کیا تو پھر تجدید نکاح کے ساتھ دوبارہ ازدواجی بندھن جوڑا جائے گا۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بہن (جمیلہ) کو اس کے خاوند (عاصم بن عدی) نے طلاق (رجعی) دی مگر رجوع نہ کیا تا آنکہ پوری عدت گزر گئی۔ پھر عدت گزر جانے کے بعد دوبارہ نکاح کے لیے مجھے پیغام بھیجا (جبکہ مجھے اور بھی پیغام آچکے تھے) میں نے غیرت اور غصہ کی وجہ سے اسے برا بھلا کہا اور انکار کر دیا اور قسم کھالی کہ اب اس سے نکاح نہ ہونے دوں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی:

[1] ۲/ البقرۃ: ۲۳۰۔

﴿ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾ ❶

''اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں اپنے (پہلے) خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جبکہ وہ معروف طریقے سے آپس میں نکاح کرنے پر راضی ہوں۔ جو کوئی تم میں سے اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے اسی بات کی نصیحت کی جاتی ہے، یہی تمہارے لیے شائستہ اور پاکیزہ طریقہ ہے (اپنے احکام کی حکمت) اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔''

اور میں نے اس حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دیا (اور اپنی بہن کا نکاح اس کے خاوند عاصم سے کر دیا)۔ ❷

❷ اور اگر خاوند نے تیسری طلاق دے دی جیسا کہ آیت مذکورہ میں ہے تو اب وہ عورت اس کے لیے حرام ہوگئی عورت عدت کو گزارے گی لیکن اس میں رجوع نہیں کر سکتی۔ ہاں اس کے واپس پلٹنے کی ایک صورت ہے کہ وہ آگے نیا نکاح کر لیتی ہے اتفاقاً اس کا خاوند اس کو طلاق دے دیتا ہے یا پھر فوت ہو جاتا ہے (بشرطیکہ نکاح کے بعد ہمبستری کر چکے ہوں) تو پھر یہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جاتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی۔ پھر مجھے انہوں نے طلاق دے دی اور قطعی طلاق (یعنی طلاق بائن) دے دی۔ پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہما سے شادی کر لی۔ لیکن ان کے پاس تو شرمگاہ اس کپڑے کی گانٹھ کی طرح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ''کیا رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا

❶ ۲/ البقرة: ۲۳۲۔ ❷ صحيح بخاري، التفسير، باب ﴿واذا طلقتم النساء﴾: ٤٥٢٩۔

چاہتی ہے۔" لیکن تو اب اس وقت تک اس سے شادی نہیں کر سکتی جب تک تو عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہما کا مزانہ چکھ لے اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لے۔ (یعنی تم ہمبستر نہ ہو جاؤ۔)" ❶

❸ اگر شوہر نے تین طلاقیں دے دیں ہیں اب وہ اپنی بیوی سے رجوع کرنے کے لیے خود کسی سے نیا نکاح کروائے تا کہ وہ پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے تو یہ سراسر بے حیائی ہے جیسے شرعی اصطلاح میں حلالہ کہتے ہیں۔

سید سابق مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حلالہ یہ ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں ہو چکی ہوں اس کی عدت گزرنے کے بعد کوئی مرد اس سے نکاح کرلے اور اس کے ساتھ ہمبستر بھی ہو، پھر اسے طلاق دے دے تا کہ وہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے، تو یہ نکاح حرام، باطل اور بے حیائی پر مبنی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ ❷

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟)) قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((هُوَ الْمُحَلِّلُ، لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ)) ❸

"کیا میں تمہیں ادھار کے سانڈ کی خبر نہ دوں؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ حلالہ کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دورِ خلافت میں حکم دیا تھا کہ حلالہ کرنے اور کروانے والے دونوں کو زنا کی سزا دی جائے۔ ❹

---

❶ صحیح بخاری، الشهادات، باب شهادة المختبی: ۲٦٣٩؛ صحیح مسلم: ۱٤٣٣؛ ابو داود: ۲۳۰؛ ترمذی: ۱۱۱۸۔ ❷ فقه السنه: ۲/ ۱۲۷۔ ❸ سنن ابن ماجه، النكاح، باب المحلل والمحلل له: ۱۵۷۲؛ الدار قطنی، ۳/ ۲۵۱ شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔

❹ البیهقی: ۷/ ۳۳۷۔

مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس مسئلہ کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینے کا جرم تو مرد کرتا ہے لیکن اس کے جرم کی سزا نکاح حلالہ کی صورت میں عورت کو دی جاتی ہے۔ مرد کو تو اہلِ علم وفتویٰ سرزنش تک کرنے کے روادار نہیں ہوئے مگر بیوی کو کسی کرایہ کے سانڈ کے ہاں شب بسری کی راہ دکھائی جاتی ہے کرے کوئی اور بھرے کوئی کی اس سے زیادہ واضح اور کوئی مثال ہو سکتی ہے؟ [1]

4 اگر کسی بنا پر تم عورت کو بسانا نہیں چاہتے تو دو طلاقوں تک تمہارے پاس دو راستے ہیں: ① طلاق دے کر اچھے طریقے سے رخصت کر دو۔ ② خلوص نیت سے رجوع کر کے اپنا گھر بسا لو۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ [2]

”یا تو سیدھی طرح سے اپنے پاس رکھا جائے یا بھلے طریقے سے اسے رخصت کر دیا جائے۔“

---

[1] تیسیر القرآن: ۱/ ۱۷۹۔ [2] ۲/ البقرۃ: ۲۲۹۔

منگنی احکام ومسائل

﴿ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴾ [1]

’’تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اشارتاً، کنایتاً ان عورتوں کو پیغام نکاح دے دو یا اپنے دل میں پوشیدہ ارادہ کرو، اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم ضرور ان کو یاد کرو گے، لیکن تم ان سے پوشیدہ وعدے نہ کرلو، ہاں یہ اور بات ہے کہ تم بھلی بات بولا کرو اور مقصد نکاح جب تک کہ عدت ختم نہ ہو جائے پختہ نہ کرو، جان لو! کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی باتوں کا بھی علم ہے، تم اس سے خوف کھاتے رہا کرو اور یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشش اور حلم والا ہے۔‘‘

فوائد:

1. (ا) آیت مذکورہ میں بیوہ یا طلاق بائن (تیسری طلاق) والی خاتون کے متعلق ذکر ہے کہ ان سے عدت کے دوران اشارے کنائے سے پیغام نکاح دینا درست ہے مثلاً کہ میرا اراد شادی کا ہے یا میں نیک عورت کی تلاش میں ہوں وغیرہ۔ لیکن ان سے دوران عدت خفیہ وعد مت لو اور نہ مدت گزرنے سے قبل عقد نکاح پختہ کرو۔

(ب) لیکن وہ عورت جس کو خاوند نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں اس کو دوران عدت اشارے کنائے سے بھی پیغام نکاح (منگنی کا پیغام) دینا جائز نہیں، کیونکہ جب تک عدت نہیں

---

[1] ۲/ البقرۃ: ۲۳۵۔

گزر جاتی، اس پر خاوند کا ہی حق ہے ممکن ہے خاوند رجوع کر لے۔

(ج) اگر کسی نے عدت کے اندر ہی نکاح کر لیا اور ہمبستری نہیں ہوئی تو فوراً ان کے درمیان تفریق کرادی جائے گی اور اگر ہمبستری ہوگئی ہے تب بھی تفریق تو ضروری ہے، تاہم دوبارہ ان کے درمیان (عدت گزارنے کے بعد) نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ ان کے درمیان اب کبھی باہم نکاح نہیں ہوسکتا، یہ ایک دوسرے کے لیے ابداً حرام ہیں لیکن جمہور علماء ان کے درمیان نکاح کے جواز کے قائل ہیں۔ ❶

❷ آیت مذکورہ میں لفظ "خِطْبَةِ النِّسَآءِ" عورتوں کو منگنی کا پیغام دینے کے معنی میں مستعمل ہے۔ لہٰذا اس مقام پر ہم منگنی کے متعلق چند مسائل کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔

عورت کو نکاح کا پیغام (منگنی) کے متعلق کہا جاسکتا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوسلمہ کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا، وہ مجھے آپ کے لیے پیغام نکاح دینے آئے تھے۔ ❷

❸ کسی جانب بات چل رہی ہو یعنی کسی نے پیغام نکاح بھیجا ہو تو جب تک اس کی طرف سے بات صاف نہ ہو جائے، دوسرے کو پیغام پر پیغام نہیں بھیجنا چاہیے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ اَخِيهِ حَتَّى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ اَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ)) ❸

"تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغامِ نکاح نہ دے تاوقتیکہ اس سے پہلے پیغامِ نکاح دینے والا خود چھوڑ دے یا پیغامِ نکاح دینے والا اجازت دے دے۔"

❹ منگیتر کو ایک نظر دیکھ لینے میں کچھ حرج نہیں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عہد رسالت میں ایک عورت کو منگنی کا پیغام بھیجا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۴۲۲۔ ❷ صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة: ۹۱۸۔

❸ صحیح بخاری، النکاح، باب لا یخطب علی خطبة اخیه حتی ینکح أو یدع: ۵۱۴۲؛ احمد: ۲/ ۴۲۔

دریافت کیا: ''کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟'' میں نے عرض کیا، نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهٗ اَجْدَرُ اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمَا)) ❶

''اسے دیکھ لو، اس طرح زیادہ توقع ہے کہ تم میں الفت پیدا ہو جائے۔''

ابن ماجہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((اِذَا اَلْقَى اللّٰهُ فِيْ قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَاَةٍ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا)) ❷

''جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے دل میں کسی عورت کو پیغام نکاح دینے کے متعلق (کوئی بات) ڈال دے تو پھر اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ وہ شخص اسے دیکھ لے۔''

---

❶ سنن ابن ماجه، النكاح، باب النظر الى المرأة اذا اراده أن يتزوجها: ١٨٦٥؛ احمد: ٤/ ٢٤٤ صحيح۔

❷ سنن ابن ماجه، النكاح، باب انظر الى المرأة: ١٨٦٤؛ احمد: ٤/ ٢٢٥؛ صحيح ابن ماجه: ١٥١٠۔

طلاق کی کراہت وجواز

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ﴾ ❶

''اگر تم ایسی عورتوں کو طلاق دے دو جنہیں نہ تم نے ہاتھ لگایا ہو اور نہ ہی حق مہر مقرر کیا ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں البتہ انہیں کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرو، وسعت والا اپنی حیثیت کے مطابق اور تنگ دستی والا اپنی حیثیت کے مطابق انہیں بھلے طریقے سے رخصت کرے یہ نیک آدمیوں پر حق ہے۔''

فوائد:

❶ آیت مذکورہ میں طلاق کا جواز بیان ہوا ہے اور مہر کی صورتیں۔ اس مقام پر ہم طلاق کے جواز اور کراہت پر بات کریں گے آیندہ آیت مبارکہ کے مفہوم میں حق مہر کے متعلق بات ہوگی ان شاء اللہ۔

❷ آیت مذکورہ طلاق کے جواز پر شاھد ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ ......﴾

''تم پر عورتوں کو طلاق دینے میں کوئی گناہ نہیں......''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ ❷

''اے نبی! (اپنی امت سے کہہ دو) جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں طلاق دو۔''

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۲۳۶۔ ❷ ۶۵/ الطلاق: ۱۔

زوجین ناچاکی اور ناگزیر حالات میں علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں جبکہ ان دونوں کو اندیشہ ہو کہ اگر اکٹھے رہے تو باہمی عداوت اور بدامنی مزید بڑھے گی تو ان کا الگ الگ ہو جانا بہتر ہے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں مگر ان کی دعا قبول نہیں کی جاتی:

① ((رَجُلٌ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا))

وہ آدمی کہ اس کے نکاح میں برے اخلاق والی عورت ہے اور وہ اسے طلاق نہیں دیتا۔

② ((وَرَجُلٌ كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ يُشْهِدْ عَلَيْهِ))

وہ آدمی جس کا کچھ مال کسی دوسرے کے ذمہ ہے لیکن وہ اس پر کسی کو گواہ نہیں بناتا۔

③ ((وَرَجُلٌ آتَى سَفِيهًا مَالَهُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ﴾)) [1]

''وہ آدمی جو کسی بے وقوف کو اپنا مال دیتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اپنے اموال بے وقوفوں کو مت دو۔''

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا تھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی بدخلق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَطَلِّقْهَا إِذًا)) ''تو تم اسے طلاق دے دو۔'' [2]

معلوم ہوا کہ کسی شرعی عذر کی بنا پر آدمی طلاق کے ذریعے سے عورت سے علیحدگی اختیار کر سکتا ہے اور پھر اگر باہم رضامندی ہو جائے تو رجوع بھی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ کی دو سو انتیس نمبر آیت کے تحت گزر چکا ہے۔

④ اگرچہ شریعت نے طلاق کی رخصت دی ہے تاہم اسے سب سے زیادہ ناپسند فرمایا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَلَمَّا قَضٰى حَاجَتَهٗ

---

[1] صحيح الجامع الصغير: ٣٠٧٥ـ [2] ابو داود، الطهارة: ١٤٢ صحيح۔

مِنها طَلَّقَهَا وَذَهَبَ بِمَهْرِهَا)) ❶

''بلاشبہ اللہ کے ہاں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی کسی عورت سے شادی کرے پھر جب اس سے اپنی حاجت پوری کر لے تو اسے طلاق دے دے اور اس کا مہر بھی ہڑپ کر جائے۔''

حضرت ثوبان سے مروی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِيْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)) ❷

''جو کوئی عورت بغیر کسی ضرورت کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔''

❹ زوجین کے درمیان جدائی کروانا شیطان کا سب سے بڑا مقصد اور سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اپنے لشکر روانہ کرتا ہے اس کے نزدیک اس شیطان کا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ پرور ہوتا ہے۔ ایک شیطان ابلیس کے پاس آتا ہے اور اسے اطلاع دیتا ہے کہ میں فلاں فلاں کام کر کے آیا ہوں، ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

((ثُمَّ يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَاَتِهِ قَالَ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ))

''اس کے بعد ایک اور شیطان آتا ہے۔ وہ اطلاع دیتا ہے کہ میں نے فلاں انسان اور اس کی بیوی کے درمیان اختلاف ڈال کر ان کے درمیان جدائی کرا دی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان اسے اپنے قریب کرتا اور اسے کہتا

---

❶ السلسلة الاحاديث الصحيحة: ٩٩٩۔

❷ سنن ابی داود، الطلاق، باب فی الخلع: ٢٢٢٦؛ صحیح الجامع الصغير: ٢٧٠٦۔

ہے تو نے بہت اچھا کام کیا ہے۔''

اعمش رحمۃ اللہ علیہ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''ابلیس اپنے اس شیطان ساتھی کے ساتھ گلے ملتا ہے۔'' ❶

❺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِئٍ اَوْ مَمْلُوْكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا))

''جس نے کسی آدمی کی بیوی کو یا اس کے غلام کو (اس کے خلاف) بھڑکایا، (کہ وہ اس سے جدا ہو جائے) تو اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔'' ❷

❶ صحیح مسلم، صفة القیامة والجنة والنار، باب تحریش الشیطان وبعثه سرایا لفتنة الناس وأن مع كل انسان قرینا: ۲۸۱۳؛ احمد: ۱۴۳۸۴۔

❷ ابو داود، الأدب، باب فیمن خبب مملوكا علی مولاة: ۵۱۷۰؛ الصحیحة: ۳۲۴۔

حق مہر اور مطلقہ

﴿ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ ﴾ ❶

’’اور اگر انہیں تم ہاتھ لگانے سے پیشتر طلاق دو مگر ان کا حق مہر مقرر ہو چکا ہو تو طے شدہ حق مہر کا نصف ادا کرنا ہوگا الا یہ کہ وہ عورتیں از خود معاف کر دیں یا وہ مرد جس کے اختیار میں عقد نکاح ہے فراخ دلی سے کام لے (اور پورا مہر دے دے) اور اگر تم درگزر کرو (اور پورے کا پورا حق مہر دے دو) تو یہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور باہمی معاملات میں فیاضی کو نہ بھولو اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ یقیناً اسے دیکھ رہا ہے۔‘‘

فوائد:

❶ آیت مذکورہ اور آیت سابقہ میں اللہ تعالیٰ نے مطلقہ کے حق مہر اور اگر حق مہر مقرر نہ ہو تو کچھ دے لے کر اچھے طریقے سے رخصت کرنے کی تلقین کی ہے۔ سب سے پہلے یہ ذہن نشین کر لیں کہ حق مہر کی ادائیگی مرد پر لازم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’ہاں! وہ الگ بات ہے کہ بیوی اسے معاف کر دے۔‘‘

﴿ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ ﴾ ❷

’’عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی ادا کرو۔‘‘

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ ﴾ ❸

❶ ۲/ البقرۃ: ۲۳۷۔ ❷ ۴/ النساء: ۴۔ ❸ ۴/ النساء: ۲۴۔

”جن عورتوں سے تم (شرعی نکاح کے بعد) فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقررہ مہر ادا کرو۔“

اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا حق مہر بارہ اوقیہ (یعنی ۴۸۰ درہم) اور ایک نش (نصف اوقیہ یعنی ۲۰ درہم) تھا (یعنی ۵۰۰ درہم)۔ ❶

حق مہر کتنا ہونا چاہیے اس کے متعلق شریعت نے کوئی تعیین نہیں فرمائی، حسبِ استطاعت مقرر کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ہمارے معاشرے میں معروف ہے کہ سوا بتیس روپے تو یہ خیال درست نہیں، باطل ہے۔

معلوم ہوا حسب استطاعت کم اور زیادہ دیا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار ہزار درہم تھا اور بعض کا حق مہر صرف آزادی تھی۔ یا قرآن کی بعض سورتیں یاد کروانا حق مہر مقرر ہوا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُ الصَّدَاقِ أَيْسَرُهُ)) ❷

”بہترین حق مہر وہ ہے جسے ادا کرنا انتہائی آسان ہو۔“

❷ سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۳۶ اور ۲۳۷ مذکورہ اور سابقہ میں مطلقہ عورت کے حق مہر کو بیان کیا گیا ہے۔ جس کی وضاحت یہ ہے:

① اگر نکاح سے پہلے حق مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور پھر نکاح کے بعد شوہر ہمبستری کیے بغیر ہی عورت کو طلاق دے دے تو پھر مرد پر عورت کو حق مہر دینا واجب نہیں، لیکن پھر بھی اسے چاہیے کہ حسبِ توفیق کچھ نہ کچھ عورت کو دے دے کہ آیت نمبر ۲۳۶ میں بیان ہوا ہے۔

حضرت سہل بن سعد اور ابو اسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیمہ بنت شرحبیل سے نکاح کیا۔ جب وہ رخصت ہو کر آئیں اور آپ نے ہاتھ بڑھایا تو گویا اس نے برا مانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اسید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اسے دو رنگین کپڑے دے کر رخصت کرو۔“ ❸

سورۂ احزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ

❶ صحيح مسلم، النكاح، باب الصداق: ۱۰۵؍۲۔ ❷ صحيح الجامع الصغير: ۳۳۰۰؛ ابو داود: ۱۸۵۹۔ ❸ صحيح بخاري، الطلاق، باب من طلق وهل يواجه...... ۵۲۵۶۔

تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝﴾ [1]

''اے ایمان والو! تم جب ایمان والی عورت سے نکاح کرلو پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو ان پر تمہاری طرف سے کوئی عدت نہیں جو عدت وہ گزاریں تم انہیں کچھ مال و اسباب دے دو اور حسن کردار سے رخصت کردو۔''

② اگر نکاح سے پہلے حق مہر مقرر کیا گیا ہو اور پھر نکاح کے بعد شوہر ہم بستری کیے بغیر عورت کو طلاق دے دے تو مرد پر نصف مہر کی ادائیگی واجب ہے۔ جیسا کہ (۲۳۷) نمبر آیت میں مذکور ہے۔

③ اگر نکاح سے پہلے حق مہر مقرر کیا گیا ہو اور نکاح کے بعد شوہر ہم بستری کر کے عورت کو طلاق دے دے تو اس پر مکمل حق مہر کی ادائیگی ضروری ہے۔

④ اگر شوہر ہم بستری کر کے طلاق دے مگر مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو پھر اس پر عورت کو مہر مثل یعنی اتنا مہر جو عورت کے خاندان میں عام رائج ہے ادا کرنا لازم ہے۔

3 اگر مرد اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے یہ حق حاصل نہیں کہ دیا ہوا حق مہر واپس لینے کا مطالبہ کرے (ہاں اگر عورت جدائی کا مطالبہ خود کرے یعنی خلع چاہے تو پھر مرد حق مہر واپسی کا مطالبہ کرسکتا ہے) جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝﴾ [2]

''اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا ہی چاہو اور ان میں سے کسی کو تم نے خزانہ (بطور حق مہر) دے رکھا ہو، تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو، کیا تم اسے ناحق اور کھلا گناہ ہوتے ہوئے بھی لے لو گے، تم اسے کیسے لو گے حالانکہ تم ایک دوسرے سے مل (ہمبستری کر) چکے ہو اور ان عورتوں نے تم سے مضبوط عہد و پیمان لے رکھا ہے۔''

---

[1] ۳۳/ الاحزاب: ۴۹۔ [2] ٤/ النساء: ۲۰، ۲۱۔

صدقہ کر اس سے پہلے کہ......!

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ﴾ ❶

''اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ تجارت ہے نہ دوستی نہ شفاعت، کافر ہی ظالم ہیں۔''

فوائد:

❶ آیت مذکورہ میں راہ خدا میں خرچ کرنے کی تلقین کی گئی ہے کہ جو بھی اللہ کے لیے خرچ کرو گے وہ روز قیامت تمہارے کام آئے گا کیونکہ وہاں ثواب ہی کام آئے گا اس کے علاوہ نہ دوستی، نہ سفارش اور کوئی بھی پرسان حال نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز سے یہ بات بیان فرمائی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ ﴾ ❷

''پھر جب صور میں پھونکا جائے گا تو اس دن ان کے درمیان نہ کوئی رشتے ہوں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔''

﴿ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ﴾ ❸

''جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے تو اس وقت وہ اس طرح کہے، اے میرے ربّ! تو نے کچھ

---

❶ ۲/ البقرة: ۲۵۴۔ ❷ ۲۳/ المومنون: ۱۰۱۔ ❸ ۶۳/ المنافقون: ۱۰۔

دن اور مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ وخیرات کر کے صالحین میں سے ہو جاتا۔''

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴾ ❶

''جن لوگوں نے کفر کیا اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے اگر وہ اپنے فدیہ میں زمین بھر کر بھی سونا دیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔''

روز قیامت کوئی دوست کسی دوست کے کام نہیں آئے گا۔

﴿ وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴾ ❷

''کوئی دوست کسی دوست کا پرسان حال نہ ہوگا۔''

﴿ قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ﴾ ❸

''(اے رسول ﷺ) میرے ان بندوں سے کہہ دیجیے! جو ایمان لے آئے ہیں اور نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہیں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس دن نہ خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی کام آئے گی۔''

﴿ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ ﴾ ❹

''قیامت کے دن کسی کو (کسی کی) شفاعت کام نہیں دے گی مگر ہاں جس کو اللہ (شفاعت کی) اجازت دے دے (تو اس کی شفاعت نفع دے سکتی ہے)۔''

﴿ قُل لِّلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ﴾ ❺

''کہہ دیجیے! کہ سفارش ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔''

---

❶ ۳/ آل عمران: ۹۱۔ ❷ ۷۰/ المعارج: ۱۰۔ ❸ ۱۴/ ابراھیم: ۳۱۔
❹ ۲۰/ طٰہٰ: ۱۰۹۔ ❺ ۳۹/ الزمر: ۴۴۔

❷ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((تَصَدَّقُوا فَإِنَّهُ يَأْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا)) ❶

''صدقہ کرو ایک ایسا زمانہ بھی تم پر آنے والا ہے جب ایک شخص اپنے مال کا صدقہ لے کر نکلے گا اور کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں پائے گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ اسے دیا جائے گا تو وہ جواب دے گا۔

((لَا أَرَبَ لِيْ)) ❷

''مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔''

❸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے پاس کھجوروں کا ڈھیر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: ''اے بلال! یہ کیا ہے۔'' بلال رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اسے میں نے کل کے لیے ذخیرہ کر رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمَا تَخْشَى أَنْ تَرَى لَهُ غَدًا بُخَارًا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْفِقْ يَابِلَالُ! وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا)) ❸

''تجھے ڈر نہیں لگتا کہ قیامت کے دن تجھے جہنم کی آگ میں اس کا بخار پہنچے، اے بلال! خرچ کر اور عرش والے سے نہ ڈر کہ وہ تجھے فقیر بنا دے گا۔''

❹ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ ارْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ)) ❹

''تم خرچ کرو اور شمار نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں شمار کر کے دے گا اور بخل نہ کرو، ورنہ اللہ بھی تم سے روک لے گا، حسب استطاعت خرچ کرتی رہو۔''

❶ صحیح بخاری، الزکاۃ، باب الصدقۃ قبل الرد: ۱۴۱۱؛ مسلم: ۱۵۷۔ ❷ صحیح بخاری، الزکاۃ، باب الصدقۃ قبل الرد: ۱۴۱۲۔ ❸ البیہقی فی شعب الایمان: ۱۳۴۵؛ الصحیحۃ: ۲۶۶۱۔
❹ صحیح بخاری، الزکاۃ، باب الصدقۃ، فیما استطاع: ۱۴۳۴؛ صحیح مسلم: ۱۰۲۹۔

قرآن مجید کی سب سے عظمت والی آیت

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾ ❶

''اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور کائنات کی ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے نہ اس پر اونگھ غالب آتی ہے اور نہ نیند، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور سفارش کر سکے؟ جو کچھ لوگوں کے سامنے ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو ان سے اوجھل ہے اسے بھی جانتا ہے، یہ لوگ اللہ کے علم میں سے کسی چیز کا بھی ادراک نہیں کر سکتے مگر اتنا ہی جتنا وہ خود چاہے اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو محیط ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں، وہ بلند و برتر اور عظمت والا ہے۔''

فوائد:

❶ اس آیت مبارکہ کو آیت الکرسی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس آیت مبارکہ میں معرفتِ الٰہی کو بیان کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ اسے قرآن مجید کی سب سے عظیم آیت کہا گیا ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

---

❶ ٢/ البقرۃ: ٢٥٥۔

دریافت کیا: ''اے ابومنذر! جانتے ہو، تمہارے پاس کتاب اللہ کی سب عظمت والی آیت کونسی ہے؟'' میں نے کہا: "اللہ ورسوله اعلم" آپ نے پھر پوچھا: ''ابومنذر! جانتے ہو تمہارے پاس کتاب اللہ کی کونسی آیت سب سے عظیم ہے۔'' میں نے کہا: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''ابومنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔'' [1]

[2] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کی ایک کوہان ہوتی ہے اور قرآن کی کوہان سورۂ بقرہ ہے اور اس میں ایک آیت جو قرآن کی سب آیتوں کی سردار ہے اور وہ آیت الکرسی ہے۔'' [2]

[3] حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَاَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ اِلَّا اَنْ يَمُوْتَ)) [3]

''جس نے ہر (فرض) نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اسے جنت میں داخل ہونے سے صرف موت نے روک رکھا ہے (یعنی وہ جب فوت ہوگا جنت میں داخل ہو جائے گا)۔''

[4] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی کی تلاوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر ایک محافظ فرشتہ ساری رات مقرر رہتا ہے اور ساری رات وہ شخص شیطان کے حملے سے بھی محفوظ رہتا ہے۔'' [4]

[5] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر کیا، کوئی شخص آیا اور غلہ چوری کرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے رسول اکرم ﷺ کے پاس لے جاؤں گا؟ وہ کہنے لگا میں محتاج ہوں، عیال دار اور سخت تکلیف میں ہوں چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''ابوہریرہ! آج

---

[1] صحیح مسلم، فضائل القرآن وما یتعلق به، باب فضل سورة کهف وآیة الکرسی: ۸۱۰؛ احمد: ۲۰۳۱۸۔ [2] ترمذی، ابواب التفسیر، ماجاء فی سورة البقرة وآیة الکرسی۔ اس روایت میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے؛ الضعیفة: ۱۳۴۸۔ [3] صحیح الجامع الصغیر: ٦٤٦٤۔ [4] صحیح بخاری، بدء الخلق، باب صفة إبلیس وجنوده: ۲۳۱۱؛ نسائی فی الکبریٰ: ۱۰۷۹۵۔

رات تمہارے قیدی نے کیا کہا تھا؟'' میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے محتاجی اور عیال داری کا شکوہ کیا تھا۔ مجھے رحم آیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دھیان رکھنا وہ جھوٹا ہے وہ پھر تمہارے پاس آئے گا۔'' چنانچہ اگلی رات وہ پھر آیا اور غلہ اٹھانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، آج تو ضرور میں تمہیں آپ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا، وہ کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں اور عیال دار ہوں آئندہ نہیں آؤں گا مجھے پھر رحم آ گیا اور اسے چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے کیا کہا؟'' میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے سخت محتاجی اور عیال داری کا شکوہ کیا تھا، مجھے رحم آ گیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دھیان رکھنا وہ جھوٹا ہے اور وہ پھر آئے گا۔'' چنانچہ تیسری بار میں تاک میں رہا وہ آیا اور غلہ سمیٹنے لگا، میں نے کہا اب تو میں تمہیں ضرور آپ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا، اب یہ تیسری بار ہے تو ہر بار یہی کہتا رہا کہ پھر نہ آؤں گا مگر پھر آتا رہا، اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو۔

میں تمہیں چند کلمے سکھاتا ہوں جو تمہیں فائدہ دیں گے میں نے کہا: وہ کیا ہیں؟ کہنے لگا جب تو سونے لگے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کر۔ اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ تیرا نگہبان ہوگا اور صبح تک شیطان تیرے پاس نہیں آئے گا، چنانچہ میں نے اسے پھر چھوڑ دیا، صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''تیرے قیدی نے آج رات کیا کیا؟'' میں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتا دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے یہ بات سچی کہی حالانکہ وہ کذاب ہے۔'' پھر آپ نے مجھ سے کہا: ''ابو ہریرہ! جانتے ہو تین راتوں سے کون تمہارے پاس آتا رہا ہے؟'' میں نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شیطان تھا۔'' [1]

---

[1] بخاری، الوکالة، باب اذا وکل رجلا فترك الوکیل شیئا...... الخ۔

احسان جتلانا اور ریا کاری اعمال برباد کردیتے ہیں

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ ❶

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور دکھ پہنچا کر ضائع مت کرو جیسے وہ شخص (ضائع کرتا ہے) جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کی خاطر خرچ کرتا ہے اور اللہ اور اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، ایسے شخص کی مثال یوں ہے جیسے ایک صاف اور چکنا پتھر ہو جس پر مٹی کی تہہ جمی ہو پھر اس پر زور کا مینہ برسا تو (مٹی بہہ گئی اور) صاف پتھر باقی رہ گیا۔ اس طرح خرچ کرنے سے اگر وہ کچھ (ثواب) کماتے بھی ہیں تو بھی ان کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔''

فوائد:

❶ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں یہ خبر دی ہے کہ صدقہ کرنے کے بعد اگر احسان جتلا دیا جائے یا ایذا پہنچا دی جائے تو صدقہ باطل ہو جاتا ہے جیسے اس شخص کا صدقہ باطل ہو جاتا ہے جو لوگوں کو دکھانے کے لیے صدقہ کرتا ہے۔ ❷

مومنین کی صفت ہے کہ وہ صدقہ وخیرات عطیہ وتحائف دینے کے بعد نہ تو کوئی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی احسان جتلاتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ ❸

---

❶ ۲/ البقرة: ۲٦٤۔ ❷ تفسير ابن كثير: ۱/ ٦۲۸۔ ❸ ۲/ البقرة: ۲٦۲۔

''جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ دکھ دیتے ہیں (کوئی بیگار وغیرہ نہیں لیتے) ان کا اجر ان کے ربّ کے پاس ہے ایسے لوگوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

❷ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روز قیامت اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے نہ تو کلام کریں گے نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے اور نہ ہی ان کا تزکیہ کریں گے بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا:

① ((الْمُسْبِلُ)) تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا۔

② ((الْمَنَّانُ)) احسان جتلانے والا۔

③ ((وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ)) ❶

جھوٹی قسم کے ذریعے اپنا سودا بیچنے والا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَلَا عَاقٌّ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ)) ❷

''احسان جتلانے والا، والدین کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

❸ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ریاکار کی مثال دی ہے کہ جیسے ایک صاف چکنا سا پتھر ہو جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو، اس میں وہ اپنا بیج ڈالتا ہے اور جب بارش ہوتی ہے تو پانی مٹی کو بھی بہا لے جاتا ہے اور بیج بھی اس مٹی کے ساتھ بہہ جاتا ہے لہٰذا اب پیداوار کیا ہو سکتی ہے؟ ریاکار دراصل اللہ پر اور روز آخرت پر پوری طرح ایمان ہی نہیں رکھتا وہ تو لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ہی عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب پانے کی اس کی نیت ہی نہیں ہوتی، یاد رہے روز قیامت سب سے پہلے جن تین قسم کے لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا ان کا جرم صرف ریاکاری ہوگا، جو عمل محض لوگوں کے واہ واہ حاصل کرنے کے لیے کرتے تھے۔

---

❶ صحيح مسلم، الايمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية: ١٠٦؛ ابوداود: ٤٠٨٧۔ ❷ نسائي، الأشربة، باب الرواية في المدمنين في الخمر: ٥٦٧٥؛ الصحيحة: ٦٧٠۔

چھپا کر صدقہ وخیرات کرنا افضل ہے

﴿ إِن تُبْدُوا الصَّدَقَٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴾ ❶

''اگر تم اپنے صدقات کو ظاہر کرو تو بھی اچھا ہے لیکن اگر خفیہ طور پر فقراء کو دو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے (ایسے صدقات تم سے) تمہاری بہت سی برائیوں کو دور کر دیں گے اور جو عمل کرتے ہو اللہ ان سے پوری طرح باخبر ہے۔''

فوائد:

❶ فرضی صدقات یعنی زکوٰۃ وعشر وغیرہ تو علانیہ دینی چاہیے تاکہ دوسروں کو ترغیب ہو البتہ نفلی صدقات کو زیادہ بہتر ہے کہ خفیہ طور پر دیا جائے تاکہ کسی قسم کی ریا کاری اور نمود و نمائش شامل نہ ہو سکے ورنہ صدقات وخیرات ضائع ہو جائیں گے اگرچہ علانیہ اور سرّاً دونوں طرح صدقات دینا درست ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾ ❷

''جو لوگ اپنے مالوں کو رات دن چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں ان کے لیے ان کے ربّ تعالیٰ کے پاس اجر ہے اور نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ یہ غمگین ہوں گے۔''

❷ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ)) ❸

❶ ۲/ البقرة: ۲۷۱۔ ❷ ۲/ البقرة: ۲۷٤۔

❸ صحيح الجامع الصغير: ۳٦٥٤؛ صحيح الترغيب، الصدقات: ۸۹۰۔

''چھپا کر کیا ہوا صدقہ اللہ کے غضب کو ختم کر دیتا ہے۔''

③ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہچکولے کھاتی تھی پھر اللہ نے پہاڑ پیدا کیے اور کہا کہ اسے (زمین کو) تھامے رہو چنانچہ وہ ٹھہر گئی، تب فرشتوں کو پہاڑوں کی مضبوطی پر تعجب ہوا اور کہنے لگے اے پروردگار! تیری مخلوق میں سے کوئی چیز پہاڑوں سے بھی سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، لوہا ہے، فرشتے کہنے لگے، اے پروردگار! کوئی چیز لوہے سے بھی سخت ہے؟ فرمایا: ہاں آگ ہے، پھر وہ کہنے لگے کوئی چیز آگ سے بھی سخت ہے؟ فرمایا: ہاں ہوا ہے، پھر وہ کہنے لگے کوئی چیز ہوا سے بھی سخت ہے؟ فرمایا: ہاں وہ آدمی جو اس طرح صدقہ دے کہ دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں کو خبر تک نہ ہو۔'' ❶

④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (روز قیامت) سات قسم کے آدمیوں کو اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ اور کہیں سایہ نہ ہوگا۔ ایک انصاف کرنے والا حاکم۔ دوسرا وہ نوجوان جس نے اپنی جوانی عبادت الٰہی میں گزاری۔ تیسرا وہ شخص جس کا دل مسجد سے لگا رہے، چوتھے وہ دو شخص جنہوں نے اللہ کی خاطر محبت کی، اللہ کی خاطر ہی مل بیٹھے اور اللہ کی خاطر ہی جدا ہوئے، پانچویں وہ مرد جسے کسی مرتبہ والی حسین وجمیل عورت نے (بدکاری کے لیے) بلایا اور اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ چھٹا وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں یوں چھپا کر صدقہ دیا کہ داہنے ہاتھ نے جو صدقہ دیا بائیں ہاتھ کو اس کی خبر تک نہ ہوئی۔ ساتواں وہ شخص جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں بہہ نکلیں۔'' ❷

---

❶ ترمذی، ابواب التفسیر، سورۃ الناس۔ ❷ صحیح بخاری، الأذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ وفضل المساجد: ٦٦٠؛ صحیح مسلم: ١٠٣١؛ ترمذی: ٢٣٩١؛ ابن خزیمۃ: ٣٥٨۔

کسی سے سوال مت کرو

﴿ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْــَٔـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴾ ❶

”یہ صدقات ایسے محتاجوں کے لیے جو اللہ کی راہ میں ایسے گھر گئے ہیں کہ (وہ اپنی معاش کے لیے) زمین میں چل پھر نہیں سکتے، ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے ناواقف لوگ انہیں خوشحال سمجھتے ہیں آپ ان کے چہروں سے ان کی کیفیت پہچان سکتے ہیں مگر وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے (ان پر) جو مال بھی تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ یقیناً اسے جاننے والا ہے۔“

فوائد:

❶ اللہ تعالیٰ نے ایک تو اس آیت مبارکہ میں اس چیز کا تذکرہ فرمایا ہے کہ ایسے لوگ جو علم دین سیکھ رہے ہیں یا سکھا رہے ہیں۔ یا جنہوں نے اپنے آپ کو فی سبیل اللہ دیگر امور کے لیے وقف کر رکھا ہے وہ صدقات و خیرات کے مستحق ہیں جیسے دور نبوی ﷺ میں اصحاب صفہ اور مجاہدین اور ان کے پیچھے اہل و عیال کی نگہداشت کے لیے صدقات خرچ کیے جاتے تھے۔

❷ اور دوسری یہ بات ہوئی ہے کہ اہل ایمان کی صفت ہے وہ فقر و غربت کے باوجود تعفف (سوال کرنے سے بچتے) ہیں اور اگر نوبت آ بھی جائے تو چمٹ کر سوال نہیں کرتے اور بعض نے الحاف کا معنی کیا ہے کہ وہ بالکل ہی سوال نہیں کرتے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے (مال کا) سوال کیا تو آپ نے انہیں دے دیا، پھر انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے انہیں عطا کر دیا

---

❶ ۲/ البقرة: ۲۷۳۔

حتی کہ آپ ﷺ کے پاس جتنا بھی مال تھا وہ ختم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ”میرے پاس جتنا بھی مال ہو میں کبھی بھی اسے تم سے نہیں روکوں گا لیکن

((وَمَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ)) ❶

جو شخص خود کو سوال کرنے سے بچائے، اللہ اس کو بچائے گا اور جو شخص استغناء اختیار کرے، اللہ اسے غنی کر دے گا اور جو شخص صبر کی کوشش کرے گا، اللہ اسے صبر عطا کر دے گا۔“

❸ کسی کے سامنے سوال کرنا جبکہ اسے ضرورت اتنی نہیں کہ وہ سوال کرنا شروع کر دے ایک مذموم فعل ہے، نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

((لَوْ يَعْلَمُ صَاحِبُ الْمَسْأَلَةِ مَالَهُ فِيهَا لَمْ يَسْأَلْ)) ❷

”اگر سوال کرنے والے کو علم ہو جائے کہ اس میں اس کے لیے کیا (ذلت ورسوائی اور گناہ) ہے تو وہ کبھی بھی سوال نہ کرے۔“

اور جو شخص ایک بار ہاتھ پھیلانے لگ جاتا ہے پھر اس کا ہاتھ کبھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا يَفْتَحُ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ)) ❸

”جو کوئی بندہ سوال کا دروازہ کھول لیتا ہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس پر فقر وفاقے کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔“

اسی لیے رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سے ضمانت اور بیعت لیا کرتے تھے کسی سے حتی الوسع سوال نہ کرنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَّكْفُلُ لِي أَنْ لَّا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا فَأَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟)) فَقَالَ

---

❶ صحيح بخاری، الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة: ١٤٦٩؛ صحيح مسلم: ١٠٥٣؛ ابو داود: ١٦٤٤؛ ترمذی: ٢٠٢٤۔

❷ صحيح الترغيب والترهيب، الصدقات: ٧٩٧۔

❸ صحيح الترغيب والترهيب ايضا: ٨١٤؛ احمد، ١/ ١٩٣۔

ثُوْبَانُ اَنَا ، فَكَانَ لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا۔ ❶

”جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا میں ضمانت دیتا ہوں کہ میں کسی سے سوال نہیں کروں گا چنانچہ پھر انہوں نے کبھی کسی سے سوال نہ کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے سوال کیا اور وہ سوال سے غنی تھا تو اسے قیامت کے روز اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے چہرے پر خراشیں ہوں گی۔“ ❷

---

❶ ابو داود، الزكاة، باب كراهية المسألة: ١٦٤٣ صححه الالبانی رحمہ اللہ۔

❷ صحيح الترغيب والترهيب، الصدقات: ٨٠٠۔

سود خور کی مثال

﴿ اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۝ ﴾ ❶

''سود خور نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے، یہ اس لیے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لیے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور جو پھر دوبارہ (حرام کی طرف) لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔''

فوائد:

❶ آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام اور تجارت کو حلال قرار دیا ہے سود ایک طے شدہ شرح کے مطابق یقینی منافع ہوتا ہے جبکہ تجارت میں منافع کے ساتھ نقصان کا احتمال بھی موجود ہوتا ہے خواہ کوئی شخص اپنے ذاتی سرمایہ سے تجارت کرے یا یہ مضاربت یا اشراکت کی شکل ہو۔ ❷

❷ اللہ تعالیٰ نے سود اور اس کی تمام شکلوں کو حرام قرار دیا ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ۝ ﴾ ❸

---

❶ ۲/ البقرة: ۲۷۵۔ ❷ تیسیر القرآن: ۱/ ۲۲۶۔ ❸ ۲/ البقرة: ۲۷۶۔

''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گناہگار سے محبت نہیں کرتا۔''

یعنی سود معیشت کو تباہ کر دیتا ہے اگرچہ بظاہر اس کی بڑھوتری نظر آتی ہے جبکہ صدقہ وخیرات بظاہر مال کو کم کرتے نظر آتے ہیں لیکن یہ مال کی برکت کا سبب ہوتے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ ﴾ ❶

''اور جو سود تم دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مالوں میں زیادتی ہو تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں۔''

❸ سود کو چھوڑ دو اگر نہیں تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ ﴾ ❷

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ، ہاں! اگر توبہ کر لو تو تمہارا مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔''

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾ ❸

''اے ایمان والو! دگنے پر دگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

❹ آیت مذکورہ میں سود خوروں کی اس حالت کی طرف اشارہ ہے کہ جب وہ قبر سے اٹھا کر محشر کی طرف لے جائے جائیں گے تو یہ پاگلوں، دیوانوں کی طرح چلیں گے۔

---

❶ ۳۰/ الروم: ۳۹۔ ❷ ۲/ البقرۃ: ۲۷۸، ۲۷۹۔ ❸ ۳/ آل عمران: ۱۳۰۔

5 سود کی ممانعت کی چند احادیث:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:
سود لینے والے، دینے والے، تو پھر لکھنے والے اور گواہوں، سب پر لعنت کی اور
فرمایا: ''وہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔'' 1

ایک مطول حدیث میں ہے کہ (جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب سنایا تھا) ''ہم جب ایک سرخ رنگ نہر پر پہنچے جس کا پانی مثل خون کے سرخ تھا تو میں نے دیکھا اس میں کچھ لوگ بمشکل تمام کنارے پر آتے ہیں تو ایک فرشتہ بہت سے پتھر لیے بیٹھا ہے، وہ ان کا منہ پھاڑ کر ایک پتھر ان کے منہ میں اتار دیتا ہے وہ پھر بھاگتے ہیں پھر یہی ہوتا ہے پوچھا گیا یہ کون لوگ ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ یہ سود خوروں کا گروہ ہے۔'' 2

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((اَلرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُوْنَ بَابًا اَيْسَرُهَا مِثْلَ اَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهُ)) 3
''سود کے تہتر (۷۳) درجے ہیں سب سے کم تر درجہ اس گناہ کی مثل ہے کہ
کوئی آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((اِنَّ الرِّبَا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ)) 4
''بلاشبہ سود خواہ کتنا بھی زیادہ ہو جائے لیکن اس کا انجام فقر و ذلت ہے۔''

۱۰ ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً نوے ہزار افراد کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ کی طرف حجۃ الوداع کے لیے روانہ ہوئے نو ذی الحجہ کو وادی نمرہ میں رسول اللہ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں کئی ایک نصیحت آموز باتیں کیں جن میں سے ایک یہ تھی:
((اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ وَدِمَاءُ

---

1 صحیح مسلم، البیوع، باب لعن آکل الربوا وموکلہ: ۱۵۹۸۔
2 صحیح بخاری، التعبیر، باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح: ۷۰۴۷؛ احمد: ۸۷۴۲۔
3 سنن ابن ماجہ، التجارات، باب التغلیظ فی الربا: ۲۲۷۵، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ صحیح سنن ابن ماجہ: ۱۸۴۵۔ 4 ابن ماجہ: ۲۲۷۹؛ احمد: ۳۷۵۴۔

الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ)) ❶

''یاد رکھو! زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے اور پامال و بے قدر یعنی موقوف بات ہے لہٰذا اسلام سے پہلے جس نے جو کچھ کہا میں نے وہ سب معاف کیا اور زمانہ جاہلیت کے تمام رسم ورواج کو موقوف و ختم کر دیا، زمانہ جاہلیت کے خون معاف کر دیے گئے ہیں، زمانہ جاہلیت کا سود معاف کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلا سود جسے میں اپنے سودوں سے معاف کرتا ہوں عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔''

6 سود کی مختلف شکلیں جو عصر حاضر میں پائی جاتی ہیں ان کا تفصیلی مطالعہ کے لیے ''تفسیر تیسیر القرآن'' کا مطالعہ مفید ہے۔

---

❶ صحیح مسلم، الحج: ۲۹۵۰۔

سود نہیں اصل مال میں بھی آسانی دو

﴿ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۣ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ ﴾ ❶

’’اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے اور صدقہ کرو تو تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے، اگر تم میں علم ہو اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔‘‘

فوائد:

❶ زمانہ جاہلیت میں قرض کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں سود در سود اصل رقم میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا تھا۔ جس سے وہ تھوڑی سی رقم ایک پہاڑ بن جاتی اور اس کی ادائیگی ناممکن ہو جاتی۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کوئی تنگ دست ہو تو (سود لینا تو درکنار اصل مال لینے میں بھی) آسانی تک اسے مہلت دے دو اور اگر قرض بالکل ہی معاف کر دو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ کتنا فرق ہے ان دونوں نظاموں میں؟ ایک سراسر ظلم، تنگ دلی اور خود غرضی پر مبنی نظام اور دوسرا ہمدردی، تعاون اور ایک دوسرے کو سہارا دینے والا نظام، مسلمان خود ہی اس بابرکت اور پُر رحمت نظام الٰہی کو نہ اپنائیں تو اسلام کا کیا قصور اور اللہ پر کیا الزام؟ کاش! مسلمان اپنے دین کی اہمیت وافادیت کو سمجھ سکیں اور اس پر اپنے نظام زندگی کو استوار کر سکیں۔ ❷

❷ ایسا شخص جو لین دین میں فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے احادیث میں اس کی بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔

---

❶ ٢/ البقرة: ٢٨٠۔٢٨١۔ ❷ تفسیر احسن البیان، ص: ١٢٣۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ))

''جو شخص مفلس آدمی پر اپنا قرض وصول کرنے میں نرمی کرے اور اسے ڈھیل دے اس کو جتنے دن وہ قرض کی رقم ادا نہ کر سکے اتنے دِنوں تک ہر دن اتنی رقم خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے۔''

اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر دن اس سے دگنی رقم کے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔''

یہ سن کر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تو آپ نے ہر دن اس کے مثل ثواب ملنے کا فرمایا تھا آج دو مثل فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ أَنْظَرَهُ بَعْدَ حِلِّهِ كَانَ لَهُ مِثْلُهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ)) ❶

''ہاں! جب تک معیاد ختم نہیں ہوئی مثل کا ثواب اور معیاد گزرنے کے بعد دو مثل کا۔''

❸ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا قرض ایک شخص کے ذمہ تھا وہ تقاضا کرنے کو آتے لیکن یہ چھپ رہتے اور نہ ملتے، ایک دن آئے، گھر سے ایک بچہ نکلا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا۔ اس نے کہا ہاں گھر میں موجود ہیں کھانا کھا رہے ہیں۔

اب حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اونچی آواز سے انہیں پکارا اور فرمایا: مجھے معلوم ہو گیا کہ تم گھر میں موجود ہو، آؤ باہر آؤ، جواب دو۔ وہ بیچارے باہر نہیں نکلے آپ نے کہا: کیوں چھپ رہے ہو؟ کہا حضرت بات یہ ہے کہ میں مفلس ہوں اس وقت میرے پاس رقم نہیں بوجہ شرمندگی کے آپ سے نہیں ملتا، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم کھاؤ، اس نے قسم کھالی، آپ روئے اور فرمانے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

''جو شخص نادار قرض دار کو ڈھیل دے یا اپنا قرضہ معاف کر دے وہ قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے تلے ہوگا۔'' ❷

---

❶ سنن ابن ماجه، الصدقات، باب انظار المعسر: ٢٤١٨؛ احمد، ٥/ ٣٥١؛ الصحيحة: ٦٨۔

❷ صحيح مسلم، المساقاة، باب فضل نظار المعسر: ١٥٦٣؛ احمد، ٥/ ٣٠٠۔

④ ابویعلیٰ میں ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''قیامت کے دن ایک بندہ اللہ کے سامنے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا کہ بتا میرے لیے تو نے کیا نیکی کی ہے؟ وہ کہے گا اے اللہ! ایک ذرے کے برابر بھی کوئی ایسی نیکی مجھ سے نہیں ہوئی جو آج میں اس کی جزا طلب کرسکوں، اللہ اس سے پھر پوچھے گا وہ پھر یہی جواب دے گا پھر پوچھے گا پھر یہی کہے گا، پروردگار ایک چھوٹی سی بات البتہ یاد پڑتی ہے کہ تو نے اپنے فضل سے کچھ مال بھی مجھے دے رکھا تھا میں تجارت پیشہ شخص تھا، لوگ ادھار سدھار لے جاتے تھے، میں اگر دیکھتا کہ یہ غریب شخص ہے اور وعدہ پر قرض نہ ادا کرسکا تو میں اسے اور کچھ مدت کی مہلت دے دیتا، عیال داروں پر سختی نہ کرتا، زیادہ تنگی والا اگر کسی کو پاتا تو معاف بھی کردیتا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر میں تجھ پر آسانی کیوں نہ کروں، میں تو سب سے زیادہ آسانی کرنے والا ہوں، جا میں نے تجھے بخشا جنت میں داخل ہو جا۔'' ❶

⑤ عباد بن ولید فرماتے ہیں:

میں اور میرے والد طلب علم میں نکلے اور ہم نے کہا کہ انصاریوں سے حدیثیں پڑھیں، سب سے پہلے ہماری ملاقات حضرت ابوالیسر سے ہوئی، ان کے ساتھ ان کے غلام تھے جن کے ہاتھ میں ایک دفتر تھا اور غلام و آقا کا ایک ہی لباس تھا، میرے باپ نے کہا چچا آپ تو اس وقت غصہ میں نظر آتے ہیں:

قَالَ أَجَلْ كَانَ لِيْ عَلَى فُلَانِ بْنِ فُلَانِ الْحَرَامِيِّ مَالٌ فَأَتَيْتُ أَهْلَهُ فَسَلَّمْتُ فَقُلْتُ ثَمَّ هُوَ قَالُوْا لَا فَخَرَجَ عَلَيَّ ابْنٌ لَهُ جَفْرٌ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ أَبُوكَ قَالَ سَمِعَ صَوْتَكَ فَدَخَلَ أَرِيكَةَ أُمِّيْ۔

فرمایا: ہاں سنو فلاں شخص پر میرا کچھ قرض تھا، مدت ختم ہو چکی تھی، میں قرض مانگنے گیا، سلام کیا اور پوچھا کہ کیا وہ مکان پر ہیں؟ گھر میں سے جواب ملا کہ نہیں، اتفاقاً ایک چھوٹا بچہ باہر آیا میں نے اس سے پوچھا تمہارے والد کہاں ہیں؟ اس نے کہا آپ کی آواز سن کر چارپائی تلے جا چھپے ہیں۔

---

❶ صحیح بخاری، البیوع، باب من انظر معسرا: ۲۰۷۷؛ صحیح مسلم: ۱۵۶۰۔

فَقُلْتُ اخْرُجْ إِلَيَّ فَقَدْ عَلِمْتُ أَيْنَ أَنْتَ۔

میں نے پھر آواز دی اور کہا تمہارا اندر ہونا مجھے معلوم ہو گیا ہے۔

اب چھپو نہیں باہر آؤ جواب دو، وہ آئے میں نے کہا کیوں چھپ رہے ہو؟ کہا محض اس لیے کہ میرے پاس روپیہ تو اس وقت ہے نہیں، آپ سے ملوں گا تو کوئی جھوٹا عذر حیلہ بیان کروں گا یا غلط وعدہ کروں گا، اس لیے سامنے ہونے سے جھجکتا تھا، آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں، آپ سے جھوٹ کیا کہوں؟ میں نے کہا سچ کہتے ہو، اللہ کی قسم! تمہارے پاس روپیہ نہیں، اس نے کہا ہاں سچ کہتا ہوں اللہ کی قسم کچھ نہیں، تین مرتبہ میں نے قسم کھلائی اور انہوں نے کھائی، میں نے اپنے دفتر میں سے ان کا نام کاٹ دیا اور رقم جمع کر لی اور کہہ دیا کہ جاؤ میں نے تمہارے نام سے یہ رقم کاٹ دی ہے اب اگر تمہیں مل جائے تو دے دینا ورنہ معاف۔ سنو میری دونوں آنکھوں نے دیکھا اور میرے ان دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اسے خوب یاد رکھا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ)) [1]

''جو شخص کسی سختی والے کو ڈھیل دے یا معاف کر دے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔''

6 اگر مقروض تنگ دست ہو اور قرض خواہ زیادہ ہوں تو اسلامی عدالت قرض خواہ یا قرض خواہوں سے مہلت دلوانے یا قرض کا کچھ حصہ معاف کرانے کی مجاز ہوتی ہے اسے دیوالیہ یا تفلیس کہتے ہیں جیسا کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دور نبوی ﷺ میں ایک شخص کو پھل کی خرید و فروخت میں نقصان ہوا اور اس کا قرضہ بہت بڑھ گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:

''اس پر صدقہ کرو۔''

لوگوں نے صدقہ کیا پھر بھی اتنی رقم نہ ہو سکی جو قرضے پورے کر سکے آپ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ''جو کچھ تمہیں ملتا ہے لے لو اور تمہارے لیے یہی کچھ ہے۔'' [2]

---

[1] صحیح مسلم، الزھد، باب حدیث جابر الطویل: ٣٠٠٦؛ طبرانی، ٩/ ٣٨٠۔

[2] صحیح مسلم، المساقاۃ والمزارعۃ، باب وضع الجوائح۔

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے باپ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی حدرد سے مسجد نبوی میں اپنے قرض کا تقاضا کیا۔ دونوں چلانے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ میں تھے۔ ان دونوں کی آوازیں سنیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے کا پردہ اٹھا کر برآمد ہوئے اور کعب کو پکارا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا حاضر اے اللہ کے رسول! آپ نے ارشاد فرمایا: ''آدھا قرض چھوڑ دو۔'' کعب کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے چھوڑ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوحدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اٹھ اور اس کا قرض ادا کر۔'' [1]

---

[1] صحیح بخاری، الخصومات، باب کلام الخصوم بعضھم فی بعض۔

لین دین لکھ لیا کرو

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [1]

”اے ایمان والو جب تم آپس میں ایک دوسرے سے میعاد مقررہ پر قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور لکھنے والے کو چاہیے کہ تمہارا آپس کا معاملہ عدل سے لکھے، کاتب کو چاہیے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے سکھایا ہے پس اسے بھی لکھ دینا چاہیے جس کے ذمہ حق ہو وہ لکھوائے اور اپنے اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور حق میں سے کچھ گھٹائے نہیں، جس شخص کے ذمہ حق ہے وہ اگر نادان ہو یا کمزور ہو یا لکھوانے کی طاقت نہ رکھتا ہو

[1] ۲/ البقرة: ۲۸۲۔

تو اس کا ولی عدل کے ساتھ لکھوائے اور اپنے میں سے دو مرد گواہ رکھ لو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں پسند کر لو تاکہ ایک کی بھول چوک کو دوسری یاد دلا دے اور گواہوں کو چاہیے کہ وہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں اور قرض کو جس کی مدت مقرر ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو لکھنے میں کاہلی نہ کرو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات بہت انصاف والی ہے اور گواہی کو بھی درست رکھنے والی ہے شک وشبہ سے بھی زیادہ بچانے والی ہے ہاں یہ اور بات ہے کہ معاملہ نقد تجارت کی شکل میں ہو جو آپس میں تم لین دین کر رہے ہو تم پر اس کے نہ لکھنے میں کوئی گناہ نہیں۔ خرید و فروخت کے وقت بھی گواہ مقرر کر لیا کرو اور (یاد رکھو کہ) نہ لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے نہ گواہ کو اور تم یہ کرو تو یہ تمہاری کھلی نافرمانی ہے، اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں تعلیم دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

فوائد:

❶ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایماندار بندوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ادھار کے معاملات لکھ لیا کریں تاکہ رقم اور میعاد خوب یاد رہے، گواہ کو بھی غلطی نہ ہو، اس سے ایک وقت مقررہ کے لیے ادھار دینے کا جواز بھی ثابت ہوا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ میعاد مقرر کر کے قرض کے لین دین کی اجازت اس آیت سے بخوبی ثابت ہوتی ہے، صحیح بخاری میں ہے کہ مدینے والوں کا ادھار لین دین دیکھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ناپ تول یا وزن مقرر کر لیا کرو، بھاؤ تاؤ چکا لیا کرو اور مدت کا بھی فیصلہ کر لیا کرو۔" [1]

معلوم ہوا کہ لین دین کے معاملات کو لکھ لینا چاہیے ورنہ بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

❷ اس مقام پر ہم چند احادیث ذکر کرتے ہیں:

یہ آیت جب نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح البخاری، السلم، باب السلم فی کیل معلوم: ۲۲۳۹؛ صحیح مسلم: ۱۰٦٤۔

”سب سے پہلے انکار کرنے والے حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور قیامت تک ان کی تمام اولاد نکالی، آپ نے اپنی اولاد کو دیکھا، ایک شخص کو خوب تروتازہ اور نورانی دیکھ کر پوچھا کہ الٰہی ان کا کیا نام ہے؟ جناب باری نے فرمایا: یہ تمہارے بیٹے داؤد ہیں۔ پوچھا اللہ ان کی عمر کیا ہے؟ فرمایا: ساٹھ سال۔ کہا اے اللہ! اس کی عمر کچھ اور بڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں، ہاں اگر تم اپنی عمر میں سے انہیں کچھ دینا چاہو تو دے دو۔ کہا اے اللہ! میری عمر میں سے چالیس سال اسے دیئے جائیں۔ چنانچہ دے دیئے گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اصلی عمر ایک ہزار سال کی تھی، اس لین دین کو لکھا گیا اور فرشتوں کو اس پر گواہ کیا گیا حضرت آدم علیہ السلام کی موت جب آئی، کہنے لگے: اے اللہ! میری عمر میں سے تو ابھی چالیس سال باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تم نے اپنے لڑکے حضرت داؤد کو دے دیئے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کیا جس پر وہ لکھا ہوا دکھایا گیا اور فرشتوں کی گواہی گزری، دوسری روایت میں ہے کہ حضرت آدم کی عمر پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار سال پوری کی اور حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک سو سال کی۔“ [1]

3. مسند احمد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بنی اسرائیل کے ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار ادھار مانگے، اس نے کہا گواہ لاؤ، جواب دیا کہ اللہ کی گواہی کافی ہے، کہا ضمانت لاؤ، جواب دیا اللہ کی ضمانت کافی ہے، کہا تو نے سچ کہا، ادائیگی کی میعاد مقرر ہوگئی اور اس نے اسے ایک ہزار دینار گن دیئے، اس نے تری کا سفر کیا اور اپنے کام سے فارغ ہوا، جب میعاد پوری ہونے کو آئی تو یہ سمندر کے قریب آیا کہ کوئی جہاز یا کشتی ملے تو اس میں بیٹھ جاؤں اور رقم ادا کر آؤں، لیکن کوئی جہاز نہ ملا، جب دیکھا کہ وقت پر نہیں پہنچ سکتا تو اس نے ایک لکڑی لی، اسے بیچ سے کھوکھلی کر لیا اور اس میں ایک ہزار دینار رکھ دیئے اور ایک پرچہ بھی رکھ دیا، پھر منہ کو بند کر دیا اور اللہ سے دعا کی کہ پروردگار تجھے خوب علم ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لیے اس نے مجھ سے ضمانت

---

[1] مسند الإمام احمد: ۱/ ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۹۹؛ مسند ابی یعلی: ۲۷۱۰؛ ابن أبی شیبة: ۱۴/ ۱۱۸، ۱۱۹؛ البیھقی: ۱۰/ ۱۴۶، اس میں علی بن زید جدعان ضعیف ہے۔ مگر اس کی صحیح شاہد جامع الترمذی، ثواب القرآن، ومن سورة الاعراف: ۳۰۷۶ میں ہے۔ لیکن اس میں نزول آیت کا ذکر نہیں۔

طلب کی، میں نے تجھے ضامن کیا اور وہ اس پر خوش ہوگیا، گواہ مانگا، میں نے گواہ بھی تجھی کو رکھا، وہ اس پر بھی خوش ہوگیا، اب جبکہ اپنا قرض ادا کرآؤں لیکن کوئی کشتی نہیں ملی، اب میں اس رقم کو تجھے سونپتا ہوں اور سمندر میں ڈال دیا اور خود چلا گیا لیکن پھر بھی کشتی کی تلاش میں رہا کہ مل جائے تو جاؤں، یہاں تو یہ ہوا، وہاں جس شخص نے اسے قرض دیا تھا، جب اس نے دیکھا کہ وقت پورا ہوا اور آج اسے آجانا چاہیے تھا، تو وہ بھی دریا کنارے آن کھڑا ہوا کہ وہ آئے گا اور میری رقم مجھے دے دے گا یا کسی کے ہاتھ بھجوائے گا، مگر جب شام ہونے کو آئی اور کوئی کشتی اس کی طرف سے نہیں آئی تو یہ واپس لوٹا، کنارے پر ایک لکڑی دیکھی تو یہ سمجھ کر کہ خالی ہاتھ تو جا ہی رہا ہوں، اس لکڑی کو بھی لے چلوں، پھاڑ کر سکھالوں گا جلانے کے کام آئے گی، گھر پہنچ کر جب اسے چیرتا ہے تو کھنا کھن بجتی ہوئی اشرفیاں (یعنی دینار) نکلتی ہیں، گنتا ہے تو پوری ایک ہزار ہیں، وہیں پرچہ پر نظر پڑتی ہے، اسے بھی اٹھا کر پڑھ لیتا ہے، پھر ایک دن وہی شخص آتا ہے اور ایک ہزار دینار پیش کر کے کہتا ہے یہ لیجیے آپ کی رقم، معاف کیجیے گا میں نے ہر چند کوشش کی کہ وعدہ خلافی نہ ہو لیکن کشتی کے نہ ملنے کی وجہ سے مجبور ہوگیا اور دیر لگ گئی، آج کشتی ملی، آپ کی رقم لے کر حاضر ہوا ہوں، اس نے پوچھا کیا میری رقم آپ نے بھجوائی بھی ہے؟ اس نے کہا میں کہہ چکا ہوں کہ مجھے کشتی نہ ملی تھی، اس نے کہا آپ اپنی رقم لے کر خوش ہو کر چلے جاؤ، آپ نے جو رقم لکڑی میں توکل علی اللہ ڈالی تھی، اسے اللہ نے مجھ تک پہنچا دیا اور میں نے اپنی رقم پوری وصول پالی۔'' ❶

❹ نیز لکھنے والا عدل وحق کے ساتھ لکھے، کتابت میں کسی فریق پر ظلم نہ کرے، ادھر ادھر کچھ کمی بیشی نہ کرے بلکہ لین دین والے دونوں متفق ہو کر جو لکھوائیں وہی لکھے، لکھا پڑھا شخص معاملہ کو لکھنے سے انکار نہ کرے، جب اسے لکھنے کو کہا جائے لکھ دے، جس طرح اللہ کا یہ احسان اس پر ہے کہ اس نے اسے لکھنا سکھایا اسی طرح جو لکھنا نہ جانتے ہوں ان پر یہ احسان کرے اور ان کے معاملہ کو لکھ دیا کرے۔ حدیث میں ہے یہ بھی صدقہ ہے کہ کسی کام کرنے والے کا ہاتھ بٹادو، کسی گرے پڑے کا کام کردو۔ ❷

❶ صحیح بخاری، الکفالة، باب الکفالة فی القرض: ۲۲۹۱، ۲۰۶۳؛ مسند الإمام أحمد: ۲/ ۳۴۸۔ ❷ صحیح البخاری، العتق: ۲۵۱۸۔

اور حدیث میں ہے جو علم کو جان کر پھر اُسے چھپائے، قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ [1]

[5] معاملات میں لکھنا اور گواہی جمہور کے نزدیک استحباب کے لیے ہے نہ کہ واجب۔ جیسا کہ حدیث ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے خرید و فروخت کی جبکہ اور کوئی گواہ شاہد نہ تھا۔

چنانچہ مسند احمد میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور اعرابی آپ کے پیچھے پیچھے آپ ﷺ کے دولت خانہ کی طرف رقم لینے کے لیے چلا، حضور ﷺ تو ذرا جلد نکل آئے اور وہ آہستہ آہستہ آرہا تھا، لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ گھوڑا بک گیا ہے، انہوں نے قیمت لگانی شروع کردی یہاں تک کہ جتنے داموں اس نے آپ ﷺ کے ہاتھ بیچا تھا اس سے زیادہ دام لگ گئے، اعرابی کی نیت پلٹی اور اس نے آپ ﷺ کو آواز دے کر کہا حضرت یا تو گھوڑا اسی وقت نقد دے کر لے لو یا میں اور کے ہاتھ بیچ دیتا ہوں، حضور ﷺ یہ سن کر رک کے اور فرمانے لگے: ''تو تو اسے میرے ہاتھ بیچ چکا ہے پھر یہ کیا کہہ رہا ہے؟'' اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے تو نہیں بیچا، حضرت ﷺ نے فرمایا: ''غلط کہتا ہے، میرے تیرے درمیان معاملہ طے ہو چکا ہے۔'' اب لوگ ادھر اُدھر سے بیچ میں بولنے لگے، اس گنوار نے کہا اچھا تو گواہ لائیے کہ میں نے آپ کے ہاتھ بیچ دیا، مسلمانوں نے ہر چند کہا کہ بد بخت آپ ﷺ تو اللہ کے پیغمبر ہیں، آپ ﷺ کی زبان سے تو حق ہی نکلتا ہے، لیکن وہ یہی کہے چلا جائے کہ لاؤ گواہ پیش کرو، اتنے میں حضرت خزیمہ آگئے اور اعرابی کے اس قول کو سن کر فرمانے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے بیچ دیا ہے اور آنحضرت ﷺ کے ہاتھ تو فروخت کر چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کیسے شہادت دے رہا ہے۔'' حضرت خزیمہ نے فرمایا آپ ﷺ کی تصدیق اور سچائی کی بنیاد پر یہ شہادت دی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج سے خزیمہ کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے۔'' [2]

---

[1] سنن ابی داود، العلم، باب كراهية منع العلم: ٣٦٥٨ صحيح۔ [2] مسند الإمام أحمد: ٥/ ٢١٦؛ سنن ابی داود، الأقضية: ٣٦٠٧؛ المستدرك للحاكم: ٢/ ١٨، صحيح۔

فرشتے اور ایمان

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫﴾ ❶

''رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ کی جانب سے اتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔''

فوائد:

❶ اس وقت تک آدمی کا ایمان پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا جب تک وہ فرشتوں پر ایمان نہیں لاتا اور فرشتوں پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ان کے وجود پر پختہ اعتقاد رکھے کہ وہ نوری مخلوق ہیں۔ اللہ کے فرمانبردار ہو کر اس کی لگائی گئی ذمہ داریوں کو نبھا رہے ہیں۔ اور جن صفات کا تذکرہ ان کے متعلق ہے اس پر پختہ یقین رکھنا ہی فرشتوں پر ایمان لانا ہے۔ ❷

❷ فرشتے اللہ کی نوری مخلوق ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ)) ❸

''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا اور آدم کو اس سے جو تمہارے لیے (قرآن) میں بیان ہوا (یعنی مٹی سے پیدا کیا

---

❶ ۲/ البقرۃ: ۲۸۵۔ ❷ رسالة فی أسس العقیدة، ص: ۷۳۔

❸ صحیح مسلم، الزھد، باب احادیث متفرقه: ۷۴۹۵۔

گیا)۔"

❸ فرشتوں کی تعداد کتنی ہے کوئی نہیں جانتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ﴾ ❶

"تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

معراج کی رات والی حدیث میں آپ ﷺ کو بتایا گیا:

"یہ بیت معمور ہے روزانہ ستر ہزار فرشتے اللہ کی عبادت کے لیے داخل ہوتے ہیں جو ایک بار آ جائے پھر قیامت تک اس کی باری نہیں آتی۔" ❷

اور صحیح مسلم میں ہی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا)) ❸

"اس دن جہنم کو لایا جائے گا اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔"

نوٹ: اس اعتبار سے جو فرشتے قیامت کے دن جہنم کو لائیں گے ان کی تعداد انچاس ملین ہو گی۔(عالم الملائكة الأبرار)

❹ فرشتے خورد ونوش سے مبرا، نر و مادہ کی صفت سے پاک، اکتاہٹ و سستی سے دور ہیں۔

کچھ فرشتے وہ ہیں جن کا تذکرہ کتاب وسنت میں ملتا ہے ان میں فرشتوں کے سردار جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ جن کو نبی کریم ﷺ نے اصلی حالت دو مرتبہ دیکھا ہے جن کی تن و توش کی ضخامت نے زمین آسمان کو گھیرا ہوا تھا اور ان کے چھ سو پر تھے۔ ❹

نیز حضرت جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس اکثر کسی انسانی شکل میں آیا کرتے تھے اور اکثر اوقات دحیہ بن خلیفہ کلبی کی شکل میں حاضر ہوتے تھے۔

---

❶ ٧٤/ المدثر: ٣١۔ ❷ صحيح مسلم، الايمان، باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض الصلوات: ٤١١؛ صحيح بخارى: ٣٢٠٧۔ ❸ صحيح مسلم، الايمان، ايضًا: ٤١١۔ ❹ صحيح مسلم، الايمان: ٤٣٢؛ صحيح بخارى: ٤٨٥٦۔

فرشتوں کے نام جن کا ذکر کتاب وسنت سے ملتا ہے:

جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل، (بعض آثار میں موت کے فرشتے کا نام عزرائیل آیا ہے [1] منکر ونکیر، ھاروت وماروت وغیرہ۔

5 فرشتوں کی دعا پانے والے چند لوگ

☆ جو باجماعت نماز کا انتظار کرتے ہیں۔صحیح بخاری، الاذان: ٦٤٧۔

☆ اگلی صفوں میں نماز ادا کرنے والے۔سنن ابو داود، الصلاة: ٦٦٥ صحیح۔

☆ صف کے دائیں جانب کھڑے ہونے والے۔سنن ابو داود، الصلاة: ٦٧٦ صحیح۔

☆ صفوں میں مل کر کھڑے ہونے والے۔سنن ابن ماجه، اقامة الصلاة: ٩٩٥ صحیح۔

☆ نماز سے فارغ ہو کر جائے نماز پر باوضو بیٹھنے والے۔

سنن ابو داود، الصلاة: ٤٧١ صحیح۔

☆ لوگوں کو خیر وبھلائی کی تعلیم دینے والے۔ترمذی: ٢٦٨٥؛ صحیح الترغیب: ٨١۔

☆ مریض کی عیادت کرنے والے۔ترمذی: ٧٧٥؛ الصحیحة: ١٣٦٧۔

☆ نبی ﷺ پر درود پڑھنے والے۔سنن ابن ماجه، اقامة الصلاة: ٩٠٧ حسن۔

☆ روزے کے لیے سحری کرنے والے۔

صحیح الجامع الصغیر: ١٨٤٤؛ الصحیحة: ١٦٥٤۔

6 فرشتوں کی بددعا پانے والے چند لوگ:

☆ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات کا کفر کرنے والے۔سورۃ آل عمران: ٣/ ٨٦، ٨٧۔

☆ بدعتی کو پناہ دینے والے۔بخاری، فضائل المدینة: ١٨٧٠۔

☆ عہد شکنی کرنے والے۔بخاری: ١٨٧٠؛ مسلم: ١٣٧٠۔

☆ قوانین الٰہی کی تنفیذ میں رکاوٹ پیدا کرنے والے۔

سنن النسائی، القسامة: ٤٧٩٠ صحیح۔

☆ اپنے بھائی کے خلاف اسلحہ اٹھانے والے۔

صحیح مسلم، البر والصلة والآداب: ٢٦١٦۔

---

[1] البداية والنهاية، ١/ ٥٠۔

☆ صحابہ کرام کو گالیاں دینے والے۔صحیح الجامع الصغیر: ٦٢٨٥۔

☆ اپنے حقیقی باپوں کو چھوڑ کر دوسرے سے نسب ملانے والے۔

سنن ابن ماجه: ٢٦٠٩ صحيح۔

☆ شوہروں کی نافرمان خواتین۔بخاری، النكاح: ٥١٩٣۔

آخری دو آیات

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ [1]

''رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اترے اور مومن بھی ایمان لائے یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لیے اور جو برائی کرے وہ اس پر ہے، اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔''

[1] ٢/ البقرة: ٢٨٥، ٢٨٦۔

فوائد:

❶ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں:

﴿ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ ❶

''اللہ ہی کی ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو باتیں تمہارے نفسوں میں ہیں اگر تم ان کو ظاہر کرو گے یا چھپاؤ گے اللہ تعالیٰ تم سے حساب لیں گے جسے چاہیں گے معاف فرمادیں گے اور جسے چاہیں گے عذاب دیں گے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ آیات کریمہ گراں گزریں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر یعنی دوزانو ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے۔

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں ان اعمال کے کرنے کا مکلف بنایا گیا ہے جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے، نماز روزہ جہاد اور صدقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل ہوئیں جس میں ذکر کیے گئے احکام کی ہم طاقت نہیں رکھتے (یعنی دل میں کوئی وسوسہ نہ آنے پائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو جس طرح تم سے پہلے اہل کتاب کہہ چکے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نافرمانی کی اس پر عمل نہیں کریں گے بلکہ تم اس طرح کہو کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن لیا اور ہم نے بخوشی مان لیا ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اے پروردگار! اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ﴿ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴾ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ کہنے کے فوراً بعد ہی یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔

''ایمان لائے رسول اس چیز پر جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی اور مومنین بھی سارے کے سارے ایمان رکھتے ہیں اللہ پر، اس

---

❶ ٢/ البقرة: ٢٨٤۔

کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، ہم اس کے تمام رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ان سب نے یوں کہا ہم نے سن لیا آپ ﷺ کا فرمان اور ہم نے خوشی سے مان لیا ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اے ہمارے رب! اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔''

جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ ......﴾ منسوخ فرما کر یہ آیت نازل فرمائیں ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا﴾ سے ﴿فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ﴾ سورۃ البقرۃ کے آخری رکوع تک۔ ❶

❷ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)) ❷

''جس نے رات کے وقت (یعنی سوتے وقت) سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لیں وہ اس کے لیے کافی ہوں گی۔''

❸ صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضور ﷺ کو معراج کرائی گئی اور آپ سدرۃ المنتہی تک پہنچے جو ساتویں آسمان میں ہے، جو چیز آسمان کی طرف چڑھتی ہے وہ یہیں تک ہی پہنچتی ہے اور یہاں سے ہی لے جائی جاتی ہے اور جو چیز اوپر سے نازل ہوتی ہے وہ بھی یہیں تک پہنچتی ہے، پھر یہاں سے آگے لے جائی جاتی ہے اور اسے سونے کی ٹڈیاں ڈھکے ہوئے تھیں۔

فَأُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا: أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ۔ ❸

وہاں حضور ﷺ کو تین چیزیں دی گئیں: پانچ وقت کی نمازیں، سورہ بقرہ کے خاتمہ کی آیتیں اور توحید والوں کے تمام گناہوں کی بخشش۔

❹ مسند احمد میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں عرش تلے کے

---

❶ صحیح مسلم، الایمان، باب تجاوز اللہ عن حدیث النفس......: ۳۲۹؛ ترمذی: ۲۹۹۲۔

❷ صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب سورۃ البقرۃ: ۵۰۰۹۔

❸ صحیح مسلم، الإیمان، باب فی ذکر سدرۃ المنتھی: ۱۷۳۔

خزانہ سے دیا گیا ہوں مجھ سے پہلے کسی نبی کو یہ نہیں دی گئیں۔'' ❶

❺ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جناب جبرائیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے دروازہ کھلنے کی زوردار آواز سنی اپنا سر اٹھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ یہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا، اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نور مبارک ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے۔ (وہ یہ ہیں:)

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ　　سورۂ فاتحہ

وَخَوَاتِيمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ　　سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات

مزید فرمایا: ''جو شخص یہ دو آیات پڑھے گا اسے اس کی مانگی ہوئی چیز ضروری دی جائے گی۔'' ❷

❶ مسند الإمام أحمد: ٥/ ١٥١ صحيح۔

❷ صحيح مسلم، فضائل القرآن، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة: ١٨٧٧، ٨٠٦۔